# فیض الحرمین

مع اردو ترجمہ

# سعادت کونین

تصنیف

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

ڈاکٹر عبدالجبار عابد لغاری

ڈائریکٹر

شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدرآباد

www.maktabah.org

(مخزن ''الولی'' اپریل ۲۰۰۴ء تا مارچ ۲۰۰۶ء تک کے شماروں کے برابر کی اشاعت)

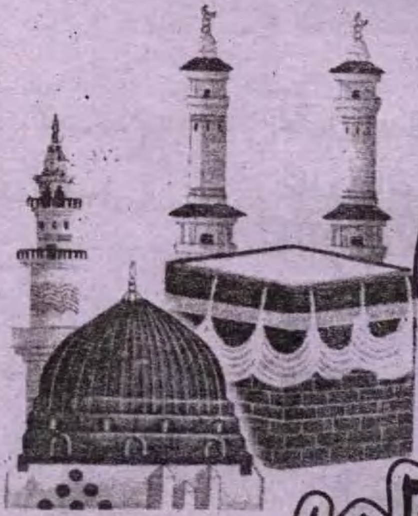

# فیوض الحرمین

مع اردو ترجمہ

# سعادت کونین

تصنیف

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

ڈاکٹر عبدالجبار عابد لغاری

ڈائریکٹر

شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدر آباد

www.maktabah.org

تمام حقوق محفوظ ہیں


| | | |
|---|---|---|
| کتاب کا نام | : | فیوض الحرمین مع اردو ترجمہ سعادت کونین |
| تصنیف | : | شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ |
| ناشر | : | ڈاکٹر عبدالجبار عابد لغاری - موبائل نمبر: 0301-3522934 |
| طبع | : | اوّل |
| تعداد | : | چار سو |
| کمپیوٹر لے آؤٹ | : | خلیل احمد بھٹو |
| کمپیوٹر کمپوزنگ | : | السندھ کمپیوٹر کمپوزنگ - لطیف آباد نمبر 4/B حیدرآباد 022-3812993 |
| پبلشر | : | نفیس پرنٹنگ پریس - لجپت روڈ حیدرآباد 022-2782345 |
| قیمت | : | 120 روپیہ |
| سال اشاعت | : | اپریل 2007ء |

## ملنے کا پتہ

① شاہ ولی اللہ اکیڈمی - صدر جامع مسجد حیدرآباد سندھ

پوسٹ بکس نمبر 72 - فون: 022-2787203

② سندھ کے معروف کتب خانے

یہ کتاب ڈاکٹر عبدالجبار عابد لغاری ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ اکیڈمی نے نفیس پرنٹنگ پریس لجپت روڈ حیدرآباد سے شائع کی۔


www.maktabah.org

# ''فیوضِ الحرمین'' کے بارے میں

اک عام مسلمان جب مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں داخل ہوتا ہے تو اپنے دل میں ہزار' احساسات اور جذبات سمیٹے ہوئے اللہ جل شانہٗ اور رسولِ اکرم ﷺ کا دعاؤں میں ورد کررہا ہوتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ اپنے ان بندوں کی جذباتی کیفیت کو بخوبی جانتا ہے، اس لئے ان کے لئے اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ بلکہ ان کے پیارے بندوں کے دن اور راتیں کچھ اور ہی انداز سے گذرتی ہیں۔ ان کی آنکھیں، دل اور دماغ بلکہ پورا وجود ایسے ایسے نظارے اور مشاہدے کرتے رہتے ہیں کہ وہ کسی لحہ بھی اپنے خالق اور اس کے رسول مقبول ﷺ سے غافل رہ نہیں سکتے۔ بس ایسے ہی بندوں کو چنا جاتا ہے جو خلیفۃ اللہ اور خلیفۃ الرسول ﷺ کے ناطے وہ اپنے اپنے دور کے خلیفۃ المسلمین کی حیثیت کے حامل ہوتے ہیں۔

بلاشبہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ، جس نے اپنے آپ کو اپنے خطوط میں ''فقیر'' کر کے بار بار لکھا ہے، وہ باطن کی بہت سی باتوں کو نہ فقط سمیٹ کر حرمین شریفین سے واپس ہندوستان لوٹے تھے، بلکہ کئی ایک سہانے خوابوں، القا، الہام اور مشاہدات کا امین ''اسم بامسمہ'' بن کر لوٹے تھے۔ واقعی وہ ایسے ''فقیر'' تھے کہ فقر اور غنا کے مابین رہتے ہوئے آنحضرت ﷺ سے کئی بار احکامات حاصل کئے اور اللہ جل شانہٗ کی قدرت ارفعہ سے اپنے قلب پر وارداتیں، الہام اور القا کے مشاہدے حاصل کئے۔ آپ نے کچھ بھی نہیں چھپایا، بلکہ جو جو باتیں ان کو ودیت کی گئیں، ان کو بلا مبالغہ پیش کر کے عام مسلمانوں کی ہدایت کی اور وقت کے علماء اور فضلا کی رہنمائی کی۔

جس طرح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ کے رسول تھے۔ اسی طرح اولیاء اللہ ہر دور میں پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ جس طرح انبیاء علیہم السلام اللہ کے احکامات اپنی اپنی امت کو پہنچاتے رہے اور آخری نبی ﷺ نے آخری مکمل دین تا قیامت کے لئے لوگوں کو پہنچایا۔ اسی طرح اولیاء کرام بھی حاصل کردہ مشاہدات اور تجلیات تا قیامت انسانوں کو پہنچاتے رہیں گے۔

www.maktabah.org

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی سارے القا اور مشاہدے لکھ کر ساری انسانیت کی رہنمائی کی ہے۔ اس کتاب میں یا ان کی دوسری کتاب ''القاء الرحمٰن'' میں بہت کچھ لکھا اور انکشافات ایسے ایسے کئے ہیں کہ لوگ اُس وقت سے لیکر اب تک حیرت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ آپ خود اس کتاب ''فیوض الحرمین'' میں جو بلاشبہ عام کتابوں سے مختلف ہے، اور جس طرح حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اصل کتاب مشکل تھی تو اس کا اردو ترجمہ بھی آسان نہیں۔ بہرحال جو دل سے پڑھے گا، وہی فیضیاب ہوگا۔

میں شکر گزار ہوں جناب سردار میر منظور احمد خان پنہور صوبائی وزیر اوقاف، عشر، زکوٰۃ اور اقلیتی امور کا، جنہوں نے خاص دلچسپی لیکر اس بندہ ناچیز کو یہ موقعہ فراہم کیا ہے کہ میں شاہ ولی اللہ اکیڈمی کو فعال کروں۔ میں سیکریٹری باز محمد جونیجو صاحب اور دیگر ارکان سیکٹریٹ اور چیف ایڈمنسٹریٹر شہاب الدین چنہ صاحب کے علاوہ دیگر سیکریٹریوں، خصوصاً محترم محمد ہاشم لغاری، جناب عبدالغفار سومرو اور دیگر احباب کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے دلچسپی لیکر میری حوصلہ افزائی کی، خصوصاً ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کا احسانمند ہوں کہ آپ ہر وقت تلقین کرتے رہتے ہیں کہ کام کرکے دکھانا ہے۔

اللہ جل شانہٗ سے دعا ہے کہ اس ادارے کے فعال کرنے، اہم کتب کی اشاعت اور دیگر خدمات میں میری رہنمائی فرمائے۔ ساتھ یہ بھی دعا ہے کہ پورا محکمہ اوقاف مجھ سے جو امیدیں وابستہ کیا ہوا ہے کہ میں کئی سالوں سے غیر فعال اکیڈمی کو اس کے اصلی اوج پر لے آؤں۔ مجھے دعا کی ہوئی ہے پروفیسر نذیر احمد قاسمی اور ان کے بڑے بھائی سعید احمد قاسمی پسران علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی کی، کہ ان کے والدِ محترم کی خدمات کو زندہ و جاوید بنا کر دکھاؤں، جو انہوں نے اس ادارے کی چالیس سال تک اپنے خون پسینے اور علم و فضل سے خدمت کی، وہ یکایک رائگاں نہ ہوجائے۔

اللہ مجھے اپنے ادارے کا مکمل تعاون نصیب کرے کہ میں اپنے سینے میں سمیٹے ہوئے جذبات کو کتب کی اشاعت اور رسائل کی ترویج پر بخوبی صرف کرسکوں۔

خادم العلم

**ڈاکٹر عابد لغاری**

16/04/07

www.maktabah.org

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# فیوض الحرمین مع اردو ترجمہ سعادت کونین

اللھم انی احمدک واثنی علیک وابوء لک بالتقصیر فالحمد والثناء واستغفرک واستعین بک واعلم انه لا یغفر الذنوب الا انت ولا یعینی غیرک فی الشدة والرخاء واوجه وجهی الیک واسلم نفسی لک نسکی وصلاتی ومحیای ومماتی تعالیت عن شراکة الشرکاء واعوذبک من شرور نفسی ومن سیئات اعمال والح علیک فی سوال الهدایة لمحاسن الاخلاق ومکارم الاعمال واعتقد انه لا یعیذنی من هذه ولا یهدینی لهٰذه الا الذی فطرنی وفطر الارض والسماء واشهد ان لا الٰه الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمدا عبده ورسوله افضل الرسل والانبیاء صلی الله علیه وعلیهم وعلیٰ آله واصحابه ما تعاقب الملوان وما اظلت الخضر واقلت الغبراء اما بعد فیقول العبد الضعیف ولی الله بن عبدالرحیم الدهلوی عاملهما الله تعالیٰ بلطفه وتغشاهما برحمته من اعظم

الٰہی! میں تیری حمد وثنا کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ تیری حمد وثنا میں قاصر ہوں۔ تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تجھی سے مدد مانگتا ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ سوا تیرے کوئی گناہ نہیں بخشتا اور بغیر تیرے کوئی میری مدد نہیں کرسکتا رنج وراحت میں اور تیری ہی طرف متوجہ ہوں اور تجھی کو اپنے تئیں سونپتا ہوں۔ تیرے ہی واسطے ہے میری سب عبادات اور میری زندگی اور موت تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ کوئی تیرا شریک نہیں اور پناہ چاہتا ہوں تجھ سے اپنے نفس کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اور کمال عجز سے سوال کرتا ہوں کہ اچھے اخلاق اور نیک اعمال کی ہدایت کر اور میرا عقیدہ ہے کہ کوئی نہیں برائیوں سے بچانے اور بھلائیوں کی ہدایت کرنے والا مگر جس نے مجھے پیدا کیا اور زمین وآسمان کو بنایا اور گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں۔ وہ وحدہ لاشریک لہ ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ سب رسولوں سے افضل اور سب نبیوں سے بڑھ کر۔ اللہ کا درود ہو ان پر اور ان کے آل واصحاب پر آگے پیچھے رات دن میں اور جب تک آسمان سایہ کرے اور زمین اٹھائے ہوئے ہے۔ اما بعد! گذارش ہے عبد ضعیف ولی

www.maktabah.org

نعم الله تعالىٰ على ان وفقني لحج بيته وزيارة نبيه عليه افضل الصلوٰة والسلام سنة ثلاث واربعين والتي تليها من القرن الثاني عشر واعظم من هذا النعمة بكثير ان جعل الحج حج الشهود والمعرفة لا حج الحجب والنكرة وزيارة زيارة مبصرة لا زيارة عمياء فتلك نعمة اعظم عندى من جميع النعم فاحببت ان اضبط اسرار تلك المشاهدة كما علمني ربي تبارك وتعالىٰ وكما استفدته عن روحانية نبينا صلى الله عليه وسلم تذكرة لي وتبصرة لاخواني عسى ان يكون ذٰلك اداء لبعض ما وجب على من شكرها وسميت الرسالة بفيوض الحرمين حسبنا الله ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم فمن تلك المشاهد انى رايت فى المنام جما غفيرا من اهل الله شطر منهم اهل الاذكار واليادداشت قد ظهرت علىٰ قلوبهم الانوار وعلىٰ وجوههم النضارة والجمال وهم لا يعتقدون وحدة الوجود وشطر منهم يعتقدون وحدة الوجود ويستغلبون بنوع من الفكر فى سريان الوجود ظهرت علىٰ قلوبهم خجالة والحجام فى جنب الحق القائم بتدبير العالم عمومًا والنفوس خصوصًا وعلى وجوههم سواد وفحول

اللہ ابن عبدالرحیم دہلوی خدا تعالیٰ دونوں پر مہربانی فرمائے اور رحمت کرے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی حج بیت اللہ وزیارت رسول اللہ ﷺ کی سنہ ۱۱۴۳ ہجری ایک ہزار ایک سَو تینتالیس میں اور اس نعمت سے بدرجہا بڑی نعمت یہ ملی کہ میرا حج مشاہدہ اور مغفرت کے ساتھ ہوا نہ حجاب اور نامعلومی کے ساتھ اور زیارت بھی زیارت آنکھوں والوں کی زیارت نہ اندھوں کی سی زیارت سو میرے نزدیک سب نعمتوں سے بڑی یہ نعمت ہے۔ میں نے چاہا کہ میں لکھ لوں ان مشاہدہ کے اسرار جیسے مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے معلوم کرائے ہیں اور جس طرح مجھے فائدے پہنچے ہیں روحانیت رسول اللہ سے ان کو میں نے استفادہ کیا ہے تاکہ میرے لئے یادگار اور میرے بھائیوں کے واسطے باعث بصیرت ہو۔ اس سے امید ہے کہ کچھ شکر ادا ہوجائے اور اس رسالہ کا نام میں نے فیوض الحرمین رکھا۔ کافی ہے اللہ ہم کو اچھا کارساز ہے ہمارا اور برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت اسی سے ہے۔ ان مشاہدوں میں سے مشاہدہ اول: میں نے خواب میں ایک جماعت کثیر اہل اللہ کی دیکھی۔ ان میں سے ایک فرقہ اہل ذکر ویاد داشت کا تھا۔ ان کے دلوں پر انوار اور چہروں پر تازگی اور خوبصورت ظاہر ہوتی تھی اور وہ وحدت الوجود کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے اور دوسرا فرقہ وحدت الوجود والوں کا تھا جو ایک طرح کے فکر سریان وجود میں مشغول تھے۔ ان کے دلوں پر شرمندگی وخجالت

www.maktabah.org

فاحتج الفريقان قال اهل الاذكار والاوراد الا ترون هٰذه الانوار والجمال علينا ففخرنا هدى طريقة منكم وقال اهل وحدة الوجود اليس ان اضمحلال الوجودات فى الوجود الحق امر حق مطابق للواقع فعلمنا سرًا جهلتموه فلنا الفضل عليكم فلما كثر التشاجر بينهم حكمونى ورفعوا الىّ مشاجرتهم فقمت بين هؤلاء ثم قلت من العلوم الصادقة ما يتهذب به النفس ومنها ما لا يتهذب به النفس وذٰلک لان الله تعالىٰ خلق النفوس باستعدادات شتى ولكل نفس مشرب من العلوم الحقة اذا استغرقت فيه تهذبت وصلحت واذا لم تستغرق فيه لم تتهذب ولم تصلح فهٰذه المسئلة وان كانت من العلوم الحقة ولكنكم جميعا ليست هذه مشربكم وانما مشربكم التوجه الى الحقيقة الجامعة بحسب تضرعات الملاء الاعلىٰ اما اصحاب الانوار فانهم وان جهلوا هٰذه المسئلة لٰكنهم لم يخطئوا مشربهم من الحق فتهذبت نفوسهم وصلحت وبلغت ما خلقت لاجله من الكمال واما اصحاب وحدة الوجود فانهم وان اصابوا فى المسئلة لكنهم اخطأوا مشربهم من الحق لانهم لما مرجوا افكارهم فى مرعى

اس حق امر سے کہ عالم کی تدبیر عموماً اور نفوس کی خصوصاً حق ہے۔ ان کے چہرے سیاہ اور منہ سوکھے ہوئے تھے۔ پس دونوں فرقے بہشتی ہیں۔ اہل ذکر و ورد نے کہا: کیا تم کو ہمارا انوار و جمال نظر نہیں آتا؟ پس ہم تم سے بہت طریقہ ہدایت پر ہیں اور وحدۃ الوجود والوں نے کہا: کیا سب موجودات کی ہستی حق کی ہستی کے آگے نابود ہونی امر حق کے مطابق واقع نہیں؟ پس ہمیں وہ راز معلوم ہوگیا جس سے تم جاہل رہے۔ پس ہم کو تم پر فضیلت ہے۔ جب ان میں تنازعہ بڑھ گیا تو انہوں نے مجھ کو منصف بنایا اور اپنا جھگڑا میرے سامنے پیش کیا۔ پھر میں ان دونوں فرقوں میں منصف بنا اور کہا کہ بعض علوم صادق ایسے ہیں جن سے نفس مہذب ہوتا ہے اور بعض ایسے ہیں جن سے نفس تہذیب نہیں پاتا۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے نفوس میں طرح طرح کی استعدادیں پیدا کی ہیں اور علوم حقہ میں سے ہر نفس کا ایک مشرب ہے۔ جو اس میں مستغرق ہوجائے تہذیب پاتا ہے اور سنور جاتا ہے اور جو اس میں مستغرق نہ ہو تو مہذب نہیں ہوتا ہے اور نہ اصلاح پاتا ہے۔ سو یہ مسئلہ اگرچہ علوم حقہ میں سے ہے لیکن تم دونوں جماعتوں کا یہ مشرب نہیں اور تمہارا مشرب تو ضرور حقیقت جامعہ کی طرف متوجہ ہونا ہے موافق تضرع فرشتوں کے سو نور والا فرقہ اگرچہ اس مسئلہ سے جاہل رہا مگر اپنے مشرب حق کو پہنچ گیا اور ان کے نفوس مہذب ہوگئے اور سنور گئے اور جس کمال کے واسطے پیدا ہوئے تھے، اس کو پہنچ گئے لیکن وحدۃ الوجود

www.maktabah.org

السریان ضاع من ایدیهم التعظیم والمحبة والتنزیة التی عرفت بها الملأ الاعلیٰ ربها وورثتها من قوی الافلاک بحکم الفطرة فامتلاء العالم بمعرفتهم وما ورثوه منها فلم تتهذب نفوسهم ولم تبلغ ما خلقت لاجله فانتم ایها القائلون بوحدة الوجود وسریان الوجود فی العالم نطق منکم بهٰذا السر جزء ولیس من شانه هذا العلم واما الجزء الذی مشربه هذا العلم فانه اخرس فیکم ممسوخ لا یعلم بهٰذا السر والاجزاء الفاطنة فیکم وهی العناصر الفلکیة فاقدة لما یلیق بها من الکمال انما الحری بهٰذا السر من کان ذٰلک الجزء فیه غضا طریا لم یخلقه النشاة المترکة ففهموا هذه المسئلة واذعنوا بها ثم قلت وهذا من الاسرار التی اختصنی ربی بها احکم بها بینکم فیما اختلفتم فیه والحمد لله رب العالمین ثم انتبهت.

والے اگرچہ مسئلہ کو پہنچ گئے پر مشرب حق کو نہ پہنچے، اس لئے کہ جب انہوں نے اپنا فکر سریان وجود میں صرف کیا، تعظیم ومحبت وتنزیہ ہاتھ سے جاتی رہی جس سے فرشتوں نے اپنے رب کو پہچانا اور وارث ہوئے اس کے قوائے افلاک بحکم فطرت۔ پس عالم ان کی معرفت سے پُر ہوگیا اور جو نہ وارث ہوئے اس کے ان کے نفس مہذب نہ ہوئے اور نہ وہ اس کو پہنچے جس کے لئے پیدا ہوئے۔ سوائے وحدت الوجود اور سریان الوجود فی العالم کے قائلو! ظاہر کردیا تمہارے اس راز کو اس جزء نے جس کے لائق یہ علم نہیں، لیکن وہ جزء جس کا مشرب یہ علم ہے۔ پس وہ تم میں گونگا اور مسخ شدہ ہے اور وہ اس راز کو نہیں جانتا اور تم میں عناصر فلکیہ جو اجزاء فاطنہ اس کمال کے ہیں، بالکل نہیں اس سر کے لئے وہ شخص لائق ہے جس میں یہ جزء بہت راسخ ہو اور اس کو نکما نہ کردیں۔ پس ظہورات گھیر لینے والے ہیں وہ دونوں فریق سمجھ گئے اور یقین کرلیا۔ پھر میں نے کہا: اللہ نے مجھ کو خاص کیا ان اسرار سے جس میں تمہارا اختلاف تھا اس میں میں نے متصفی کردی والحمد للہ رب العالمین۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔

**مشهد آخر** رایت ببصر روحی تدلیا هو شیء واحد متصل فی ذاته ساری فی العالم کله کان العالم ستارة فوق وهو الداخل فیه وفطنت حینئذ ان هذا التدلی اذا توجه الیه العارف وابصره ببصر روحه وفنی فیه قوی تاثره وارشاده وصح له

**مشهد آخر** میں نے اپنی روح کی آنکھ سے تدلی کو دیکھا کہ وہ ایک شے واحد نفس فی ذاتہ تمام عالم میں سرایت کی ہوئی ہے۔ گویا عالم اس پر پردہ اور وہ بیچ میں ہے۔ اس وقت میں نے جانا کہ یہ وہ تدلی ہے کہ عارف جب تک اس کی طرف متوجہ ہو اور اپنی روح کی آنکھ سے اس کو دیکھے اور اس میں فنا ہوجائے تو اس

www.maktabah.org

التصرف فی الخلق بالحق وهذا التدلی له وجهان فواجه یحذوا حذو الوجود الخارجی وهذا کان لون منطبع فی الواح النفوس یسمی بالنور والوجه الثانی یحذوا حذو الوجود الذهبی وهذا یتصادق مع الذات وهو الاسم والتدلی ولاجله یقال ان النقشبندیة ادرجت النهایة فی البدایة ومن وصل الی الذات بواسطة هذا التدلی لم یعلم الا الاختیار والارادة وعلم نفسه مغمورًا فی بحر لاساحل له.

**معرفة عظیمة** ادراک الحق المتدلی الیٰ عباده باعظم التدلیات ان کان ببصر الروح فهو من مقامات الکمل وان کان بعلم الروح فهو مما یشترک فیه العوام وکذا استماع کلامه ان کان یسمع الروح فهو من مقامات الکمل وان کانَ بعلم الروح فهو مما یشترک فیه العوام.

**تحقیق شریف** اعلم ان للنفس الناطقة بصرًا وسمعًا ولسانًا غیر هذه الجوارح المحسوسة وتحقیق ذٰلک ان هنالک لطیفتین احداهما القیومیة الالٰهیة المتعلقة بالبدن الحالة فیه مع قطع النظر عن النسمة ولها فی معرفة الاشیاء وجهان ان تفیض علیها صورة مجردة من مبداء الصور وهو العلم وان تفضی الیٰ شیء من

کے ارشاد کی تاثیر قوی ہوتی ہے اور اس کا تصرف خلقت میں حق طور پر صحیح ہوتا ہے اور اس تدلی کی دو جہتیں ہیں: ایک وجود خارجی کی طرف سو یہ تو ایک لون منطبع ہے الواح نفوس میں۔ اس کا نام نور ہے اور دوسری جہت وجود ذہنی کی طرف ہے۔ یہ ذات کے ساتھ صادق آتی ہے سو یہ اسم اور تدلی ہے نقشبندیہ۔ یہ اس لئے کہتے ہیں کہ ہم نے نہایت کو بدایت میں درج کیا ہے۔ جو شخص اس تدلی کے وسیلہ سے واصل بذات ہوتا ہے، نہیں جانتا سوا اختیار اور ارادہ کے اور اپنے تئیں ڈوبا ہوا جانتا ہے ایک دریائے ناپیدا کنار میں۔

**معرفہ عظیمہ** خدا تعالیٰ کا ادراک جو اپنے بندوں کی طرف علم تدلیات کے ساتھ متدلی ہے۔ اگر روح کی آنکھ سے ہے تو یہ کاملوں کا مقام ہے اور روح کے علم سے ہے تو اس میں عام بھی شریک ہیں اور اس طرح اس کا کلام سننا۔ لیکن اگر روح کے کان سے ہے تو وہ مقام کاملوں کا ہے اور جو روح کے علم سے ہے تو اس میں عام بھی داخل ہیں۔

**تحقیق شریف** جاننا چاہیے کہ نفس ناطقہ کے واسطے ان جوارح محسوسہ کی آنکھ اور کان اور زبان ہے اس کی تحقیق یوں ہے کہ اس جگہ دو لطیفے ہیں۔ ایک تو قیومیہ الٰہیہ جو بدن کے متعلق ہے اور اس میں حلول کئے ہوئے ہے روح سے قطع نظر سو معرفت اشیاء میں اس کی دو جہتیں ہیں: ایک تو یہ مبدأ صور سے کوئی صورت مجرد اس پر افاضہ ہو۔ یہ تو علم ہے دوسرے یہ کہ کسی شے کا اشیاء میں سے افاضہ کرے اور اس سے

www.maktabah.org

الاشياء ويتصل به وهٰذا الاتصال اذا اعتبر بالانكشاف البصرى يسمى بصرًا واذا اعتبر بالانكشاف السمعى يسمى سمعًا واذا اعتبر بانكشاف العلوم بالافادة والاستفادة يسمى كلامًا فمن هٰذا الوجه يرى الفرد ربه عزوجل ومن هٰذا الوجه يلهم ويكلم من الله ومن ارواح الافلاك والملاء الاعلىٰ وارواح من مضى من الصالحين وربما ينزل لون من رؤية الروح ربها الىٰ النسمة ومن النسمة الىٰ جارحة البصر فيتمثل هيئة متصلة فيقول الفرد رأيت ربى بعينى وهو صادق فيما قال ومن هٰذا الباب ما اعاده ابن عباس رضى الله عنهما من رؤية النبى صلى الله عليه وسلم ربه ومن هٰذا الباب كلام موسىٰ عليه الصلوٰة والسلام واتصلت يومًا بروح الشمس ورأيتها وسمعت منها فقلت عجبًا لك ترين الناس استضائوا منك واستفادوا منك الغلبة والظهور علىٰ اطوار شتىٰ ثم انهم ينكرون عليك ويزورون بك وانت لا تنقمين منهم ولا تغضبين عليهم قالت اليس ان تكبرهم وابتهاجهم بانفسهم شعبة من ابتهاجى بنفسى فانا فى كل ذٰلك لا التفت الىٰ صورة التكبر وانما التفت

متصل ہوجائے اور یہ اتصال اگر انکشاف بصری اعتبار سے کیا جائے تو اس کو بصر کہیں گے اور اگر انکشاف سمعی اعتبار سے کیا جائے تو ان کا نام سمع ہے اور اگر انکشاف العلوم بالافادۃ والاستفادۃ اعتبار کریں گے تو کلام ہے۔ سو اسی جہت سے فرد اپنے پروردگار بزرگ و برتر کو دیکھتا ہے اور اسی سے الہام کیا جاتا ہے اور اسی سے اللہ باتیں کرتا ہے اور ارواح افلاک اور فرشتوں سے اور جو نیک لوگ گذر گئے ہوں، ان کی ارواح سے باتیں کرلیتا ہے اور کبھی روح جو اپنے رب کو دیکھتی ہے، اس سے نسمہ پر ایک لون یعنی رنگ نازل ہوتا ہے اور نسمہ سے جب بصر پر وہ لون ایک ہیئت متصلہ بن جاتا ہے، اس وقت فرد کہنے لگتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے اپنے خدا کو دیکھا اور سچ ہے اس کا کہنا اور اسی قبیل سے ہے وہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور اسی قبیل سے ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام کرنا اور ایک روز میں نے روح آفتاب سے متصل ہوتے اسے دیکھا اور اس سے سنا۔ میں نے کہا بڑا تعجب ہے کہ جو لوگ تجھ سے روشنی طلب کرتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں، تیرا غلبہ اور ظہور طرح طرح سے دیکھتے ہیں، پھر تیرے منکر ہیں اور تجھ سے مقابلہ کرتے ہیں اور تو نہ کسی سے انتقام لیتا ہے نہ کسی پر غصہ ہوتا ہے تو اس نے کہا: کیا ان کا تکبر اور ان کی اپنے نفسوں سے خوشی میری جان کی خوشی کا شعبہ نہیں ہے؟ میں ان سب حالتوں میں صورت تکبر کی طرف کچھ التفات نہیں کرتا

www.maktabah.org

الیٰ حقیقة الابتهاج وانما الكل ابتهاجي بنفسي فهل يجوز لاحد ان يغضب على كمال نفسه وينتقم من نفسه ثم افضائي الى الشمس فرأيتها فياضا بالطبع والجبلة وكذا كل فلك ورأيت ارواح الافلاك ملتمئة ومتوافقة فى علومها وهممها.

**زيادة ايضاح** ان شئت ان تكنه حقيقة هذا الوجدان فاصغ لما القى اليك اعلم ان علم النفس الناطقة اعنى بها نورًا بسيطًا هو تقليد القيومية الجسد واحد وتنزل الطبيعة الكلية التى هى النقطة الفعالة فى الخارج بصورة خاصة بمعلوم اى معلوم كان انما يكون عندنا باتحاد المدرك والمدرك ثم دراكها اما ان يكون لنشأة كلية تشمل النفس او تشمل جسدها كالصورة الانسانية او الحيوانية او الارض والماء وسائر العناصر او القوة الشمسية والقمرية واما ان يكون لشيء خاص يسم لهذه النفس الداركة مثل ادراك نفس زيد نفس عمرو فان كان الاول فصفته ادراك النفس لتلك الحقيقة ان يتجرد الىٰ نقطة هى بازاء تلك الحقيقة الشاملة فى النفس فتبقى بها وتفنى عن غيرها فينقط هذه النقطة بنفسها ويتجلى لها

اور میری التفات شادمانی کی حقیقت کی طرف ہے اور یہ سب خوشیاں میرے ہی نفس کی شادمانی ہیں تو پھر کیا کوئی اپنے کمالِ نفس پر غصہ ہوا کرتا ہے؟ یا انتقام اس سے لیتا ہے؟ پھر جب یہ امر ہو چکا، پس میں نے اسے دیکھا کہ وہ بالطبع اور جبلی فیاض ہے اور اسی طرح تمام افلاک اور میں نے دیکھا کہ ارواح افلاک متوافق اور ملے ہوئے ہیں اپنے علموں اور ہمتوں میں۔

**زیادہ ایضاح** اگر تو چاہے اس وجدان کی حقیقت دریافت کرنا تو سن جو میں کہوں۔ جان کہ نفس ناطقہ کا علم جس سے مراد نور بسیط ہے، وہ مقید ہوتا ہے قیومیہ کا ایک جسم واحد کے لئے اور تنزل طبیعت کلیہ کا کہ وہ ایک نقطہ فعالہ ہے خارج میں کسی معلوم خاص کی صورت میں گو کوئی معلوم ہو ہمارے نزدیک مدرک اور مدرک کا ایک ہونا ہے۔ پھر اس کا ادراک یا واسطے نشاء کلیہ کے ہوگا جو نفس کو شامل ہوا یا جسم کو شامل ہوگا جیسے صورتِ انسانیہ یا حیوانیہ یا زمین اور پانی اور باقی عناصر یا قوت شمسیہ اور قمریہ اور یا اس کا ادراک کسی ایسی خاص شے کے لئے ہوگا جو اس نفس دراکہ کی قسیم ہے جیسے زید کا نفس عمرو کے نفس کو ادراک کرنے۔ پس اگر اول ہے تو ادراک نفس کی صفت کے واسطے ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ تجرد کرے اس نقطہ کی طرف کہ وہ اس حقیقت شاملہ فی النفس کے مقابل ہے تو باقی رہے گی اس کے ساتھ اور فوتی ہوگی اس کے غیر سے۔ اس وقت وہ نقطہ بنفسہا بیدا ہوگا اور اس حقیقت کے سبب احکام

www.maktabah.org

جمیع احکام تلک الحقیقة تجلیًا ذوقیًا تحقیقیًا فھٰذا معنیٰ قولنا یتحد المدرک والمدرک فی ھٰذہ الصورة وان کان الامر الثانی فصفة ادراک النفس لتلک الحقیقة القسمیة لھا ان تجتمع معھا فی حضرة من حضرة الطبیعة الکلیة فتغلب نفس علیٰ نفس اما من جھة الجزء الغالب علیٰ ھذہ النفس والقوة المستتبعة لغیرھا من القوی ومن جھة اکثر القوی علیٰ غیرھا فاذا لم یکن ھٰذہ القوة منفررة وجمیع تاثیر النفوس بعضھا فی بعض انما یکون بالغلبة والمحبة وکنھھما ان تتجرد نفس الیٰ قوة مودعة فیھا غالبة او مغلوبة وھٰذا فی الکمل او القوة الغالبة وھٰذا فی غیرھم وھناک نفس اخریٰ فیھا تلک القوة لکن ظھور احکامھا ھناک اقل واضعف من النفس الاولیٰ فادرکت المؤثرة المؤثرة والمؤثرة المؤثرة بحاسة تلک القوة واشتملت ھذہ بھٰذہ فظھر احکام لم تکن وربما کانت ھٰذہ القوة فیھا مستتبعة القوی الاخریٰ بحیث انہ ضمحلة متلاشیة فیھا فتنعزل عن احکامھا وآثارھا وانما یبقی حکم القوة الغالبة فیقال اثرت ھٰذہ النفس فی تلک النفس وفادتھا تلک الکیفیة والحق انھا ما

اور یہ تجلی ذوقی تحقیقی طور پر روشن ہوجائیں گے۔ اس صورت میں ہمارا یہ قول کہ مدرک اور مدرک ایک ہوجاتے ہیں، پس یہ معنیٰ مراد ہیں اور اگر ہوگا امر ثانی تو ادراک کی صفت کے واسطے اس حقیقت قسمیہ لہما کی یہ ہوگی کہ اس کے ساتھ جمع ہوکسی حضرت میں حضرات طبعیہ کلیہ سے تو غالب ہوگا ایک نفس دوسرے نفس پر یا اس جزء کی جہت سے جو اس نفس پر غالب ہے اور اس قوت پر جو دوسری قوتوں سے پیروی طلب ہے یا جہت سے اکثر قوتوں کی اس شرط سے کہ قوت منقطع نہ ہو کیونکہ تاثیر ایک نفس کی دوسرے میں غلبہ سے ہوتی ہے اور محبت سے اور کنہ ان دو وجہوں کا یہ ہے کہ نفس میں جو ایک قوت امانت ہے غالب یا مغلوب، نفس اس کی طرف یکسو ہوجائے۔ سو یہ کاملوں میں ہے یا قوت غالبہ یہ غیر کاملوں میں ہے اور یہاں ایک اور نفس ہے جس میں یہ قوت ہے لیکن اس کے احکام کا ظہور یہاں بہت کم اور ضعیف ہوتا ہے پہلے نفس سے۔ پس ادراک کیا مؤثر نے مؤثر کو اور مؤثر نے مؤثر کو اس قوت کے حس سے اور یہ اس سے مل گئے تو ظاہر ہوئے وہ احکام جو نہ تھے اور کبھی یہ قوت جو اس نفس میں ہے، دوسری قوتوں سے پیروی طلب ہوتی ہے۔ ایسی کہ مضمحل اور نابود ہوجاتی ہے۔ ان میں تو معزول ہوجاتی ہے احکام اور آثار سے اور فقط قوت غالبہ باقی رہ جاتی ہے۔ اس وقت کہا جاتا ہے کہ اس نفس نے اس نفس میں اثر کیا اور اس کیفیت کا فائدہ پہنچایا اور

www.maktabah.org

اکتسبتھا من خارج بل صرفت عنان توجھا الیٰ جزء منھا وقوۃ مودعۃ فیھا حتیٰ تلاشت احکام سائر القویٰ والاجزاء فاذن عند الغلبۃ والاستتباع من ھٰذہ والمحبۃ والتبعیۃ من تلک لابد من اتحاد النفسین لا مطلقا بل من جھۃ قوۃ وجزء ولا فی جمیع المواطن بل فی موطن من مواطن الطبیعۃ الکلیۃ وھٰذا معنیٰ قولنا یتحد المدرِک والمدرَک فی ھٰذہ الصورۃ واذا عرفت ھٰذا فاعلم ان لھٰذہ النفس بالنسبۃ الیٰ تلک حالات واوضاعا احدھا الاتحاد والاستغراق فیھا والذھول عن غیرھا وثانیھا ان ترجع کل نفس الیٰ ملاحظۃ نفیھا مغمورۃ فی معنی الاتحاد فتتلون بافضاء الیھا مع انفکاک ما وشعور انھا لیست ھی من جمیع الوجوہ بل وجہ دون وجہ وھٰذہ الحالۃ تسمی بالرویۃ وثالثھا ان یغلب سائر الاحکام بحیث یغیب حکم ھذہ القوۃ وتصیر کالمستتر وحینئذ یظھر لتلک الاحکام صورۃ ضعیفۃ بالنسبۃ الی الاتحاد بالنسبۃ الی الرویۃ فیکون افضاء ما من جھۃ الغالبۃ وقبول ما من جھۃ المغلوبیۃ فیقال کلمت نفس زید نفس عمرو وسمعت ھٰذہ کلامھا ورابعاً ان تغیب احکام تلک القوۃ

سچ یہ ہے کہ اس نفس نے کچھ خارج سے نہیں حاصل کیا بلکہ اپنے ہی جزء کی طرف توجہ کی ہے اور اپنی ہی اس قوت کی طرف جو اس میں امانت ہے اس قدر کہ سب قوتوں اور اجزاء کے احکام نابود ہوگئے تو اس وقت غلبہ اور استتباع اس طرف سے اور محبت پیروی اس طرف سے ہوئی تو ضرور ہے دونفسوں کا ن اتحاد سے سو مطلق نہیں بلکہ قوت اور جزء کی جہت سے اور نہ کل جگہ بلکہ طبیعت کلیہ کی کسی جائے میں اور اس کے یہ ہی معنیٰ ہیں جو ہم نے کہا مدرک اور مدرَک ایک ہوجاتے ہیں اس صورت میں اور جب تم نے یہ جان لیا تو جان لو کہ اس نفس کے واسطے بہ نسبت اس کے حالات اور اوضاع ہیں۔ اول یہ کہ متحد ہونا اور مستغرق ہوجانا اس میں اور اس کے سوا کو بھول جانا۔ دوسرا یہ کہ نفس رجوع ہو طرف ملاحظہ اس کی فنا کے در حالیکہ مستغرق ہو معنیٰ اتحاد میں پس رنگا جائیگا بسبب مل جانے کے اس سے باوجود کسی قدر جدا ہونے کے اور شعور اس بات کے کہ دو ہی نہیں ہوگیا کل وجہ سے بلکہ کسی وجہ سے اس حال کو رویت کہتے ہیں۔ تیسرا یہ کہ غالب ہوجائیں سب احکام ایسی طرح کہ غائب ہوجائے اس قوت کا حکم اور یہ قوت چھپ جائے اور اس وقت ظاہر ہوگی ان احکام کے واسطے صورت ضعیف بہ نسبت اتحاد اور بہ نسبت رویت کے تو افضا ہوگا غالبیت کی جہت سے اور قبول کسی قدر مغلوبیت کی جہت سے تو کہیں گے زید کے نفس نے کلام کیا عمرو کے نفس سے اور اس نے اس کا کلام سنا

www.maktabah.org

غيوبة اشد من ذلك فلا يبقى الا خيال طفيف مكنف باحكام اضداد تلك القوة متميز اعناقها فيقال حينئذ حصلت صورة في الذهن وانتقشت فيه انتقاش الصورة في المرآة فههنا اربع حالات ولكل حكم فكن من المتدبرين والثانية اللطيفة النسمية وفيها حاسة جميلة من شانها الاتصال بالفعل فان قبس الى السمع يسمىٰ سمعاً او الى البصر يسمى بصيرا او الى الذوق يسمى ذوقا او الى اللمس يسمىٰ لمسا ولعله الذى يسمى حسًا مشتركًا ومنه يقع الاحتلام لكل حاسة فاحتلام البصر رؤية النقطة الجوالة دائرة فالدائرة ليست في الخارج انما هو من احتلام الحس المشترك واحتلام الذوق ان يرى الانسان شيئا مرغوبا من المذوقات فينفصل الريق من اللسان واحتلام اللمس ان يقرب من الانسان انسان يدغدغه ولما يتصل من بدنه ويجد دغدغة في نفسه واحتلام السمع معرفة وزن النغمات والاشعار فالنسمة القوية لا يلتفت الى الجوارح الظاهرة بل تلتذ بصرها وسمعها وذوقها ولمسها وان شئت الحق فهذه الحاسة هي التي يتم بها ادراكات الحاسة الظاهرة واذا انكفت

اور چوتھا یہ کہ اس قوت کے احکام بہت شدت غائب ہوجائیں اس کی نسبت پس کچھ نہ رہی مگر ایک خیال خفیف محفوظ اس قوت کی ضدوں میں اور ان سے جدا اس وقت کہیں گے کہ ذہن میں صورت حاصل ہوئی اور منقش ہوگئے ذہن میں جیسے آئینہ میں صورت منقش ہوجاتی ہے۔ تو یہ چار حال ہوئے اور ہر ایک کے لئے حکم ہے۔ نہایت غور کرنے اور سوچنے کے لائق ہے اور دوسرا لطیفہ نسمیہ ہے۔ اس میں حاسہ جمیلہ ہے۔ وہ فعل سے متصل ہوا کرتا ہے۔ اس وقت اگر کان کا قیاس کریں کان، اگر آنکھ کی طرف قیاس کریں آنکھ کہا جائے گا یا ذوق کی طرف تو نام اس کا ذوق ہوگا، جو لمس کی طرف تو لمس کہلائے گا اور شاید یہ وہی ہے جو حس مشترک ہے اور ایسی حس مشترک سے ہر حاسہ کو احتلام ہوتا ہے۔ آنکھ کا احتلام تو یہ ہے کہ نقطہ جوالہ کو دائرہ جاننے سو دائرہ کوئی خارج میں نہیں ہوتا۔ وہ احتلام ہے حس مشترک کا اور زبان کا احتلام یہ ہے کہ کسی مرغوب شے کو دیکھ کر منہ میں پانی بھر آئے اور قوۃ لامسہ کا احتلام یہ کہ آدمی سے آدمی قریب ہو اور وہ اس سے رغبت رکھتا ہو اور جب بدن سے بدن ملے، اس کے نفس میں گدگدی ہو اور احتلام کان کا راگ کے سر اور اشعار کی وزن جاننے پس نسمہ قویہ جو اس ظاہر کی طرف نہیں التفات کرتا بلکہ حس باصرہ وسامعہ وذائقہ ولامسہ سے لذت اٹھاتا ہے اور اگر سچ پوچھیے تو اس مشترک سے تمام حواس ظاہر اور ادراک ان کے پورے ہوتے ہیں اور جب

www.maktabah.org

الارواح من ابدانها ربما استقلت هذه الحاسة وابدع من خيال العرش موجودات مثالية علىٰ حسبها كما يتشكل الجن والملائكة.

**مشهد آخر** رايت لكل من شعائر الله نورًا يعلوه فطنت بحقيقة انما حقيقة النور مناسبة الشيء بالروحانيات وهيئة راسخة فيه هي من اثر الروحانيات فيدرك الانسان من هذه الهيئة بحاسة روحه ادراكًا انطباعًا بان ينشرح وينفسح ويزداد مناسبة بالروحانيات والناس اذا توجهوا الىٰ شعائر الله صاروا احزابًا. فحزب انما ينتفع بنيتها وعزيمتها حيث فعلوا هذا الفعل لله باعتقاد ان هذا من شعائر الله وحزب تنفتح حدقه من احداق روحها فتحسر بالنور فتغلب قوته الملكية على البهيمية وحزب تمعن في هذا النور فتدرك التدلي الذى هو اصل هذه الشعائر فبهته امره.

**مشهد عظيم وتحقيق شريف**

اطلعني الحق تعالىٰ علىٰ حقيقة التدلي العظيم الجليل المتوجه الىٰ نوع البشر المراد منه تيسير اقترابهم الى الله المتمثل في عالم المثال المنفسر تارة بالانبياء عامة

ارواح اپنے بدن سے جدا ہوتی ہیں، بسا اوقات یہ حاسہ مستقل ہوتا ہے اور خیال عرش سے اپنے موافق موجودات مثالیہ پیدا کرتے ہیں جیسے جن اور ملائکہ متشکل ہوتے ہیں۔

**مشهد آخر** میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا ہر شعائر کا نور بلند ہوتا ہے اور میں نے دریافت کی حقیقت اس کی عبادت بیشک حقیقت نور کی مناسبت شے کی روحانیات سے اور ایک ہیئت راسخہ ہے اس میں جو روحانیات کی تاثیر سے ہے۔ اس ہیئت سے انسان ادراک کرلیتا ہے روح کے حاسہ سے ایک ادراک انطباعی اس طرح سے کہ خوش ہوجاتا ہے اور مناسبت زیادہ ہوتی ہے روحانیات سے اور شعائراللہ کی طرف جب لوگ متعجہ ہوتے ہیں تو گروہیں بن جاتے ہیں۔ ایک وہ گروہ ہے کہ اپنی نیت اور عزیمت کے سبب نفع پائے یعنی جو کام کرے، اللہ کے واسطے اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت شعائراللہ سے ہے۔ ایک وہ گروہ ہے کہ اس کی روح کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ پس وہ نور سے معلوم کرتا ہے اس کی قوت ملکیہ غالب آجاتی ہے قوت بہیمیہ پر۔ ایک وہ گروہ ہے جو اس نور میں غور کرے اور ادراک کرے وہ تدلی کہ جو اصل ہے شعائراللہ کی پس وہ متحیر ہوجائے۔

**مشهد عظيم وتحقيق شريف** حق تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا اس تدلی عظیم وجلیل کی حقیقت پر جو نوع بشر کی طرف متوجہ ہے۔ مراد اس سے اللہ کا قرب آسان ہونا ہے وہ تدلی متمثل ہے۔ عالم مثال میں منفسر ہے۔ کبھی عموماً دوسرے نبی اور خصوصاً

www.maktabah.org

ونبينا محمد صلى الله تعالىٰ عليه وعليهم اجمعين خاصة وتارة بالكتب الالٰهية عامة والقرآن العظيم خاصة وتارة بالصلوٰة وتارة بالكعبة فعرفت هٰذا التدلي الوحداني في ذاته المتبرز في برزات كثيرة بحسب المعدات الخارجة اعني اوضاع البشر وعاداتهم ومركوزات اذهانهم التي اذا انتقلوا الى البرزخ كانت تلك الاوضاع والعادات والعلوم معهم لا تفارقهم فيعدون في حظيرة القدس لانعقاد صورة مثالية بهٰذا التدلي الجليل ثم ينزل في العالم الجسماني متىٰ اراد الله ومتىٰ ما استعد له العالم بحسب الاوضاع العلوية والسفلية واطلعني على حكمة الانفسار وعلىٰ تميز كل انفسار عن الانفسار الآخر بخاصية لا توجد الا فيه من تلقاء معدات اعدت لذٰلك فنحن نبين لك انشاء الله هٰذه الحقيقة الوحدانية وكيفية انفسارها.

اعلم ان الشخص الاكبر لما تقرر في الخارج كان اول شيء منه ان عرف ربه واخبت له فكانت في مداركه صورة علمية لها وجهان وجه يحذو حذوها في الشخص الاكبر من الجسم والجسمانيات والروح والروحانيات ووجه يحذو بحذو الوجود الذهني ويصير نفس المعلوم وبهٰذا

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور کبھی منفسر ہے کتب آسمانی سے عموماً وخصوصاً قرآن عظیم سے اور کبھی منفسر ہے نماز اور کبھی کعبہ شریف کے ساتھ، پس میں نے پہچانا اس تدلی وحدانی فی ذاتہ کو کہ ظاہر ہے ظہورات کثیرہ میں موافق معدات خارجیہ یعنی انسان کی وضعوں اور عادتوں کے اور جو ان کے ذہنوں میں مقرر ہیں ایسی کہ جو منتقل ہو جائیں تو وضعیں اور عادتیں اور علوم ان کے ساتھ ہوں، اس سے جدا نہ ہوں آمادہ کریں حظیرۃ قدس میں صورت مثالیہ کے منعقد ہونے کے واسطے اس تدلی جلیل سے پھر عالم جسمانی میں آئیں جب خدا چاہے اور مستعد ہو واسطے اس کے عالم موافق اوضاع علویہ اور سفلیہ کے اور حق تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا انفسار کی حکمت پر اور ایک کو دوسرے سے پہچاننے پر اس خصوصیت سے جو اسی میں ہے معدات کی طرف سے جو آمادہ ہیں اس کے لئے۔ ہم بیان کریں گے تجھ سے انشاء اللہ تعالیٰ اس وحدانیت کی حقیقت اور اس کے انفسار کی کیفیت۔

جان لو کہ شخص اکبر جب مقرر ہوا خارج میں، سب سے پہلے اس نے پہچانا اپنے رب کو اور خضوع کیا اس سے تو اس کے مدارک میں صورت علمیہ تھی جس کی دو جہتیں ہیں: ایک اس طرف جو شخص اکبر میں ہے جسم اور جسمانیات اور روح اور روحانیات اور دوسری جہت وجود ذہنی کی طرف جس سے نفس معلوم ہو جائے اور اس جہت اخیر سے تدلی ہے تدلیات حق تعالیٰ سے اور یہ نصیب میں ہے شخص

www.maktabah.org

الوجه الاخير تدلى من تدليات الحق جل وعز وهذا نصيب الشخص الاكبر من معرفة ربه ولم مقام معلوم لا يتجاوزه وكل من فى جوفه وحيزه فانما نصيب عن معرفة ربه تنزل ما من تنزلات هذا التدلى فى منزل مقيد فينزل هنالك بقدر المتجلى له وفيه ويراعى فى هذا التنزل احكام الجانبين فهذه معرفة عظيمة عض عليها بنواجذك وبالجملة فلما انحاز كل فلك وعنصر بروح ظاهرة اور خفية كان اول امر ظهر من احكامه انه عرف ربه واخبت اليه واستمد فى ذلك استمداد جبليًا بالشخص الاكبر لانه اصله ومبداء وجوده وتوجه الى الذات فقط كما كان الشخص الاكبر متوجها اليها فقط ولكن اعد الشخص الاكبر والتدلى المنعقد فيه لفيضان صورة خاصة فى مداركه وهذا معرفة اخرىٰ ثم لما انحازت المثل وهى التى تدعى بارباب الانواع تعين لكل نوع احكامه متميزة عن احكام نوع آخر وكان ذلك فى المثال وكان منها الانسان فتميز من سائر الانواع بقسط من المعرفة ولم يترك سدى واودع فيه الامانة ثم ظهرت الاشخاص البشرية من هذا المثال الانسانى على طريقة القسمة الانحصارية

اکبر کے اپنے رب کی معرفت کے سبب اور اس کے لئے مقام معلوم ہے جس سے تجاوز نہیں اور جو کچھ اس کے جوف اور حیز میں ہے۔ پس صرف اس کے نصیب میں اپنے رب کی معرفت سے تنزل ہے۔ تنزلات اس تدلی سے ایک منزل مقید ہیں، پس یہاں نازل ہوتی ہے بقدر متجلی لہ اور فیہ کی اور رعایت یہ کی جاتی ہے اس تنزل میں احکام جانبین کی پس یہ بڑی معرفت ہے اس کو خوب ڈٹے رہو۔ غرض جب فلک اور عنصر پر روح ظاہر یا خفیہ کا تو اول اس سے جو امر ظاہر ہوا یہ کہ اس نے اپنے رب کو پہچانا اور اس کے ساتھ خشوع کیا اور مدد چاہی مدد چاہنا طبعی وسرشتی شخص اکبر سے ہے۔ اس لئے کہ وہ اس کی اصل اور مبدءٔ وجود ہے اور متوجہ ہوا طرف ذات کے فقط جس طرح شخص اکبر متوجہ تھا طرف ذات کے فقط لیکن آمادہ کیا شخص اکبر نے اور جو اس میں تدلی منعقد ہے واسطے فیضان صورت کے ایک خاصہ ہے اپنے مدارک میں اور یہ معرفت دوسری ہے۔ پھر جب معین ہوئیں مثالیں جن کو رب النوع کہتے ہیں تو تعین واسطے ہر نوع کے اس کے احکام جو کہ متمیز ہیں دوسرے نوع کے احکام سے اور یہ عالم مثال میں اور ان میں سے انسان ہے سو یہ سب نوعوں سے متمیز ہوا بسبب حصہ پانے معرفت کے اور مہمل چھوڑا گیا اور اس میں امانت رکھی گئی۔ پھر اشخاص بشری ظاہر ہوئی اس مثال انسانی سے تقسیم انحصاریہ کے طور پر جیسا صاحب موسیقی ساز کی تار

www.maktabah.org

كـمـا ان صـاحـب الموسيقى يتفحص عن نغمات الوتر فيجد كذا وكذا نغمة لا يزيد ولا ينقص ثم يقول لو انا ركبنا نغمة بنغمة حصـل لـنـا الابعاد كذا وكذا لا يزيد ولا ينقص كما يعطيه القسمة الحاصرة العقلية ثم يركب الابعاد بعضها ببعض وهلم جرا حتى ينتظم الالحان محصورة فى عدد خاص فيحفظها ويصرف لكل حكما وخاصية ووقتا فيظهر لحنا هذا اليوم فى تلك الساعة فى ذلك المجلس ولحنا آخر في يوم وساعة اخريين وهكذا الىٰ غير النهاية فلو ان عمره امتد الى الابد ما انقضى عجائبه وهى كلها انفسار لما علمه اولا بالقسمة الحاصرة فلما ظهرت الاشخاص البشرية فى عالم الجسم واختلفت استعداداتهم وقواهم منهم الزكى ومنهم الغبى ومنهم صاحب النفس القدسية ورجعت الى الله هممهم ونفوسهم وخلاصة بشريتهم فى حظيرة القدس فصاروا هنالك كالامر الواحد يقع عليهم اسم واحد وينسبون الىٰ مثال واحد هو الانسان الالٰهى ويتقارب امورهم ومداركهم تنزل هذا التدلى الاعظم هنالك فصار ذلك فى عالم المثال قدم صدق لهم ومقامًا معلومًا بالنسبة اليهم

سے نغمے ڈھونڈتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ نغمہ یوں ہے نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم۔ پھر کہتا ہے کہ ہم اگر مرکب کریں اس نغمہ کو اس نغمہ سے تو ابعاد حاصل ہوں گے ایسے ایسے نہ زیادہ نہ کم جیسا کہ معلوم کیا تقسیم حاصریہ عقلیہ سے۔ پھر بعض ابعاد کو بعض ابعاد سے مرکب کرتا جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں تک کہ لحن مقرر کرلیتا ہے محصور عدد خاص میں پھر جان جاتا ہے پھر اسے یاد رکھتا ہے اور ہر ایک حکم اور خاصیت اور وقت معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ راگ آج اس وقت اور اس مجلس کا ہے اور دوسرا راگ اس روز اور اس وقت کا ہے۔ اسی طرح بے نہایت اگر اس کو عمر ملے تو ابد تک اس کے عجائب تمام نہ ہوں۔ پس اور یہ سب انفسار ہیں جو پہلے جان چکا ہے قسم حاصرہ سے تو جب ظاہر ہوئے اشخاص بشری عالم جسم میں اور اس کی استعدادیں اور قوتیں مختلف تھیں کہ بعضے ذکی اور بعضے کند ذہن اور بعضے صاحب نفس قدسیہ اور ان کی ہمتیں اور نفوس رجوع ہوئے اللہ کی طرف اور ان کی خلاصہ بشریت حضیرۃ قدس میں تو اس جگہ ایک امر واحد کہ ان پر اسم واحد کا واقع ہوتا ہے اور نسبت کیے جائیں مثال واحد کی طرف وہ انسان الٰہی ہے اور باہم قریب ہیں ان کے امورات اور مدارک تنزل۔ کیا تدلی اعظم نے وہاں وہ عالم مثال میں ان کے واسطے قدم صادق ہوگیا اور مقام معلوم ان کی نسبت اور ان کے نصیب ان کے رب کی طرف سے تو نفوس انسانیہ

www.maktabah.org

ونصيبا لهم من ربهم فكانت النفوس الانسانية اذا تجردت عن وسخ العادات الحيوانية والهيئات الفاسقة الجسمانية قطفت الىٰ هذه الحظيرة فبرق هنالك بارق جلال ثم يتحذر وتبقى حائرة كهيئة لا تدرى من اين الىٰ اين. هل للعود حيلة فاقتضى تدبير الحق ان يتحرك اليهم هذا التدلى وينزل ويتشخص وينفسر حتىٰ يتيسر اقترابهم اليه وانصباغهم به فانفسر انفسارات بحسب المعدات فكان من تلك الانفسارات النبوة وذالك ان الاشخاص لما اصطحبوا فيما بينهم سخر الاكمل الاعقل الاوثق من كان دونه فى تدبير المنزلى والسياسة المدنية فكانت ديدن البشر وخلقهم وامرا مركوزا فى اذهانهم فلو عاشوا وجدوا ذٰلك فى صدورهم كالارتفاقات الضرورية الاولية من غير تامل ولو ماتوا جروا ذٰلك معهم الىٰ برزخهم ومعادهم فصار ذٰلك معد الانفساد هذا التدلى بصورة جسمانية هى تقدم شخص انسانى علىٰ سائر الاشخاص وصدورهم عن رايه وَنفخت فى هذه الصور الجسمانية روح الٰهية وظهرت بركاتها فصارت نبوة ورسالة وانما اعنى ضامن النبوة ما كان علىٰ وجه الرياسة

جب پاک ہوئے عادات حیوانیہ اور ہیئت فاسقہ جسمانیہ کی کثافت سے تو اٹھا لیے گئے حظیرۃ قدس کی طرف اور ایک جگہ برق جلالی چمکی، پھر وہ بیخبر ہو گئے اور ایک ایسی حیرت میں رہ گئے۔ نہیں معلوم کہ کہاں تھے، کہاں ہیں اور پھرنے کی بھی کوئی صورت ہے یا نہیں؟ اس وقت تدبیر حق اس بات کی مقتضی ہوئی کہ یہ تدلی اس کی جانب حرکت کرے اور اترے اور تشخص منفسر ہو جائے یہاں تک کہ اس سے قرب آسان ہو جاتا ہے اس سے رنگے جاتے ہیں۔ اس وقت منفسر ہوتے ہیں انفسارات اور موافق معدات کے پس اس انفسارات میں نبوت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اشخاص جب آپس میں ملتے ہیں اور ہم صحبت ہوتے ہیں تو جو ان میں بہت کامل اور بڑا عاقل اور واثق ہوتا ہے، وہ اپنے سے کم رتبے والوں کو تدبیر منزلی وسیاست مدنی میں تو مسخر کر لیتا ہے۔ ہو جاتی ہے دیدن بشر اور خلق اور ایک امر ذہن میں جما ہوا اگر یہ زندہ رہیں تو اس کو پائیں اپنے سینوں میں مانند ارتفاقات ضروریہ اولیہ کے بے تامل اور اگر مر جائیں تو اسے ساتھ لے جائیں اپنے برزخ اور معاد میں تو یہ امر ہو جاتا ہے بعد اس تدلی کی انفسار کے واسطے صورت جسمانیہ میں اور وہ تقدم انسانی ہے سب اشخاص پر اور اس کا صادر ہونا اس کی رائے سے اور پھونکی جاتی ہے اس صورت جسمانیہ میں روح الٰہیہ تو ظاہر ہوتی ہیں اس کی برکتیں اور ہو جاتی ہے نبوت ورسالت اور یہاں میری مراد

www.maktabah.org

المقدم والمجادلة والتسخير لا فيضان العلوم فقط وان استتبع انقيادًا منهم بالتبع ولا النبوة الجامعة الشهيدية كما كان لسيدنا ونبينا محمد صلى الله عليه وسلم وكان من تلك الانفسارات الصلوٰة وذالك لان كل خلق عند البشر له افاعيل هى شبحه وهيكل فى المحسوس ينضبط السر المعنوى بذٰلك الهيكل وينصرف الاحكام من مدح وهجو اليه وهو الذى يذكر ويخبر عنه ويشار به الى الخلق وهٰذا طبيعة البشر وديدنهم ومركوز اذهانهم فاصطفى الحق خلق من اخلاق البشر وهيئة من هيئات نفوسهم وصبغا من صبغ ارواحهم موصورة صباغهم بالمقام المعلوم فى حظيرة القدس واعنى بذٰلك الخلق والهيئة الاحسان والتخشع لربه والتنظف عن هيئات ظلمانية فاسدة فهٰذا خلق موجود فى حيز امتزاج النفس بالحيوانية لٰكن اشبه الاشباه بالمقام المعلوم الذى فى عالم حظيرة القدس فجعله كانه هو هو كما جعل البدن كانه النفس ثم اصطفىٰ افعالاً واقوالاً يكون تفسير ولذٰلك الخلق وتنطبق عليه فجعلها كانها هو وكان من تلك الانفسارات الكتب المنزلة وذٰلك لان

نبوت سے وہ ہے جو بوجہ ریاست اور تقدم اور مجادلت اور تسخیر کے ہو نہ فقط فیضان علوم اگر چہ انقیاد کی ان میں سے بالتبع رغبت کریں اور نہ میری مراد نبوت جامعہ شہیدیت ہے جیسے کہ ہمارے سردار اور نبی محمد ﷺ کے واسطے ہے اور ان انفسارات میں سے ایک نماز ہے اور یہ اس لئے کہ بشر کے ہر خلق کے واسطے فعل ہیں اور وہ کالبدن یعنی جسم ہے محسوس میں اسرار معنوی منضبط ہوتے ہیں اس کی صورت کے ساتھ اور اس کی طرف احکام مدح وہجو کے منصرف ہوتے ہیں اور وہی ذکر کی جاتی ہے اور اسی کی خبر کہی جاتی ہے اور اشارہ کیا جاتا ہے طرف خلق کے اور یہی ہے طبیعت اور دعاء بشر اور یہی ذہنوں میں جما ہوا امر ہے پس حق تعالیٰ چن لیتا ہے ایک خلق اخلاق بشر سے اور ایک ہیئت ہیئات نفوس سے اور رنگ ان کی روحوں کے رنگوں سے وہ صورت انصباغ کی ہے مقام معلوم کے ساتھ حظیرۃ القدس میں اور میری مراد خلق اور ہیئت سے احسان ہے اور خشوع اپنے رب کے روبرو اور پاکیزگی ہیئات ظلمانیہ فاسدہ سے پس تخلق امتزاج نفس بالحیوانیہ کے خیز میں موجود ہے لیکن وہ بہت مشابہ ہے اس مقام معلوم سے جو عالم حظیرۃ القدس میں ہے اور اس خلق کو کردیا ہے گویا ہو ہو جیسا بدن کو کردیا ہے گویا کہ وہ نفس ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان افعال واقوال کو چن لیا کہ جو اس خلق کی تفسیر ہوتے ہیں اور اس پر منطبق ہوتے ہیں پھر اس کو گویا کہ ہو ہو کردیا

www.maktabah.org

اشخاص الانسان الهموا بكتابة الكتب وجميع الرسائل لينفعهم في الازمنة المتطاولة والاقطار المتباعدة ويبقى نص صاحب الكتاب غضا طريا ولا يخله غلط في الرواية بالمعنىٰ ولا نسيان فكثر ذٰلك فيهم فتحرك هٰذا التدلي بصورة اخرىٰ حذو ما عندهم فصار الرسول المحتظى بالبوارق المختطفة له من البشرية الىٰ حظيرة القدس خادمًا لارادة الحق فانعقدت علوم الملاء الاعلىٰ او مجادلاتهم للبشر في شبهاتهم الفاسقة ارادة رحمة ربهم والهام الخير في صدورهم وحيًا متلوا في مدارك الرسول فانتظم الكتاب واول كتاب كذٰلك التوراة وانما قبله صحف يشتمل علىٰ علوم فاضت علىٰ قلب النبي فجمعها من شاء من الامة وكان من تلك الانفسارات الملة وذٰلك لان اشخاص البشر الهموا عقد الرسوم فيما بينهم فعقدوا رسومًا مدنيةً ورسومًا منزليةً ورسومًا معاشيةً ومعامليةً وصار ذٰلك من صميم امرهم دخل في ضروريات علومهم فجعل الله قلب النبي قابلاً لانعقاد رسم يعلم من ربه فيه روح الٰهي وبركة ونور وهو الشرع والملة ومن تلك الانفسارات بيت الله وذٰلك

اور اسی انفسارات میں سے کتب آسمانی ہیں اور یہ اس لئے کہ اشخاص انسانی کو الہام ہوا کہ وہ کتابیں لکھیں اور رسالے جمع کریں تاکہ زمانہ دراز تک نفع دیں اور دور تک نفع پہنچے اور صاحب کتاب کی نص مضبوطی واستحکام کے ساتھ باقی رہے۔ غلطی نہ ہو اور روایت بالمعنیٰ میں غلطی اور نسیان خلل انداز نہ ہو اور یہ کتابت ان میں پھیل گئی۔ پھر اس تدلی نے دوسری صورت میں حرکت کی مقابل اس کے جو اشخاص انسانی میں تھا تو پس جو رسول بہرہ یاب انوار الٰہی ہیں اور جو بشریت سے حظیرۂ قدس کی طرف اٹھا لیے گئے ہیں ارادۂ الٰہی کے خادم ہوگئے۔ پس منعقد ہوئی علوم ملائکہ اور ان کا مجادلہ شبہات فاسقہ میں رحمت رب کے ارادہ سے اور الہام خیر سے ان کے سینہ میں از روئے وحی متلو کے رسول کے مدارک میں پس منتظم ہوگئے کتاب اور پہلی کتاب اور اسی طرح توریت اور اس سے پہلی صحیفہ تھی کہ مشتمل تھی ان علوم پر جو نبی کے قلب میں پہنچی۔ پھر امت میں سے جس نے چاہا جمع کرلیا اور ان انفسارات میں سے ملت ہے اور یہ یوں ہے کہ اشخاص بشر کو آپس میں رسمیں منعقد کرنے کا الہام ہوا تو منعقد ہوئیں رسوم مدنیہ اور رسوم معاشیہ معاملیہ اور یہ امر ان کے نہایت امر ضروری میں سے ہوا اور ان کے ضروریات علوم میں داخل ہوا تو کیا اللہ نے قلب نبی کو قابل انعقاد ایسی رسم کا جس میں رضائے الٰہی اور برکت نور ہو سو وہ شرع اور ملت ہے اور ان انفسارات میں سے کعبہ شریف ہے اور یہ یوں

www.maktabah.org

ان الناس قبل سيدنا ابراهيم توغلوا في بناء المعابد والكنايس فبنوا بناء على اسم الشمس في وقت يغلب فيه روحانية الشمس وكذلك القمر وسائر الكواكب وزعموا ان من دخل بهذه البيوت اقترب بصاحبها والحق ذلك بالضروريات وصار التوجه الى الامر البسيط مالم يتعين له جهة وموضع كالامر البعيد فنزل على قلب سيدنا ابراهيم حذو ما كان في زمنه واصطفى موضعًا علمه مناسبًا لهذا الامر بان يكون هنالك قوى الافلاك والعناصر مقتضية للبقاء وجاذبة لافئدة الناس اليه وعين لتعظيم الناس اياه طرقًا واوضاعًا وتدلى اليهم بايجابه عليهم واعلم ان الشرايع لا تنعقد الا في العادات وهذه حكمة الله فينظر الى ما عندهم من العادات فما كان منها فاسدًا سجل على تركه وما كان صحيحًا ابقى وكذلك الوحي المتلو لا ينعقد الا في الالفاظ والكلمات والاساليب المخزونة في ذهن الموحى اليه ولذلك اوحى الله الى العربي باللغة العربية والى السرياني باللغة السريانية وكذلك الرويا الصادقة لا يكون لا منعقدة في الصور والخيالات المخزونة وكذلك لا يرى الاكمه في

ہوا کہ لوگ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے قبل مشغول ہوئے عبادتگاہوں اور کنیسہ بنانے میں پس انہوں نے بنایا مکان آفتاب کے نام پر وقت غلبہ روحانیت آفتاب کے اور اسی طرح ماہتاب اور باقی سیاروں کے نام پر اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ جو شخص جس مکان میں داخل ہوگا، وہ اس ستارہ کا مقرب ہے اور یہ امر ضروریات میں شامل ہوگیا اور توجہ ہوگئی بسیط کی طرف جس کے واسطے کوئی جہت متعین نہیں مثل امر بعید کے پس نازل ہوا حضرت سیدنا ابراہیم کے قلب پر مقابل میں اس کے جو اس زمانہ میں تھا اور انہوں نے ایک جائے مقرر کی اس امر کے واسطے مناسب سمجھی کہ وہاں قوائے افلاک وعناصر بقا کے مقتضی ہوں اور جاذب ہوں لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف اور مقرر کیے طریقے اور وضعیں تاکہ لوگ اس کی تعظیم کریں اور تدلی کی ان کی طرف کہ ان پر اس کی تعظیم واجب ہے اور یہ جان لینا چاہیے کہ شریعت عادات میں جاری ہوتی ہے اور یہ اللہ کی حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ مقررہ عادت کی طرف دیکھتا ہے۔ جو بری ہوتی ہیں ان کو منع فرما دیتا ہے اور جو اچھی ہوتی ہیں، ان کو قائم رکھتا ہے۔ اسی طرح وحی منعقد ہوتی ہے الفاظ اور کلموں اور اسلوبوں میں جو متلو اس شخص کے ذہن میں نہیں جو اس کی طرف وحی کی گئی ہیں اور اسی واسطے اللہ نے عرب والوں کی طرف عربی زبان میں وحی کی اور سریانی زبان والوں کی طرف سریانی زبان میں اور اسی طرح سچے خواب منعقد ہوتے ہیں ان

www.maktabah.org

المنام الالوان ولا الاشكال وانما منامه اللمس والسماع والذوق والشم والوهم والاصم الذى ولد اصم لا يسمع فى منامه صوتًا وانما روياه البصر واللمس وغيرهما وان شئت الحق فلا تنعقد صورة ما باضافة غيبية فى نشاة سواء كانت هذه الافاضة عادية او خارقة العادة الا باحكام تلك النشاة انما يكون مشخصاتها التى منعت الشركة الوان او اشكالا خاصة بتلك النشأة كهذا الفرس مشخصاته كلها داخل النشأة الفرسية كان الفرس يحتمل ان يكون طول اربع وزرع وازيد من ذلك وانقص فكان هذا اربع ذرع لا يزيد ولا ينقص فهذا ليس الا فى تلك النشأة لا غير وكذلك مميزات النوع التى ميزت هذا النوع من النوع الاخر كلها امور داخلة فى النشأة الجنسية فاذا كل فائض بهذا الوضع بخصوصية له لابد معد من تلك النشأة خصصه بذلك الوضع بقى ههنا شىء وهو ان ايجاد الصور امره على الامكان والتقدى والتدلى والشعائر امرها على المسلمات والمشهورات والامور التى تطمئن اليها النفوس فلذلك كان كل تدلى له معد من مسلماتهم اذ المراد بالتدليات ان يطيع العباد ربهم بقلوبهم

صورتوں اور خیالوں میں جو ذہن میں پوشیدہ ہیں۔ اسی واسطے کور مادر زاد خواب میں رنگ نہیں دیکھتا اور نہ شکلیں۔ اس کا خواب لمس اور سننا اور چکھنا اور سونگھنا اور وہم ہے اور جو بہرا ما در زاد ہو وہ خواب میں کچھ سنتا نہیں، اس کا خواب دیکھنا اور چھونا وغیرہ ہے اور جو تو سچ پوچھے تو کوئی صورت عالم میں افاضہ غیبیہ کے ساتھ منعقد نہیں ہوتی برابر ہے کہ یہ افادہ عادتیہ ہو یا غیر عادتیہ مگر موافق احکام اس عالم کے ہو۔ بیشک وہ مشخصات جو شرکت رنگ اور اشکال کو منافع ہیں اس عالم کے ساتھ مخصوص ہیں جس طرح یہ گھوڑا کہ کل مشخصات اس کے داخل ہیں عالم فرسیہ میں۔ گویا گھوڑا احتمال ہے کہ طول اس کا چار ہاتھ ہو اور اس سے زیادہ اور کم پس یہ چار ہاتھ نہ زیادہ ہوں گے نہ کم تو یہ نہ ہوں گے مگر اسی عالم میں نہ اور جائے اور اسی طرح نوع کے ممیزات جن سے یہ نوع دوسرے نوع سے ممیز ہے سب امور میں جو داخل ہیں عالم جنسیت میں۔ پس اب اس وضع ہر فائض کے واسطے خصوصیت کے ساتھ ایک ایسا معد اس عالم میں سے ضروری ہے جس نے اس کو اس وضع کے ساتھ خاص کیا۔ باقی رہی یہاں ایک بات وہ یہ ہے کہ ایجاد صورتوں کا تو امر امکان اور تقدیر پر ہے اور تدلی اور شعائر کا امر مسلمات اور مشہورات پر اور ان امور پر جن سے اطمینان نفوس ہو اسی واسطے جو تدلی ہے اس کے واسطے معد ہیں ان کے مسمات سے کیونکہ تدلیات سے یہ مراد ہے کہ بندے اپنے رب کی بندگی دل

www.maktabah.org

انقیادًا لا یقدرون علی الزیادة علیه ثم یدئبون جوارحهم علیٰ حسب ذٰلک فاذا اقتضت المقتضیات ان یکون انسان عشرة اذرع جعل کذٰلک لانه ممکن وان لم یکن مشهورًا یطمئن الیه القلوب واما الشرایع والتدلیات فکلها علیٰ موافقة المشهور والمسلم. نعم هنالک برکات تمیز الصدق من الکذب والحق من الباطل وربما یختجل فی قلبک ان کل تدلی لابد ان یکون فیه خرق العادات فکیف یوافق المشهور فنقول لا یقف علی الامر المجمل المطوی علیٰ غیره بل محض الامر فاصل الشیء علی العادة لا یجاوزها ما کان الرسول ملکا ولا کان الکتاب عجمیا ولا کان البیت من نور ولکن یظهر علیه برکات لا توجد فی غیره فبالبرکات تخرق العادة لا بالاصل وکان کفار قریش لم یفهموا حکمة الحق فی الفرق بین هٰذان الامرین فکانوا یقترحون ان یکون الرسول ملکًا وقالوا ما لهٰذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق فرد الله علیهم مقالتهم وفضح اعتقادهم الفاسد وکذٰلک ما کانت صورة غلبة الرسول ان یکون معه ملک یشهد له اور ینزل الیه من السماء کتاب وهم یرونه بابصارهم کما

سے کریں۔ اس طرح سے کہ اس کے زیادہ کرنے پر قادر ہوں۔ پھر اپنے اعضاء اس کے موافق عادی بنادیں۔ پس جس وقت مقتضیات تقاضا کریں کہ انسان دس گز کا ہو ایسا ہی کیا گیا کیونکہ یہ ممکن ہے اگرچہ مشہور نہیں جو اس سے دلوں کو اطمینان آجائے لیکن شرائع اور تدلیات موافق مشہور اور مسلم کے ہیں۔ ہاں یہاں ایسی برکتیں ہیں جو سچ کو جھوٹ اور حق کو باطل سے جدا کردیتی ہیں اور بسا اوقات تیرے دل میں یہ بات کھٹکتی ہو کہ ہر تدلی میں خرق عادت کا ہونا ضرور ہے تو کیوں کہ مشہور کے موافق ہوگا تو ہم کہتے ہیں کہ امر مجمل اور پیچیدہ پر ٹھہر نہ جا بلکہ کرید کر اس امر کی پس اصل شے کی عادت پر ہے، اس سے زیادہ تجاوز نہیں ہوتا۔ رسول فرشتہ نہیں ہوتا اور نہ کتاب آسمانی عجمی اور نہ گھر نور کا لیکن اس پر برکتیں ایسی ظاہر ہوتی ہیں کہ اس کے غیر میں نہیں پائی جاتیں تو خرق عادت برکتوں سے ہوتا ہے نہ اصل سے اور کفار قریش اللہ کی حکمت ان دونوں امروں کے فرق میں نہیں سمجھتے تھے تو اعتراض کرتے تھے کہ رسول فرشتہ ہو اور کہتے تھے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے تو اللہ نے ان کے قول کو رد کیا اور ان کے اعتقاد فاسد کی رسوائی کی اور اسی طرح رسول کے غلبہ کی صورت یہ نہیں کہ فرشتہ اس کے ساتھ ہو، گواہی دے یا آسمان سے کتاب نازل ہو اور وہ اپنی آنکھوں سے اسے دیکھیں جیسا اللہ تعالیٰ نے سورہ فرقان وغیرہ میں اس

www.maktabah.org

صرح الحق من سورة الفرقان وغيرها بل كانت صورة غلبة الملوك بالمجاهدات والحروب وهٰذه قضية قضىٰ بها الوجدان ووجدنا السنة والقرآن مبينين لها ولفروعها لا فى مسئلة واحدة بل فى مسائل كثيرة والحمد لله اولاً وآخراً.

**مشهد عظيم** نفث فى روعى من قبل الملاء الاعلىٰ اسرار عظيمة حتى امتلات نفسى ونسمتى بها وها انا اذكرها لك تفصيلا فعض عليها بنواجذك اذا اردت ان يحصل لك كمال الملاء الاعلىٰ المتخاصمين فلا سبيل الى ذٰلك الدعاء وكثر الاطراح بين يدى ربك والسوال منه بجهد عزيمتك وصدق همتك لا سيما اذا سالت منه ما كنت مشتاقا الى تحصيله عقلا وطبعا وكان فيه تكملك وتكمل الناس ورافة بعامة خلق الله فاذا رسخت ملكة الدعاء فيك وعقلت كيف تسال الله بصدق الهمة انخرطت فى سلك الملاء الاعلىٰ وقد اشار سيدنا ونبينا محمد صلى الله عليه وسلم الىٰ ذٰلك حيث قال من فتح له باب الدعاء فتح له باب الجنة او الرحمة او كما قال ومن اراد ان يحصل له فالملاء السافل من الملائكة فلا سبيل الىٰ ذلك الا الاعتصام

کی تصریح کردی ہے۔ بلکہ بادشاہوں کے غلبہ کی صورت جہاد اور لڑائیوں سے ہے اور یہ ایسا مضمون ہے کہ وجدان نے اس پر حکم لگایا ہے اور ہم نے قرآن وحدیث شریف کو اس کا اور اس کے فروع کا بیان کرنے والا پایا ہے نہ ایک مسئلہ میں بلکہ بہت سے مسائل میں والحمدللہ اولا وآخرا۔

**مشہد عظیم** میرے دل میں ملاء اعلیٰ سے ایسے اسرار عظیمہ آئے کہ میرا نفس اور روح ان سے بھر گیا اور ان کو تفصیل وار میں بیان کرتا ہوں تو ان کو خوب مضبوط ڈاڑھوں سے پکڑ جب تو چاہے کہ تجھ کو حاصل ہو کمال ملاء اعلیٰ کا جو متخاصمین ہیں تو اس کا کوئی رستہ نہیں مگر دعا اور عاجزی اللہ کے روبرو اور اس سے سوال کمال عزیمت اور صدق ہمت کے ساتھ خصوصا جس وقت تو اس سے سوال کرے اس شی کا جس کے حاصل کرنے کا تو مشتاق ہے عقل کی رو سے یا طبیعت کی رو سے اور اس میں تیرے واسطے اور خلقت کے لئے کمال ہو اور عام خلقت پر مہربانی ہو جب ملکہ دعا کا تجھ میں راسخ ہوا اور تو نے جان لیا کہ اللہ سے کیسے صدق ہمت سے سوال کرتا ہے تو ملاء اعلیٰ کے زمرہ میں داخل ہوگیا اور تحقیق اشارہ فرمایا ہے نبینا محمد ﷺ نے اس کی طرف جہاں فرمایا ہے کہ جس کے لئے دروازہ دعا کا کھل جاتا ہے اس کے لیے دروازہ جنت کا کھل جاتا ہے یا رحمت کا یا کوئی اور لفظ فرمایا اور جو شخص ارادہ کرے کہ ملائکہ سافل سا ہو جائے

www.maktabah.org

بالطهارات والحلول بالمساجد القديمة التى صلى فيها جماعات من الاولياء واكثار الصلوٰة وتلاوة كتاب الله وذكر الله باسمائه الحسنىٰ او باربعين اسما فما هو مشهور فهٰذا كله ركن واحد فيما يقصد والركن الثانى كثرة الاستخارات فى الامور المهمة بان يجعل نفسه سواء بالنسبة الى الفعل والترك ثم يسال الحق بارك وتعالىٰ ان يبين له ما فيه المصلحة ويجلس متطهرا جامعا الخاطرة ينتظر انشراح خاطرة الى احد الجانبين ومن اعطاه الله تعالىٰ فهم نور الصلوٰة ونور الطهارة بحيث اذا بعد عهده عن الصلوٰة او تراكمت عليه الاحداث والجنابات او امتلات حواسه من الالوان المرئية والاصوات المسموعة حصلت له هيئة يعقلها ويميزها ويتازى منها ويتنفر بجبلة عنها ثم اذا توغل فى الطهارات والصلوٰة وجمع الحواس فى الذكر حصلت له هيئة اخرى يعقلها ويميزها ويحسن اليها وينشرح بها وكانت الحالتان معلومتين متميزتين بمنزلة المحسوسات فهو المؤمن بالايمان الحقيقى الذى يعبر عنه بالاحسان لاشك فى ذلك ومن عرف فى ضمن الدعاء والذكر كيفية الحضور

تو اس کا کوئی طریق نہیں مگر یہ کہ بہت پاکیزہ رہے اور پرانی مسجدوں میں جائی جن میں بہت اولیاؤں نے نماز پڑھی ہو او کثرت سے نماز پڑھے اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر اللہ کے اسماء حسنیٰ کا یا جو چالیس نام مشہور ہیں ان کا ذکر اور یہ سب باتیں اس مقصد کی ایک رکن ہیں اور رکن دوسرا مشکل امروں میں کثرت سے استخارہ کرنا کہ نفس کو متوجہ کرے کام کے کرنے اور نہ کرنے کی طرف پھر اللہ تبارک وتعالیٰ سے سوال کرے وہ ظاہر کرے جس میں مصلحت ہو اور بیٹھے باطہارت مطمئن ہو کر اور انتظار کرے کہ کس طرف دل پھرتا اور جس کو دیا اللہ نے نور نماز اور نور طہارت کا فہم اس طرح کہ جب وہ نماز سے رہ جائے یا بے وضو ہو جائے یا جنابت آجائے یا اس کے حواس بھر جائیں رنگوں سے جو نظر آئیں اور آوازوں سے جو سنے تو اس کو ایک ایسی ہیئت حاصل ہو کہ وہ تمیز کرلیتا ہے اور اس سے اذیت پاتا اور نفرت کرتا ہے جبلی طور پر اس سے نہ آتی ہے جب وہ طہارت اور نماز اور اطمینان سے ذکر کرنے میں مشغول ہوتا ہے ہیئت حاصل ہوتی ہے تو تمیز کرتا ہے اور اس کو اچھا جانتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے اور یہ دونوں حالتیں جس کو سمجھتا ہے اور جدا جدا معلوم ہو جائیں جیسے بمنزلہ محسوسات کے تو وہ مومن ہے بایمان حقیقی جس سے عبارت احسان ہے اس میں کچھ شک نہیں اور جو شخص دعا اور ذکر میں کیفیت

www.maktabah.org

وان لم یقدر علیٰ تجرید الحضور من اللفظ والحرف والخیال فقد اتی بما یهمه فی باب الاحسان.

**مشهد آخر** رایت فی المنام اللیلة العاشرة من صفر سنة اربع واربعین والف ومائة بمکة المبارکة کان الحسن والحسین رضی الله عنهما نزلا فی بیتی وبید الحسن رضی الله عنه قلم انکسر لسانه فبسط الیّ یده لیعطینی وقال هٰذا قلم جدی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال حتی یصلحه الحسین فلیس ما اصلحه الحسین کما لم یصلحه فاخذه حسین رضی الله عنه واصلحه ثم ناولنیه فسررت به ثم جیء برداء مخطط فیه خط اخضر وخط ابیض فوضع بین یدیهما فرفعه حسین رضی الله عنه وقال هذا رداء جدی رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم البنی فوضعته علی راسی تعظیما وحمدت الله تعالیٰ ثم انتبهت.

**مشهد عظیم وتحقیق شریف**

اعلم ان الایمان بما انزل الله تعالیٰ علیٰ نبیه صلی الله علیه وسلم علیٰ ضربین ایمان الرجل علیٰ بینة من ربه وایمان بالغیب الذی ایمانه علیٰ بینة من ربه فمثله کمثل رجل شهد الامیر حین خلع علیٰ

حضور پائے اگرچہ قادر نہ ہو محض حضور پر بسبب لفظ وحرف وخیال کے تو وہ تحقیق اپنے ارادہ کو پہنچا احسان کے باب میں۔

**مشهد آخر** میں نے خواب میں دیکھا ماہ صفر کے دسویں تاریخ ۱۱۴۴ ایک ہزار ایک سو چوالیس کو مکہ مبارکہ میں کہ گویا حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ میرے گھر تشریف لائے ہیں اور حضرت امام حسنؓ کے ہاتھ میں ایک قلم ٹوٹے نوک کا ہے پھر انہوں نے ہاتھ بڑھایا کہ مجھ کو عنایت کریں اور فرمایا یہ ہمارے جد رسول اللہ ﷺ کا ہے پھر فرمایا تاکہ اس کو حسینؓ سنوار دیں یہ ویسا نہیں ہے جیسا امام حسینؓ نے سنوارا تھا پھر لے لیا حضرت امام حسینؓ نے اور سنوار دیا پھر مجھ کو عنایت کیا میں بہت خوش ہوا اس سے پھر آئی ایک چادر دھاری دار کہ جس میں ایک سبز دھاری اور ایک سفید تھی پھر ان کے اوپر رکھی گئی پھر حضرت امام حسینؓ نے اس کو اٹھایا اور فرمایا یہ چادر ہمارے جد رسول اللہ ﷺ کی ہے پھر مجھ کو اڑھائی پھر میں نے اس کو تعظیما اپنے سر پر رکھا اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا پھر میں جاگ گیا۔

**مشهد عظیم وتحقیق شریف** جان لینا چاہیے کہ ایمان لانا اس شی پر جو اللہ نے اپنے نبی ﷺ پر نازل کیا ہے دو قسم ہے ایک ایمان لانا آدمی کا بینہ پر اپنے رب کے اور دوسری قسم ایمان لانا غیب پر سو جو جس شخص کا ایمان اپنے رب پر ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ کے دربار میں جائے اس وقت کہ

www.maktabah.org

وزيده خلعة الوزارة وولاه امور المملكة وبعثه الى الناس يخبرهم بكذا وكذا وازال الخفاء ببعثه وكلفهم بذلك فكل هذا بمرئى منه ومسمع ابصرته عيناه حين خلع وسمعته اذناه حين قال ودعاه قلبه حين كلف فهذا الحاضر لم يصر وزير الحضورة ولا مبعوثا الى الناس ولكن صار مكلفا على بينة ومامورا مشافهه واما المؤمن بالغيب فمثله كمثل رجل اعمى اخبره بصير بطلوع الشمس فاستقين به حتى انه لا يجد فى قلبه نقيضاً ولا احتمالاً ضعيفاً ايضًا ولكن جزم قلبه انما كنهة ان البصير اخبره به لا من دون توسط البصير والكامل من الافراد من جميع الايمانين فله ارتباط بالحق الاول لا يقبل التوسط ترشح من هذا الارتباط جميع العلوم التى انزلها الله تعالى على انبيائه فاستيقن بها بلا اطمئن وكان على بينة من ربه فليس له بحسب هذا الارتباط ناموس يحفظه ويمسك بيديه وانما حفظ الحق له وعصمته هو الذى يمسك بيديه فهو يحس بهذا الحفظ ويرى انه لو انقطع لما كان مستقره الا الهاوية السفلى وهو بحسبه محقق بالعلم الالهى ووراء ذلك له تدلى يحذوا حذو العوام كما له الايمان

بینہ پر ہے وہ وزیر کو خلعت وزارت کا دے اور حاکم کرے امور مملکت اور اس کے بھیجے کہ لوگوں کو اس بات کی خبر کردے اور اس کو بھیج کر خفا کو دور کردے اور لوگوں کو مکلف کرے وہ شخص یہ سب دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا خلعت دینے کو اور کانوں سے سنا جو بادشاہ نے کہا اور اسے یاد ہے جب مکلف کیا تو یہ شخص حاضر نہیں ہو جانے کا وزیر حاضر ہونے سے اور نہ مبعوث لوگوں کی طرف لیکن مکلف ہوگیا دیکھ کر اور مامور ہوگیا اور جو ایمان بالغیب لائی اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا ہے اس کو بینا نے خبر دی کہ آفتاب طلوع ہوا اس نے یقین کرلیا ایسے کہ اس کے دل میں اس کے برعکس نہیں اور نہ کوئی احتمال ضعیف بھی لیکن اس کے دل کو یقین ہے کہ آنکھوں والے نے خبر دی ہے نہ بغیر وسیلہ آنکھوں والے کی اور کامل فردوں میں وہ فرد ہے جس کو دونوں قسم کا ایمان ہے، اس کو ارتباط حق ہے پہلے ہی سے جس میں توسط نہیں اس ارتباط سے اس پر ترش ہوتے ہیں وہ سب علوم جو اللہ نے نازل کئے اپنے نبیوں پر اس نے ان پر یقین کیا بلکہ اطمینان کیوں کہ وہ تھا بینہ پر اپنے رب کے اس ارتباط کی موافق نہیں کوئی اس پر فرمان کہ اس کی حفاظت کرے اور اس کو روکے دونوں ہاتھوں سے سوائے اس کے نہیں کہ اس کو اللہ کی حفاظت اور عصمت اپنے روبرو رہ کے ہونے سے وہ معلوم کرتا ہے اس حفظ کو اور جانتا ہے کہ اگر اس سے الگ ہوا تو پھر جہنم میں ہی ٹھکانا ہے اور وہ موافق اس کی محقق بعلم الٰہی ہے اور سوا اس کے

www.maktabah.org

بالغيب والانحفاط بالنواميس والجزم
بواسطة الخبر والانقياد التام
للمخبر الصادق والمحبة الصادقة
له فالايمانان متحققان للفرد ولكن
عند شعشعان انوار الايمان الاول قد
يخفى الثاني وكنت ذات ليلة اصلي
التهجد في الحجرة اذ تشعشع
انوار الايمان علىٰ بينة فغلبت
وبهرت فتاملت الايمان بالغيب فلم
اجده ثم تاملته فلم اجده حتى رايتني
اتحسر عليه واتاسف ثم بعد حين فاظهر
هٰذا الايمان واطمئن الخاطر فتدبر.

**تحقيق شريف** الاولياء كثيرًا ما
يلهمون بان الله تعالىٰ اسقط عنهم
التكليف وانه خيرهم في الطاعات ان شاؤا
فعلوها وان لم يشاؤا لم يفعلوه حكىٰ لي
سيدي الوالد رضي الله عنه عن نفسه ان
الهم بهٰذا وانه دعا الله تعالىٰ ان يقيم عليه
التكليف وما اختار الا التمس ولم يكن من
مذهبه سقوط التكليف عن احد من خلق
الله ما دام عاقلا بالغا فرايته يرى الالهام
حقا ويرى مذهبه حقا ويتحيز في التطبيق
واخبرت عن سيدي العم قدس سره ان
كان يخبر عن نفسه انه الهم بسقوط
التكليف وقبل له ان عبدت خوفا من النار

اس کے واسطے ہے تدلی مقابل عادم کے جس کا کمال
ایمان بالغیب ہے اور حفاظت کرنے والی شریعت اور
یقین بواسطہ خبر کے اور مخبر صادق کا انقیاد پورا پورا اور اس
اسے محبت صادق پس یہ دونوں ایمان کی قسمیں فرد کے
واسطے محقق ہیں لیکن جب پہلی قسم کے ایمان کے نور
چمکتے ہیں تو دوسری قسم کے ایمان کے نور چھپ جاتے
ہیں اور میں ایک رات تہجد پڑھتا تھا حرم میں انوار ایمان
علی بینہ کے غالب آ گئے اور چمکے اور میں متحیر ہوا میں
نے سوچا کہ یمان بالغیب ہے تو نہ پایا یہاں تک کہ
معلوم ہوا اس پر حسرت کرتا ہوں اور افسوس پھر اس پر
حسرت کرتا ہوں اور افسوس پھر اس کے بعد نہ ظاہر ہوا
یہ ایمان اور سر اور مجھے اطمینان آ گیا تو اسے غور کرو۔

**تحقیق شریف** بہت اولیاؤں کو الہام ہوتا ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے تکلیف شرعی معاف کی تمہیں
اختیار ہے عبادت چاہے کرو چاہے نہ کرو حضرت قبلہ
گاہی صاحب نے اپنی حکایت بیان کی مجھ سے کہ
ان کو بھی الہام ہوا اور انہون نے اللہ سے دعا کی کہ
مجھ پر شرع کی تکلیف قائم رہے اور انہوں نے سوا
شرع کی نہ اختیار کیا اور ان کا مذہب نہ تھا تکلیف
شرعی معاف ہونے کا کسی سے جب تک عاقل بالغ
ہو گئی میں نے انہیں دیکھا الہام کو بھی حق جانتے تھے
اور اپنے مذہب کو بھی حق اور اس کی تطبیق میں
متحیر تھے اور جناب عموی صاحب نے اپنا حال بیان
کیا کہ ان کو الہام ہوا کہ تکلیف شرعی معاف کی گئی
اور ان سے کہا گیا کہ اگر جہنم سے ڈر کر عبادت کرو تو

www.maktabah.org

فانا قد اجرناک عن النار وان عبدت طمعا فی الجنة فانا وعدناک ان ندخلک ایاها وان عبدت طلبا لرضانا فقد رضینا عنک رضا لا سخط بعده فقال ربی انما اعبد لک لا لشیء دونک وکان قدس سره یمیل الیٰ ان الکمل یسقط عنهم التکلیف والله سبحانه هو الذی یقیم علیهم النوامیس من غیر اختیارهم وهکذا روی عن کثیر من اولیاء الله تعالیٰ والسر فی ذلک عندی ان الانسان اذا انتقل عن الایمان بالغیب بهٰذه النوامیس الی الایمان بها علیٰ بینة ووجد هذه العبادات والنوامیس فی نفسه مثل الجوع والعطش مما لا یقدر علیٰ ترکه ولا معنیٰ لتعلق التکلیف به لانها من الجبلة التی جبل علیها ما سواه کان هذا السر واضحًا منشرحًا او مجملاً ترشح من ذلک علیٰ باطنه خطاب من الحق انما مثاره هذه الحالة الاجمالیة والتفصیلیة ان الله تعالیٰ اسقط عنه التکلیف وانه اختار بعد ذلک التمس من اختیار وقصد وانما مثل هذه الامور عندی مثل الرؤیا یحتاج الیٰ تعبیرها وانما تعبیر هذا الالهام حصول هذا المقام الذی هو مثار الالهام والحق عندی ان الالهام کله حق ولکن منه

ہم نے تم کو دوزخ سے نجات دی اور جنت کے واسطے عبادت کرو تو ہم نے جنت کا وعدہ کرلیا تم کو داخل کریں گے اور ہماری رضامندی کیلئے عبادت کرو تو ہم راضی ہیں کبھی غصہ نہ کریں گے تو انہوں نے عرض کیا کہ یاالٰہی میں تیری عبادت کسی شے کے لیے نہیں کرتا سوا تیرے اور وہ قدس سرہ مائل تھے اس بات کی طرف کہ کاملوں سے تکلیف شرعی ساقط ہوجاتی ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان پر فرمان شریعت ان کے بے اختیار قائم کردیتا ہے اور ایسا ہی بہت سے اولیاء اللہ سے روایت کیا گیا ہے اور میرے نزدیک اس میں یہ بھید ہے کہ انسان جب منتقل ہوتا ہے اس نوامیس پر نادیدہ ایمان لانے پر اور پاوے عبادات اور نوامیس کو اپنے دل میں مثل بھوک اور پیاس کے جس کے ترک کرنے پر قادر نہیں اور کچھ معنیٰ نہیں اس سے علاوہ تکلیف کے اس لیے کہ وہ تو اس کی جبلت ہے جس پر وہ پیدا ہوا برابر ہے کہ یہ سر اس پر واضح ہو کھلا کھلا یا مجمل ہو ترشح ہوتا ہے اس سے اس کے باطن پر خطاب اللہ تعالیٰ کا مطلوب اس کا یہ حالت اجمالیہ اور تفصیلیہ ہے اکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے تکلیف ساقط کی اور اس نے بعد اس کے تکلیف شرعیہ کو اختیار کیا اپنے قصد و اختیار سے اور میرے نزدیک ان امور کی مثال خواب کی مثال ہے کہ تعبیر کی حاجت ہے اور تعبیر اس الہام کی حاصل ہونا اس مقام کا ہے جو الہام کا مطلوب ہے اور میرے نزدیک حق یہ ہے کہ الہام سب حق ہیں لیکن

www.maktabah.org

النفائض عن لسان خاص ومثار معلوم ومنه الفائض عن لسان القضاء الحاكم على الوقت الاول متبع بحسب مقام دون مقام والثانى هو المتبع المطلق وعن الالهام ما يحتاج الىٰ تعبير فلابد من استنباط رجل تام المعرفة ومنه ما لا يحتاج فتدبر.

## تحقيق شريف ومشاهد اخرىٰ

اعلم ان الارواح اذا فارقت اجسادلها ضمحا من القوة البهيمة اشياء وقويت الملكية واستقلت بما حملت من الكمال وهٰذا الكمال علىٰ وجوه منها نور الاعمال وذٰلك لان ملكية اذا اوجب الىٰ البهيمة ان تعمل عملاً من الاعمال الصالحة فانقادت البهيمة واجتمعت بشر اسرها تحت تصرفها حصل للملكية انشراح وللبهيمة هيئة تناسب هيئة الملكية وهى غاية كما لها واذ تكرر ذٰلك مرة بعد اخرى حصل هٰذا الكمال فى جوهر الملكية والبهيمة وكان خلقا لهٰذا النفس وديدنًا وجبلة لا تنفك عنها ابدا ومنها نور الرحمة وذٰلك لان الانسان اذا عمل عملا رضى به الله تبارك وتعالىٰ ورحمه ورجله لكونه سبب التفريح الكروب عن الناس كافة او لكونه سبب لتمام ما اراده الحق بتدليه الى الحق من الهداية واشاعة

بعضے ان سے زبان خاص اور مطلوب معلوم سے فائض ہیں اور بعضے ان کے حکم حاکم وقت سے ہیں پہلے متبع موافق بعضے مقام کے ہیں اور دوسری قسم متبع مطلق ہیں ۔ اور بعضے الہام تعبیر کے محتاج ہیں تو ضرور ہے استنباط کرنا کامل معرفت والے شخص کا اور بعضے الہام محتاج تعبیر کے نہیں پس غور کرو۔

## تحقیق شریف ومشاہد اخریٰ

جاننا چاہیے کہ جب ارواح اپنے اجسام سے جدا ہو جاتی ہیں تو بہت سی چیزیں قوۃ بہیمیہ کی مضمحل ہوجاتی ہیں اور ملکیت قوتیں قوی اور مستقل ہوجاتی ہیں بوجہ کمال حاصل کرنے کے اور یہ کمال کئی وجھوں پر ہے ان میں سے ایک نور اعمال ہے اور یہ اس لیے کہ جب قوۃ ملکیہ قوۃ بہیمیہ کو الہام کرتی ہے کہ کوئی نیک عمل کرے تو قوۃ بہیمہ مطیع ہوجاتی ہے اور بالکل اس کے تحت وتصرف میں تو ملکیہ کو خوشی حاصل ہوتی ہے ایک ہیئت مناسب ہیئت ملکیہ اور یہی قوۃ بہیمیہ کا انتہائے کمال ہے اور جب یہ امر یکے بعد دیگرے کئے بار ہوتا ہے تو جو ہر ملکیہ اور بہیمیہ میں یہ کمال حاصل ہے اور اس نفس کا واسطے یہ خلق وعادت اور طبیعت اور جبلت ہوجاتا ہے کہ ابد تک کبھی اس سے جدا نہ ہوا اور ایک ان میں سے نور رحمت ہے یہ اس لیے کہ انسان جب عمل کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اور اس سبب سے اس پر رحمت بھیجتا ہے اس لیے کہ انسان تمام لوگوں کی سختی دور کرتا ہے یا اس لیے کہ وہ سبب ہوتا ہے اس کے پورا ہونے کا جو اللہ نے

www.maktabah.org

النور ولكون هذه النفس معدودة فی عداد التدلی بان التفتت هذه النفس وطمحت بجهد همتها الی التدلی واندرجت فیه فعند اجتماع هذه الوجوه الثلثة او وجوه واحد منها یشتمله الرحمة الالٰهیة فیظهر حینئذ للنفس انشراح ملكی وانبساط ومنها ان النفس اذا ذكرت جلال ربها اما بالالفاظ او بالمتخیلات كالاشغال القلبیة او بالوهم المحاكی للجبروت وهو الذی یسمیها اكثر اهل الزمان بالیاد داشت حصل للنفس وخلص الیها ملكة بیسط ولون جبروتی وكثیر اما یسمی ذلك نور الیادداشت ومنها نور الاحوال وذلك لان النفس اذا كانت ممن یتمطی لتبدل الاحوال الخوف والرجا والقلق والشوق والانس والهیبة والتعظیم وغیرها خلص الیٰ جوهرها صفا ورقة قوام فاذا انفكت عن الجسد ولم یخففها ارادات متجددة انطبعت فیها الوان اسماء الحق وانواره وحصلت لها رفایق كثیرة وابتهجت بكل رقیقة فهٰذا حال اكثر الارواح وبتلك الانوار تكون كمراة ملقاة فی الشمس امتلئت نورا وضوء او كحوض ممتلیء ماء ضربه نور الشمس فی یوم راكد الریح وقت الهاجرة فاكتسا الماء لون الشمس

خلقت پر تدلی کرنے سے چاہا ہے یعنی ہدایت اور نور کی اشاعت یا واسطے ہونے کے اس نفس کے معدد شمار تدلی میں کہ یہ نفس التفات کرے اور مرتفع ہو اپنی ہمت کی کوشش سے طرف تدلی کے اور داخل ہو اس میں پس جب اس میں یہ تینوں وجہ جمع ہوجائیں یا ان میں سے ایک اللہ کی رحمت شامل ہوتی ہے تو اس وقت نفس کو انشراح ملکی خوش ہوتی ہے بعض سے یہ ہے کہ جب نفس نے اپنے رب کے جلال کو یاد کیا یا تو لفظوں سے اور یا خیال سے جیسا کہ اشغال قلبی کا طریقہ ہے یا وہم سے جو عالم جبروت کا حال بتانے والا ہے اور یہ وہی ہے جسے اکثر اہل زمانہ یاداشت کہتے ہیں و حاصل ہوتا ہے نفس کو اور دوست ہوجاتا ہے اس کا ایک ملکہ بسیط اور رنگ جبروتی او بہت لوگ اس کو نور یاداشت کہتے ہس اور ان میں سے نور احوال ہے اور یہ اس لیے کہ نفس جب ہوتا ہے ان میں سے جو تیز رو ہیں واسطے بدلنے احوال خوف رجا اور قلق اور شوق اور انس وہیبت تعظیم وغیرہ کے دوست ہوجاتی ہے اس کی جوہر کی صفائی اور وقت قوام پھر جب وہ روح جسم سے جدا ہوئے اور اس کو گھیرا نہ لیا ارادوں متجددہ نے تو اس میں منطبع ہوجاتے ہیں رنگ اور انوار اسماء الٰہی کے اور اس کو حاصل ہوتے ہیں لطافتیں کثیرہ اور وہ خوش ہوتے ہیں ہر لطافت سے پس یہ احوال اکثر ارواح کا ہے اور ان نوروں سے روح ہوجاتی ہے مانند ایک آئینہ کے جو دھوپ میں رکھا ہوا اور چمکتا ہو روشنی آفتاب سے یا مانند ایک حوض کے جو پانی سے

www.maktabah.org

اذا علمت ما قلناه وفهمته فاعلم انى لما زرت شهداء بدر رضى تعالىٰ الله عنهم وقمت بحيال قبورهم سطعت الانوار من قبورهم الينا دفعة فى اول الامر كمثل الانوار المحسوسة حتىٰ ترددت انى ادركها بالحس وببصر الروح ثم تاملت فيها اى النور هى فوجدتها انوار الرحمة ولما زرت القبر الذى ينسب الى ابى ذر الغفارى رضى الله تعالىٰ عنه بصفراء والله اعلم بحقيقة الحال وجلست حياله وتوجهت الى روحه ظهرت لى كمثل هلال الثالثة فتاملته فيها فاذا نورها نور الاعمال ونور الرحمة جميعا الا ان نور الرحمة اغلب واظهر وكنت قبل ذلك بمكة المعظمة فى مولد النبى صلى الله عليه وسلم فى يوم ولادته والناس يصلون على النبى صلى الله عليه وسلم يذكرون ارهاصاته التى ظهرت فى ولادته ومشاهده قبل بعثته فرايت انوارا سطعت دفعة واحدة لا اقول انى ادركتها ببصر الجسد ولا اقول ادركتها ببصر الروح فقط الله اعلم كيف كان الامر بين هذا وذلك فتاملت تلك الانوار فوجدتها من قبل الملائكة الموكلين بامثال هذه المشاهد وبامثال

لبریز ہو اور جس پر آفتاب چمکتا ہو اور ہوا ٹھری ہوئی ہو اور دوپہر کا وقت ہو اور وہ پانی نور فتاب سے منور ہو پس جب تم نے سمجھ لیا جو ہم نے کہا تو جانو کہ جب میں نے زیارت کی شہداء بدرؓ کی اور میں ان کے مزاروں کے فرد کھڑا ہوا تو ان کے مزاروں سے یکبارگی میری طرف نور چمکا ایسا نور کہ جیسے ان آنکھوں کے آگے ہے یہاں تک کہ میں تردد میں تھا کہ ان آنکھوں سے دیکھتا ہوں یا روح کی آنکھوں سے پھر سوچا میں نے کہ یہ کونسا نور ہے تو معلوم کیا کہ یہ انوار رحمت ہیں اور جب میں نے زیادرت کی اس مزار کی جو حضرت ابوذر غفاریؓ کا مشہور اور جو وادی صفراء میں ہے، اور حقیقت حال خدا خوب جانتا ہے اور جب میں بیٹھا گرد اس مزار کے اور متوجہ ہوا ان جی روح کا تو مجھے معلوم ہوا ایک چانک تیسری شب کا میں سوچا تو وہ نور نور اعمال و نور رحمت دونوں جمع تھے مگر نور رحمت غالب اور بہت ظاہر تھا اور اس سے پہلے مکہ معظمہ میں آنحضرت ﷺ کے مولد مبارک میں تھا میلاد شریف کے روز اور لوگ نبی ﷺ پر درود شریف پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے وہ معجزے جو آپ کی وقت ولادت ظاہر ہوئے تھے اور وہ مشاہدے جو نبوت سے پہلے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے ہیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آیا ان آنکھوں سے دیکھا اور نہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ فقط روح کی آنکھوں سے خدا جانے کیا امر تھا ان آنکھوں سے دیکھا یا روح کی پس میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نور ان ملائکہ کا ہے

www.maktabah.org

هذه المجالس ورايت بخالطة انوار الملائكة انوار الرحمة.

**مشاهد اخرىٰ بالاجمال** لما دخلت المدينة المنورة وزرت الروضة المقدسة علىٰ صاحبها افضل الصلوٰة والتسليمات رايت روحه صلى الله عليه وسلم ظاهرة بارزة لا فى عالم الارواح فقط بل فى المثال القريب من الحس فادركت ان العوام انما يذكرون حضور النبى صلى الله عليه وسلم فى الصلوات وامامته بالناس فيها وامثال ذلك من هذه الدقيقة وكذلك الناس عامة لا يلهجون بشىء الا بما يترشح علىٰ ارواحهم من علم فياخذون اما حقيقة واما شجه فيخبر واحد ويتلقاه الاخر بالقبول لما ادرك ادراكا اجماليا ويسمعه ثالث فيؤيده بوجهه آخر ورابع فيذكر شجا مناسبا وهلم جرا حتىٰ يتفق امة من الناس علىٰ ذلك فليس اتفاقهم فى مثل ذلك سدى فلا تزدر المشهورات العوام لكن تفطن باسرار ما يلهجون ثم توجهت الى القبر الشامخ المقدس مرة بعد اخرىٰ فبرز صلى الله عليه وسلم فى رقيقة بعد رقيقة فتارة فى صورة مجرد العظموت والهيبة وتارة فى صورة الجذوب المحبة والانس

جو اسی مجلسوں اور مشاہد پر موکل ومقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت ملے ہوئے ہیں۔

**مشاہدہ دوسرا بالاجمال** جب میں داخل مدینہ منورہ ہوا اور روضہ مقدس رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی تو آپ کی روح مبارک ومقدس کو دیکھا ظاہر اور عیان نہ فقط عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں ان آنکھوں سے قریب پس میں نے معلوم کیا کیا کہ یہ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نماز میں خود موجود ہوتے ہیں اور لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں اور ایسی باتیں وہ یہی دقیقہ ہے اور اسی طرح اکثر لوگ کوئی بات زبان پر نہیں لاتے مگر جو ان کی ارواح پر ترشح کرے کسی علم سے تو ہوتی ہے وہ حقیقتا یا اس کی صورت پھر ایک اس کو بیان کرتا ہے دوسرا قبول کر لیتا ہے اس چیز کو جسے اجمالی طور پر معلوم کیا اور تیسرا اسے سنتا ہے اور وہ اور وجہ سے اس کی تائید کرتا ہے اور چوتھا سنتا ہے تو ذکر کرتا ہے ایک صورت مناسب اسی طرح اور یہاں تک کہ اس امر پر لوگوں کی ایک جماعت متفق ہو جاتی ہے اور ان کا اتفاق ایسے امروں میں مہمل نہیں پس تو حقیر نہ سمجھ مشہورات عوام کو لیکن تو اس میں ان اسرار کو سمجھ جو وہ بیان کرتے ہیں پھر میں متوجہ ہوا روضہ عالیہ مقدسہ کی طرف چند بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے لطافت درلطافت میں کبھی تو فقط صورت برد عظموت وہیبت میں اور کبھی صورت جذبہ ومحبت اور انس وانشراح میں اور کبھی صورت سریان میں حتیٰ کہ میں

www.maktabah.org

والانشراح وتارة فی صورة السریان حتیٰ اتخیل ان الفضاء ممتلیء بروحه علیه الصلوٰة والسلام وهی تتموج فیه تموج الریح العاصفة حتیٰ ان الناظر یکاد یشغله تموجها عن ملاحظة نفسه الی غیر ذٰلک من الرفائق ورایت صلی الله علیه وسلم فی اکثر الامور یبدی لی صورته الکریمة التی کان علیها مرة بعد مرة انی طامع الهمة الیٰ روحانیة لا الیٰ جسمانیة صلی الله علیه وسلم فتفطنت ان له خاصیة من تقویم روحه بصورة جسده علیه الصلوٰة والسلام وانه الذی اشاره الیه بقوله ان الانبیاء لا یموتون وانهم یصلون ویحجون فی قبورهم وانهم احیاء الیٰ غیر ذٰلک ولم اسلم علیه قط الاوقد انبسط الیٰ وانشراح وتبدی وظهر وذٰلک لانه رحمة للعالمین.

**مشهد آخر** لما کان الیوم الثالث سلمت علیه صلی الله علیه وسلم وعلیٰ صاحبیه رضی الله عنهما ثم قلت یا رسول الله! افضا علینا مما افاض الله علیک جئناک راغبین فی خیرک وانت رحمة للعالمین فانبسط الی انبساطا عظیما حتیٰ تخیلت کان عطافة ردائه لفتنی وغشینی ثم غطنی غطة وتبدی لی واظهر لی الاسرار وعرفنی بنفسه وامدنی امدادا

خیال کرتا تھا کہ تمام فضا بھری ہوئی ہے آنحضرت ﷺ کی روح مقدس سے اور روح مبارک اس میں موجیں مار رہی ہے مانند ہوائے تیز کے یہاں تک کہ دیکھنے والے کو تموج اور لطافتوں کی طرف نظر کرنے سے باز رکھتا تھا اور میں نے دیکھا آنحضرت ﷺ کو اکثر امور میں اصلی صورت مقدس میں بار بار باوجود یہ کہ میری کمال آرزو تھی کی روحانیت میں دیکھوں نہ جسمانیت میں آنحضرت ﷺ کو پس مجھ کو دریافت ہوا کہ آپ کا خاصہ ہے روح کو صورت جسم میں کرنا ﷺ اور یہ وہی بات ہے جس کی طرف آپ نے اپنے اس قول سے اشارہ فرمایا ہے کہ انبیاء نہیں مرتے اور نماز پڑھا کرتے ہیں اپنی قبروں میں اور انبیاء حج کیا کرتے ہیں اپنی قبروں میں وہ زندہ ہیں وغیرہ وغیرہ اور جب میں نے آپ پر سلام بھیجا تو مجھ سے خوش ہوئے اور انشراح فرمائے اور ظاہر ہوئے اور یہ اس واسطے کہ آپ رحمت للعالمین ہیں۔

**مشہد دیگر** جب تیسرا روز ہوا میں نے آپ پر سلام پڑھا اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ پر پھر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ عنایت ہو ہم کو کچھ اس میں سے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے ہم آپکے عطا کے شوقین آئیں ہیں اور آپ رحمت للعالمین ہیں تو آپ نے میری طرف کمال التفات کیا یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ آپ عنایت کی اس چادر نے مجھ کو لپیٹ لیا اور ڈھانک لیا خوب اچھی طرح چھپالیا اور ظاہر کئے مجھ پر اسرار اور شناخت کروائی

www.maktabah.org

عظيما اجماليا وعرفني كيف استمد به في حوائجي وكيف يرد هو الى من يصلي عليه وكيف ينبسط الى من الطرى في مدحه او الح عليه فرايت عليه الصلوٰة والتسليمات قد صار من جوهر روحه وديدن نفسه وجبلته وفطرته مظهرية المتدلى العظيم المنبسط علىٰ وجهه البشر حتىٰ يكاد الظاهر يتميز من المظهر وهذه التدلى العظيم هى التى تدعى عند الصوفية بالحقيقة المحمدية وهى التى يصفونها بانها قطب الاقطاب ونبى الانبياء وكنهها بروز هذا التجلى فى البرزة البشرة فلما انعقدت حقيقة فى المثال متوجهة الى الخلق سميت حقيقة محمدية وقطبا ونبيا وهى تتحد مع كل من بعث الى الخلق ثم اذا تم امر البعثة وتوجهه المبعوث الىٰ رحمة ربه وادبر على الخلق انفكت عنه واما سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما كان مندرجا فى اصل بعثته ان يكون شهيدًا يوم القيامة شفيعًا يومئذ تمهيدًا من الله للعصاة من خلقه ولطفا منه بالنسبة اليهم ليخرج منه عليه الصلوٰة والسلام همة عظيمة تقتضى شمول الرحمة اياهم وخلوص ملكيتهم عن بهيمتهم فيكون معك الرحمة الله وجوده بالنسبة الىٰ

مجھے خود اور ایک بڑی اجمالی میری امداد فرمائی اور بتایا مجھ کو کہ کس طرح آپ سے اپنے حاجتوں میں مدد چاہوں اور کس طرح آپ جواب دیتے ہیں جب آپ پر کوئی درود پڑھے اور کیسے خوش ہوتے ہیں جو آپ کی مدح میں کوشش کرے یا آپ سے الحاح کرے پس دیکھا میں نے آنحضرت ﷺ کو کہ آپ اپنے جو ہر روح اور عادت نفس وجبلت وفطرت کے باعث تدلی عظیم کے مظہر ہوگئے اور وہ جو منبسط ہے بشر کے اوپر جس میں ظاہر اور مظہر کی تمیز نہیں ہوتی اور یہ وہ تدلی عظیم ہے جس کو صوفیہ حقیقت محمدیہ کہتے ہیں اور اسی تدلی سے مراد ہوتی ہے جو صوفیہ کہتے ہین کہ قطب الاقطاب اور نبی الانبیاء ہے اور کہن اس کا ہے ظہور اس تجلی کا صورت بشریت میں پس جب منعقد ہوتی ہے کوئی حقیقت مثال میں متوجہ خلقت کی طرف اس کا نام حقیقت محمدیہ رکھا جاتا ہے اور قطب اور نبی اور وہ اس سے متحد ہوتی ہے جو بھیجا جائے خلقت کی طرف جب وہ امر ہو چکتا ہے اور وہ مبعوث متوجہ ہوتا ہے رحمت رب کی طرف اور خلقت کی طرف پیٹھ کرتا ہے تو تدلی جدا ہو جاتی ہے اس سے مگر ہمارے رسول اللہ ﷺ کی اصل بعثت میں یہ بات مندرج تھی کہ آپ قیامت کے دن شہید ہوں اور شفیع ہوں اس روز اور عذر خواہ گنہگاروں کے اللہ کے لطف سے اور ظاہر ہوئی آنحضرت ﷺ کی وہ ہمت عظیم کہ شمول رحمت کے مقتضی ہے ان پر اور ان کی ملکیت بہیمیہ سے خالص کرنے کو کہ آپ کا وجود ان لوگوں پر

www.maktabah.org

اولئک الاقوام ذٰلک کخلقة قوی التناسل لیبقی النوع وکذٰلک خلق فی کل نوع ما یفیده عنده ینوبه النوائب لم یزل صلی الله علیه وسلم لا یزال متوجها الی الخلق مقبلا الیهم بوجهه فذٰلک کان احق الانبیاء بحلول هٰذه الحقیقة المثالیة فیه واتحادها معه بحیث لا یتمیز الظاهر من المظهر فکانه عینها لا بطوع علیه الانفکاک وهذا حد معانی هذا البیت المشهور:

افلت شموس الاولین وشمسنا

ابدا علیٰ افق العلیٰ لا تغرب

فاتحاده بهٰذه الحقیقة ابصره ببصر روحی ولمیته الاتحاد تفطنت بها ورایته صلی الله علیه وسلم مستقرا علی تلک الحالة الواحدة دائما لا یزعجه فی نفسه ارادة متجددة ولا شیء من الدواعی نعم لما کان وجهه صلی الله علیه وسلم الی الخلق کان قریبا جدا من ان یرتفع انسان الیه بجهد همته فیغیثه فی نائبته او یفیض علیه من برکاته حتیٰ یتخیل انه ذو ارادات متجددة کمثل الذی یهمه اغاثه الملهوفین المحتاجین وتاملته علیه الصلوٰة والسلام الی ای مذهب من مذاهب الفقه یمیل لا تبعه والتمسک به

رحمت الٰہی نازل ہونے کا باعث ہو اور یہ ایسا ہے جیسے قوتیں تناسل کے بقائے نوع کے واسطے اور اسی طرح پیدا کی گئی ہے ہر نوع میں وہ چیز جو اسے مفید ہو بر وقت پیش آنے حادثہ کے ہمیشہ آنحضرت ﷺ متوجہ ہیں خلقت کی طرف اور منہ کئے ہوئے ہیں ان کی طرف اسی واسطے سب نبیوں سے حقدار زیادہ ہیں بوجہ پائے جانے اس حقیقت مثالیہ کے آپ میں اور متحد ہونا اس کا آپکے ساتھ اس حیثیت سے کہ ظاہر اور مظہر میں تمیز نہیں گویا کہ وہ بعینہ وہ ہے حقیقت میں جدا ہی نہیں اور یہ بھی ایک معنیٰ ہیں اس بیت مشہور کے:

پہلوں کے آفتاب چھپ گئے اور ہمارا آفتاب

ہمیشہ بلند آسمان پر تابان رہے گا

اس حقیقت سے آپ کی متحد ہونے کو میں نے اپنی روح کی آنکھ سے دیکھا اور اتحاد کا سبب میں نے اس سے معلوم کیا اور دیکھا میں نے آنحضرت ﷺ کو قائم ہمیشہ اسی حالت واحدہ پر کہ وہاں سے آپ کو نہ تو کوئی ارادہ متجددہ ہٹا سکتا ہے اور نہ کوئی داعیہ ہاں جس وقت آپ متوجہ ہوتے ہیں خلق کی طرف تو نہایت قریب ہوتے ہیں کہ انسان اپنی کوشش ہمت سے عرض کرے اور آپ فریادرسی کریں اس کی مصیبت میں یا اس پر ایسی برکتیں فاضہ فرمائیں کہ وہ خیال کرے کہ آپ صاحب ارادات متجددہ ہیں جیسے کوئی شخص مظلوموں محتاجوں کی فریادرسی میں مصروف ہو اور میں نے غور کی کہ آنحضرت ﷺ مذاہب فقہ میں سے کس مذہب کی طرف مائل ہیں کہ میں بھی وہی مذہب

www.maktabah.org

فاذا المذاهب كلها عنده على السواء ليس علم الفروع فى حالة وهذه من ديدن روحه الكريمة انما الداخل فى جوهر روحه اصل علم الفروع وهو عنايته الحق بنفوس البشر من جهة اعمالهم واخلاقهم واصلاحها وهذا اصل له فروع واشباح يختلف باختلاف الزمان فالداخل فى جوهر الروح هذا الاصل فلذلك كان نسبة المذاهب على السواء لا يتميز عنده مذهب من مذهب لان كل مذهب يحيط بما يجب من امهات الفقه فى الدين المحمدى وان اختلف فلو ان احدا لم يقتف واحدا من المذاهب لم يكن له صلى الله عليه وسلم سخط بالنسبة اليه الا بالعرض وهو ان يتفق اختلاف فى ملته وتقاتل بين الناس وفساد ذات البين وهذا اشد ما يسخط عليه وكذلك رايت الطرق كلها عنده على السواء كمثل المذاهب ويجب التنبيه بعد ذلك على نكتة وهى انه رب رجل يكون عنده ان النبى صلى الله عليه وسلم يختار المذهب الفلانى وانه الحق المطلوب ثم يقصر فيه فينعقد فى قلبه اعتقاداته قصر فى جنب الله ورسوله فياتى رسول الله صلى الله عليه وسلم ويقف عنده فيحد بينه وبين النبى

اختیار کروں تو معلوم ہوا کہ سب مذہب آپ کے نزدیک برابر ہیں اس حالت میں علم فروع آپ کی روح مبارک کے عادت میں سے یہی نہیں آپ کی جوہر روح میں علم فروع کی اصل داخل ہے اور وہ عنایت حق ہے نفوس بشر پر انکے اعمال واخلاق اور ان کی اصلاح کی جہت سے اور یہ اصل ہے اور ان کے فرع اور صورتیں مختلف ہوتی ہیں اختلاف زمانہ کے لحاظ سے پس داخل جوہر روح آنحضرت ﷺ میں یہ اصل ہے اسی واسطے آپ کے نزدیک سب مذہب برابر ہیں ایک سے دوسرا جدا نہیں معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ ہر مذہب محیط وحاوی ہوتا ہے ان امہات واصول فقہ پر جو دین محمدی میں واجب وضروری ہیں اگرچہ مختلف ہو پس اگر کوئی تبع ایک مذہب کا نہ ہو تو آنحضرت ﷺ اس کی نسبت ناراض نہیں مگر اس صورت میں جب دین میں اختلاف اور لوگوں میں جنگ وجدال اور باہمی فساد کا موجب ہو اور یہ امر آپ کی نہایت غصہ کا موجب ہے اور اسی طرح میں دیکھا کہ تمام طرق صوفیہ مثل مذاہب کے آپ کے نزدیک برابر ہیں اور اس کے بعد ایک نکتہ سے آگاہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض آدمیوں کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ فلاں مذہب رسول اللہ ﷺ کو پسند ہے اور وہی مذہب حق ومطلوب ہے پھر اس میں قصور ہوجاتا ہے تو اس کے دل میں یہ اعتقاد جم جاتا ہے کہ میں نے قصور کیا اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا پھر حاضر ہوتا ہے حضرت ﷺ کے حضور میں اور دیکھا

www.maktabah.org

صلى الله عليه وسلم بابا مسدودا لا ينفتح فيقول هذه معاتبة منه عليه الصلوٰة والسلام علىٰ تقصيرة والتحقيق انه اتاه بصدر ممتلىء مخالفة وانكباها فانسد باب الفيض من جهة سوء القابلية وقد يزعم الانسان ان الخروج عن المذاهب المدونة خروج عن ربقة التقليد للشرع والانقياد لحكم الله وان ليس هنالك طريقة مضبوطة غيرها فيكون الخروج عنها عنده مرادفا او ملازمًا للخروج عن ربقة الانقياد فيفطن بان النبى صلى الله عليه وسلم معاتب عليه وامثال هذه الشبهات كثيرا ما يقع لطالب ويجب التنبيه ايضا على ان الناس يدخلون المدينة المنورة فيرون اهلها على اعمال غير مرضية عندهم اوفى نفس الامر فيبغضونهم ويضمرون حقدا ثم يدخلون الروضة المقدس ويواجهون فاذا جاء وقف الصفاء والخلوق ترشح من الحقد مرارة فانكدر حالهم فاياك ثم اياك ان يصدك من هذا النور الاتم عليه الصلوٰة والسلام امثال هذه الامور ورايته عليه الصلوٰة والسلام لابسا لباس العظموت والتشبه بالجبروت وله رقائق كثيرة بحسب تعدد كمالاته وتوجه الناس اليه

ہے اپنے دل میں اور رسول اللہ ﷺ میں دروازہ بند ایسا کہ نہیں کھلتا تو کہتا ہے کہ یہ عتاب ہے آنحضرت ﷺ کا میری تقصیر سے اور تحقیق یوں ہے کہ وہ آپ کے پاس اس طرح حاضر ہوا ہے کہ سینہ مخالفت اور رکاوٹ سے بھرا ہوا ہے پس فیض کا دروازہ قابلیت نہ ہونے سے بند ہوگیا اور کبھی گمان کرتا ہے انسان یہ کہ مذہب مقررہ کو چھوڑنا شروع کی پیروی اللہ کے حکم کی تابعداری کا چھوڑنا ہے اور تقلید کے سوا کوئی طریقہ مضبوط نہیں پس اس سے نکلنا اس کے نزدیک انقیاد شرع سے نکلنے کے برابر ہے اس سبب سے وہ جانتا ہے کہ نبی ﷺ کا اس پر عتاب ہے اور اسی طرح کے بہت سے شبہات جو طالب کو پیش آتے ہیں اور اس بات سے آگاہ کردینا بھی ضروری ہے کہ جب لوگ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہیں اور وہاں کے لوگوں کے اعمال اپنے نزدیک برے دیکھتے ہیں یا وہ اعمال نفس الامر میں برے ہوتے ہیں تو ان سے بغض وکینہ رکھتے ہیں پھر جب روضہ مقدسہ میں حاضر ہوتے ہیں اور ادھر متوجہ ہوتے ہیں اور صفائی کا وقت آتا ہے اور خلوص کا تو اس کینہ سے تلخی ٹپکتی ہے ان کا حال مکدر ہوجاتا ہے خبردار خبردار اس سے بچنا کہ اس نور تم ﷺ سے ایسے امر روکتے ہیں اور میں نے دیکھا آنحضرت ﷺ کو عظموت کا اور تشبہ بالجبروت کا لباس پہنے ہوئے اور آپ کی بہت لطافتیں ہیں موافق شمار آپ کے کمالات کے اور لوگوں کا آپ کی طرف متوجہ ہونی کے اپنی استعدادوں کے موافق اور آنحضرت ﷺ

www.maktabah.org

باستعداداتهم وامدنى عليه الصلوٰة والسلام فى ذٰلك المجالس امدادا اجماليا تفصيله المجددية والوصاية والقطبية الارشادية واعطانى قبولا وجعلنى اماما وصوب طريقتى ومذهبى اصلا وفرعا لا لجميع الناس بل الناس مخصوصين فطرتهم فطرة التحقيق بشرط ان لا يكون سببا للاختلاف والتقاتل فهٰذه النكتة يجب ان ينبه بها كل من اخذ مذهبنا اصلا وفرعا وطريقتنا سلوكا ثم اردت ان اساله عن مسائل مبادى الوجود ومراتب الوجود والفناء والبقاء فاذا هو عليه الصلوٰة والسلام متوجه بالكلية الى التدلى المذكور فكلما اردت ان اساله منعنى استغراقى فى كيفية حاله عند سواله وعلمنى ان اجلس بين يديه فاسال ربى بلسانى الذى حزو الملاء الاعلىٰ ثم اتلفع بنوره جدا ثم اسال ثم اتلفع ثم اسال وهلم جرا فعند ذٰلك يختلط سوالى وهمته العليا فيصيب انسهم المرعى ورايته مستقرا على حالة واحدة من حفظ صورته الكريمة وكونه عيبة وكرشا وقاية ودعاء لتدلى المذكور متوجها الى الخلق لابسا لباس عظموت وفيه من القبول والجذب والالفة ما لا يحصى ولا يدرك انتهائه

نے اس مجلس میں میری اجمالی امداد فرمائی کہ تفصیل اس کی مجددیت اور وصایت اور قطب ارشادیت ہے اور مجھ کو قبولیت عطا ہوئی اور کیا مجھ کو امام اور اچھا فرمایا، میری طریقہ اور مذہب کو اصلاوفرعا لیکن سب کے واسطے نہیں بلکہ واسطے خاص خاص لوگوں کے جن کی فطرت میں تحقیق ہے اس شرط پر کہ وہ سبب اختلاف اور زدوکشت کا نہ ہو پس اس نکتہ سے واجب ہے آگاہ ہونا اسے جو ہمارا مذہب اصلا وفرعا اختیار کرے اور ہمارے طرقہ سلوک پر چلے پھر میں نے چاہا کہ دریافت کروں آپ سے مسائل مبادی وجود اور مراتب جود اور فنا اور بقا تو میں نے دیکھا کہ آپ بلکل متوجہ ہیں اس تدلی مذکور کی طرف پس جب میں چاہتا تھا کہ پوچھوں تو میرا استغراق آپ کی کیفیت حال کے دریافت میں مجھ کو روک دیتا تھا اور مجھ کو سکھایا آپ نے کہ آپ کے روبرو بیٹھوں اور اپنے رب سے سوال کروں اپنی اس زبان سی جو ملاء اعلیٰ کی طرف ہے پھر مجھ کو نور نے لپیٹ لیا پھر سوال کیا پھر لپیٹ لیا پھر سوال کیا غرض اسی طرح پھر اس وقت میں مخلط ہوگیا میرا سوال اور آپ کی ہمت بلند پھر تیر نشانہ پر پہنچ گیا اور دیکھا میں نے آپ کی صورت کریمہ کو محفوظ حالت واحدہ پر اور یہ کہ آپ محل راز و کثیر الامت اور نگاہبان اور ظرف تدلی مذکور کے ہیں جس حال میں کہ لباس عظموت پہنچے ہوئے لوگوں کی طرف متوجہ ہیں اور اس میں قبول اور جذب اور الفت بیشمار ہے کہ اس کی انتہا نہیں دریافت ہوسکتی پس جس وقت

www.maktabah.org

فاذا توجه اليه انسان بجهد همته ولا اريد الانسان العالى اللهم فقط بل كل ذى كبد يشتاق الى شیء ويتوجه اليه بقصده وشوه فانه بتدلى اليه وهذا رد السلام واجابة الصلوات يعنى يحصل بسبب صنع هذا الانسان حالة شبيهة بالقصد المتجدد وانا اعلمك سرا عظيما وهو ان الحكمة فى جعل هذه النسمة المباركة رعاء للتدلى ان يتقرب الحق جدا الى اهل الارض والى سفلتهم ايضا وكان هذا الجود لا يتم الا بتوسط النسمة ورايته عليه الصلوٰة والسلام ينشرح انشراحا عظيما لمن صلى عليه ومدحه ورايته صلى الله عليه وسلم بارزا مفيضا فيض الصحبة كمثل المشائخ الصوفية فى مجالس الافاضة وانا بين يديه وكل ما علمناك مشهد واحد من مشاهده وتفطن اخى محمد عاشق بسر عجيب لا اشك انه من افاضة الحق ان الحج كمال تام من كمالات ولذلك يظهر فى قلوب الحجاج ابتهاج بانفسهم ويتحجج وسر المسئلة ان الوصول الى الله تبارك وتعالىٰ هو الكمال ولما تدلى الحق الى الحق بنصب الكعبة شعارا من شعائره كان الوصول اليها هو الوصول

متوجہ ہو آپ کی طرف کوئی انسان اپنی کوشش ہمت سے اور میری مراد فقط انسان عالی ہمت سے نہیں بلکہ جو اولوالعزم کسی شے کا مشتاق اور آپ کی طرف متوجہ ہو اس شئے کے قصد اور شوق سے تو آپ تدلی کرتے ہیں اس کی طرف اور یہی رد سلام اور اجابت درود ہے یعنی حاصل ہوتے ہے بسبب اس توجہ کے انسان کو ایک حالت کی شبیہ ہے قصد متجدد کے اور میں بتاؤں تجھ کو ایک سر عظیم اور وہ یہ ہے کہ اس نسمہ مبارکہ کو تدلی کے طرف بنانے میں یہ حکمت ہے کہ اللہ کا بہت قرب ہو اہل زمین سے اور جو ان سے نیچے ہیں اور یہ بھی ہے کہ یہ جود تمام نہ ہوتا تھا مگر اسی نسمہ کے توسط سے اور دیکھا میں نے آنحضرت ﷺ کو بہت خوش ہوتے، اس شخص سے جو آپ پر درود پڑھے اور آپ کی مدح کرے اور میں نے دیکھا آپ کو ظاہر فیض صحبت پہنچانے والا مانند مشائخ صوفیہ کے مجلس افاضت میں اور میں آپ کے حضور میں ہوں اور یہ سب جو میں نے بتایا ایک مشہد ہے مشہدوں میں سے اور بھائی محمد عاشق کو خوب معلوم ہوا ایک سر عجیب میں یقین کرتا ہوں کہ وہ حق کی طرف سے ہے یہ کہ حج ایک پورا کمال ہے اور کمالوں میں سے اور اسی واسطے حاجیوں کے دل میں بہت خوشی ہوئی ہے اور اس مسئلہ کا سر یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک وصول ہی تو کمال ہے جب تدلی کی اللہ نے خلقت کی طرف کعبہ شریف کے قائم کرنے سے اور اس کو شعائر اللہ سے ایک شعار بنایا تو کعبہ شریف کی طرف وصول اللہ ہی

www.maktabah.org

الی الحق بحسب المسافة فالوصول الی اللہ علی وجوہ والوصول بالمسافة ینتھی بالحج واللہ اعلم.

**مشهد آخر** سالته صلی اللہ علیہ وسلم عن معنیٰ قوله کنت نبیا وآدم منجدل بین السماء والطین وما کان ھذا السوال بلسان المقال ولا الاخطار بالبال بل ملأت روحی شوقا وتروعا الیٰ ھذا السر ثم الصقتھا بجنابه اشد ما اقدر فامتلأت منه بصورة مثالیة فارانی صورته الکریمة المثالیة بل ان یوجد فی عالم الاجسام ثم ارانی کیفیة انتقاله الیٰ ھذا العالم من عالم المثال وارانی اشباح الانبیاء المبعوثین وکیف افیض علیھم النبوة من حضرة التدبیر حذو ما افیض علیه فی عالم المثال من تلک الحضرة وارانی اشباح الاولیاء وکیف یفاض علیھم العلوم والمعارف بعده فوضح لی الامر واستبان ووعیت عنه ما افاض علی من صورة المثالیة وفطنت بما اراد فی تلک الافاضة فھا انا افسر لک ما فطنت اعلم ان اللہ تبارک وتعالیٰ تدلیا عظیما متوجھا الی الخلق به یھتدون والیه یلجاؤن وھذا التدلی له فی کل برھة من الزمان شان فیبرز الی الخلق برزة بعد برزة وکلما برز برزة ظھر فی العالم عنوان

کی طرف وصول ہوا۔ بحسب مسافت اور وصول الی اللہ کے بہت سے طریقے ہیں لیکن وصول بالمسافت حج سے منتہیٰ ہے واللہ اعلم۔

**مشهد آخر** میں نے آنحضرت ﷺ سے اس حدیث شریف کے معنیٰ دریافت کئے جو آپ نے فرمایا ہے کہ ابھی آدم علیہ السلام آب وگل تھے کہ میں نبی تھا اور میرا یہ سوال زبان مقال سے نہ تھا اور نہ دل کے خطرات سے بلکہ اس سر کے شوق و آرزو سے میری روح بھری ہوئی تھی پھر میں ملا انجناب سے جہاں تک مین قدرت رکھتا تھا اور آپ کی صورت مثالیہ کے قریب پس آپ نے دکھائی اپنی وہ صورت مبارک مثالی جو پہلے عالم اجسام کی پائی جاتی تھی پھر دکھائی مجھ کو کیفیت اس عالم میں آنے کی عالم مثال سے اور دکھائیں مجھ کو صورتیں انبیاء مبعوثین کی اور یہ کہ کس طرح ان پر افاضہ ہوئی نبوت حضرت تدبیر سے مقابل اس کے جو ملے آپ کو عالم مثال میں اس حضرت سے اور دکھائیں مجھ کو صورتیں اولیاء کی اور یہ کہ کس طرح ان کو ملے علم اور معرفت بعد اس چیز کا جو مجھ کو حال معلوم ہوگیا اور ظاہر ہوگیا اور میں ظرف بن گیا، اس چیز کا جو مجھ کو ملا صورت مثالیہ سے اور میں نے جان لیا جو آپ نے اس افاضہ میں چاہا میں اب بیان کرتا ہوں تم سے جو میں سمجھا جاننا چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تدلی عظیم خلق کی طرف متوجہ ہے اسی سے سب ہدایت پاتے ہیں اور اسی کی التجا کرتے ہیں اور اسی

www.maktabah.org

لتلك البرزة وهو الرسول المبعوث الى الخلق بالامر والنهى والتكليف فالرسول وما اتى به عنوان وتلك البرزة حقيقة فاذا برز برزة ظهر فى الناس وعلوم ومعارف تناسب تلك البرزة وان لم يعلموا انها فائضة منها وانها تناسبها والذين ظهر عليهم هذه العلوم والمعارف ان كانوا ممن اعتنوا بالاستنباط من كلام الرسول فهم الاحبار والرهبان وان كانوا ممن لا يعتنون بذلك وانما همتهم اخذ العلم من الله تبارك وتعالىٰ فهم الحكماء المحدثون اهل الحكمة والربانية فالقومان جميعا آخذان من تلك البرزة علموا او لم يعلموا وهذه هى المنة العظمىٰ لا اخبار الرسول فانه لا يسمعه الا قوم دون قوم فلما اراد الله تعالىٰ ان يخلق آدم عليه السلام ليكون ابا النوع البشر فارادة خلقه انما هى ارادة خلق البشر جميعا تحركت الارواح البشرية الى المثال المناسب بالاجسام فهيكل نبينا صلى الله عليه وسلم اى هيكله المثالى امكن من نفسه لانطباق هذا التدلى بحسب برزة من البرزات فانطبق عليه شيبها من انطباق الكلى على الجزئى وذلك لسابق عنايته الله به والناس ليوجد

تدلی کی ہر ایک دراز زمانہ میں شان ہے کہ خلقت کی طرف یکے بعد دیگرے ظہور کرتی ہے اور جب ظاہر ہوتا ہے کوئی ظہور تو عالم میں اس ظہور کا ایک عنوان ہوتا ہے اور اسی سے مراد رسول ہے جو بھیجا جاتا ہے خلقت کی طرف اللہ کے امر و نہی اور شریعت کے ساتھ بس رسول اور وہ جو احکام لائے عنوان ہیں اور وہ ظہور حقیقت ہے جب کوئی ظہور ہوتا ہے تو لوگوں میں علوم و معارف پھر اس ظہور کے مناسب ہوتے ہیں اگرچہ لوگ نہ جانیں کہ وہ فائض ہیں اس ظہور سے اور اس کے مناسب ہیں اور جن پر یہ علم ظاہر ہوتے ہیں اور معرفتیں اگر وہ ایسے لوگ ہیں کہ کلام رسول اللہ ﷺ سے استنباط کر سکتے ہیں تو ان کو احبار اور رہبان کہتے ہیں اور اگر وہ لوگ ایسے نہیں ہیں اور ان کی ہمت ہے علم حاصل کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ سے تو وہ لوگ حکمائے محدث اہل حکمت ربانی ہیں تو دونوں فرقے اس ظہور سے علم حاصل کرتے ہیں اس بات کو جانیں یا نہ جانیں اور یہی بڑا احسان ہے نہ اخبار رسول کہ اس کو کوئی قوم سنتی ہے کوئی نہیں سنتی تو جب اللہ نے چاہا کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کرے وہ نوع بشر کے باپ ہوں تو آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ بیشک سب نوع بشر کے پیدا کرنے کا ارادہ ہے ارواح بشریت نے حرکت کی مثال کی طرف جو اجسام کے مناسب ہے تو پیکر ہمارے نبی ﷺ یعنی آپ کی پیکر مثالی بہت ممکن ہوئے اپنی ذات کی رو سے منطبق ہونے کو اس تدلی کے موافق ظہور کے

www.maktabah.org

لهم غياث يعد لفيضان رحمة الله يوم الحشر ولعقد تشريع عليهم وذبدوى فاسده عنهم اذا احتاجوا الىٰ ذلک اشد حاجة فهٰذا معنى كونه صلى الله عليه وسلم نبينا قبل تسوية آدم عليه السلام ثم لما وجدت اشخاص البشر واختلف طرايقهم فمن مفرط من مفرط اتقضى التدبير الالٰهى ان يسوى امرهم فانطبق التدلى على رجل من طولاء الاشخاص فاوحى اليه ما فيه صلاح قومه وبرز ببعثه برزة ما من البرزات فانما المنطبق عليه من هذا النبى هو وجوده البشرىٰ وانما كان فى المثال حكاية انه يستعد لذٰلک فيفاض استعد له واما نبينا صلى الله عليه وسلم فكان الانطباق فيه بالفعل لا على الحكاية ثم لما وجد صلى الله عليه وسلم فى الخارج برز بيروزه برزة من برزات التدلى وتلک البرزة كانت مشتملة على قوة مثاليته فتلبست البرزة لباس المثال وسد الآفاق وما كان التدلى قبل بارزا بلباس المثال وان كان نفس المثال لابد منه فى الموجود وانما اعنى ان المثال لم يكن بين الله وبين خلقه بحسب بروز هذا التدلى قبله عليه الصلوٰة والسلام واما بعد فامتلا الجوّ وامتلات السمٰوات والارضون

ظہورات میں سے پس منطبق ہوگئی اس پر ارزوئے شبیہ کے جیسے کلی منطبق ہوتی ہے جزئی پر اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے سابق عنایت سے ہے ان پر اور لوگوں پر تاکہ پایا جاوے ایسا مددگار کہ معین ہو فیضان رحمت خدا کا حشر کے روز اور ان کی شریعت کے منعقد کرنے والا اور واسطے ہٹا دینے کے ان سے امراض فاسدہ جب ان کو اس کی حاجت ہو بہت سخت حاجت پس یہ معنی ہیں آدم سے پہلے کے آنحضرت ﷺ کے نبی ہونے کے پھر جب موجود ہوئے اشخاص بشری اور ان کی طریقے مختلف ہوئے کوئی افراط کرنے والا کوئی تفریط کرنے والا تو تدبیر الٰہی نے چاہا کہ ان کے کام میں اعتدال آجائے تو منطبق ہوئی تدلی ان شخصوں میں سے ایک شخص پر اور وحی کی اس پر وہ باتیں جس میں اس کی قوم کی صلاح و درستی ہو اور ظہور کیا اس کے بعثت سے ایک بروزہ نے پس اس شخص پر اس نبی کا وہی وجود بشری ہی منطبق ہے اور بیشک وہ مثال میں حکایتا تھا تاکہ مستعد ہو وہ واسطے اس کے پس افاضہ کیا جتا ہے وہ جس کی استعداد رکھتا ہے مگر ہمارے نبی ﷺ میں اسی وقت منطبق تھا، حکایتا نہ تھا پھر جب ظاہر ہوئے آنحضرت خارج میں تو ظاہر ہوا برزات تدلی سے ایک برزہ اور وہ برزہ مشتمل تھا قوت مثالیہ پر اس برزہ نے لباس مثال کو پہنا اور آفاق کو درست و سدید کردیا اور پہلے تدلی کا بروز مثال کے لباس میں نہ تھا اگرچہ نفس مثال کا موجود

www.maktabah.org

بالهيكل المثال للتدلى وما من آخذ علما او معرفة او حالا الهيا او كمالا الا وماخذه القريب هذا الهيكل المثلى علم او جهل فكان عليه الصلوة والسلام خاتم النبيين وانقطعت النبوية بعده لا حقيقة عليه السلام التى بعثه كالعنوان لها هى هذه البرزة المثالية المستطيرة اذا فهمت ذلك تحقق عندك انه رحمة للعالمين وانه خاتم النبيين وان الانبياء عليهم السلام انما اخذوا الفيض عن حضرت التدلى وان كانوا فى عالم الاجسام واما الاولياء فانما ياخذون عن برزة مثالية هى حقيقة بعثه عليه السلام وما ميزت شخصا من اولئك الاشخاص عن السر ابراهيم عليه السلام فانه انعقدت نبوته فى الروح انعقادا اضعف من انعقاد نبوة نبينا صلى الله عليه وسلم فظهر التدلى ببعثه برزة روحية ظهورا اضعف من ظهور البرزة المثالية عند بعثة نبينا صلى الله عليه وسلم ولذلك لم يكن بعده كامل نبى ولا محدث الا فى ملكه ولما تنقطع النبوة فلما وجد نبينا ظهرت البرزة المثالية ظهورا بينا فانقطعت راسا وافيضت العلوم والمعارف فيضانا ثجاجا لانها فى الاكثر منعقدة فى المثالى.

ہونا تھا اور تحقیق اس سے مراد میری یہ ہے کہ مثال نہ تھی بحسب ظہور اس تدلی کے آنحضرت ﷺ سے قبل درمیان اللہ اور خلقت کے لیکن بعد میں پر ہوگیا جو اور سب آسمان اور زمان ہیکل مثالی تدلی سے پھر جس کو حاصل ہو عمل یا معرفت یا حال الٰہی یا کمال تو اس کا ماخذ قریب یہی ہیکل مثالی ہے وہ جانے یا نجانے پس ہوئے نبی ﷺ خاتم النبیین اور منقطع ہوگئی آپ کے بعد نبوت اس لئے کہ حقیقت آنحضرت ﷺ کے جبکہ مبعوث مانند عنوان نبوت کے تھے وہ یہی برزہ مثالیہ مستطیرہ تھا جب تم نے یہ بات سمجھ لی تو تم کو معلوم ہوگیا کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور سب انبیاء کو فیض اس تدلی سے ہوا اگرچہ وہ عالم اجسام میں تھے اور اولیاء اللہ حاصل کرتے ہیں فیض برزہ مثالیہ سے کہ وہ حقیقت بعثت آنحضرت ﷺ ہے اور مجھ کو تمیز نہیں ہوا کوئی ان اشخاص میں سے اس راز کا مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ ان کی نبوت عالم روح میں منعقد ہوئی ساتھ بعثت برزہ روح ابراہیم علیہ السلام کے ضعیف ظہور برزہ مثالیہ سے وقت بعثت ہمارے نبی ﷺ کے اور اسی واسطے آپ کے بعد نہ ہوا کوئی کامل نبی اور نہ محدث مگر آپ کی ملت میں اور نہ منقطع ہوئی نبوت پھر جب آئے ہمارے نبی تو ظاہر ہوا برزہ مثالیہ بہت روشنی کے ساتھ اور منقطع ہوگئی، نبوت بالکل اور افاضہ ہوئی علوم اور معرفتیں اچھی طرح اس واسطے کہ وہ اکثر طور پر منعقد تھے مثال میں۔

www.maktabah.org

**تحقیق شریف** فان قلت ما الحکمة فی کون الناس فی الزمن الاول بعد آدم علیه السلام ما یلین الیٰ جهود القریحة وخمود الطبیعة مخلدین الی الاحکام البهیمة یستنبط حینئذ من الارتفاقات الا القلیل ولا من العلوم المحاضریة الطبیعة ولالٰهیة الا القلیل النادر مع طول اعمارهم وکثرة امعانهم وخوضهم ثم لم یزل من بعد ابراهیم علیه السلام یزید قلیلا قلیلا فی الیونان والروم والفارس وبنی اسرائیل والمغرب والعراق والعرب حتی وجد سینا رسول الله صلی الله علیه وسلم فثج بعده العلوم ثجا ونبع منهم العلوم الحکمة والفنون الادبیة والمحاضریة والعلوم الشرعیة بحیث لا انتها لها ولا ارجا قلت ان لله تبارک وتعالیٰ تدلیا عظیما امتلاء منه السمٰوات والارضون وحقیقة معرفته الشخص الاکبر بربه فانما لما عرف رب حق معرفته وتصوره کما ینبغی من تصورة ارتسمت فی مدرکته صورة شافخة تحکی جلال الله وعزه علیٰ وجهه وهٰذه الصورة دائمة ما دام الشخص الاکبر وهی منطبقة علی الله وحاکیة له اتم حکایة واوفقها بما فی نفس الامر ثم لما وجدت العناصر والافلاک فی الطبیعة الکلیة

**تحقیق شریف** اگر تم پوچھو کیا حکمت ہے کہ زمانہ سابق میں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد لوگ کند ذہن و سرد طبع و بہائم سیرت ہوئے کسی نے اس وقت ارتفاقات کا استنباط نہ کیا مگر قلیل آدمیوں نے اور نہ علوم محاضرات طبعی والٰہی ان کو حاصل ہوئے، مگر شاذو نادر کو باوجود یہ کہ عمریں بڑے بڑی پائیں اور فکر وخوض بہت کئے پھر بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تھوڑی تھوڑی، بڑھتی گئی یونان و روم و فارس و بنی اسرائیل اور مغرب اور عراق اور عرب میں یہاں تک کہ پیدا ہوئے ہمارے رسول اللہ ﷺ پھر تو علوم دریا رواں ہوگئے اور ان سے علوم حکمیہ کے چشمے جاری ہوگئے اور فنون ادبیہ اور محاضر یہ اور علوم شرعیہ ایسے کہ جن کی انتہا ہے نہ حد میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ایک تدلی عظیم ہے جس سب آسمان اور زمینیں پُر ہیں اور اس کی حقیقت شخص اکبر کا اپنے رب کو پہچاننا ہے پس جب اُس نے اپنے رب کو پہچانا جیسا اس کے پہچاننے کا حق تھا اور اس کا تصور کیا جیسا چاہیے اس کا تصور کرنا تو اس کے مدکہ میں ایک صورت عالیہ منقش ہوگئی جو یاد دلائے اللہ تبارک وتعالیٰ کا جلال وعزت جو اس کے شایان ہے اور جب تک شخص اکبر ہے تب تک یہ صورت قائم ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر منطبق ہے اور اس کی پوری طور پر یاد دلانے والی اور نفس الامر کے بہت موافق ہے پھر جب پیدا ہوئی عناصر اور افلاک طبیعت کلیہ میں تو یہ طبیعت کلیہ محفوظ تھی اس صورت میں اس طرح جیسی

www.maktabah.org

كانت هذه الطبيعة محفوظة فيها كان تحافظ الطبيعة الارضية فى المعدن والنبات والحيوان والانسان وكانت خواصها ومقتضياتها وقواها ايضا محفوظة بانحفاظ نفسها ثم لما وجدت المعادن والنباتات والحيوانات والانسان كانت طبائع العناصر والافلاك محفوظة فيها وليست هذه الا كالمرايا لظهور خواصّ الافلاك وحركاتها والنعاصر وطبائعها وكانت طبيعة كلية بما معها من القوى محفوظة فى الافلاك والنعاصر فكل فرد من الانسان فى جذر فواده جوهر نفسه واسر تحققه معرفة بربه الا انها فى حجب كثيرة اذ لوح نفس الانسان عرضة لظهور حكم كل طبيعة من طبايع الامهات والمؤمنان وبقدر انطباع تلك الصور ينتقص صفائها ويختفى حكم نقطة التدلى الذى هو الحبل الذى من تمسك به عرف ربه فتلك الحجب المتراكمة بعضها فوق بعض فمن رزق التنبه بحقيقة الحقائق وعرف انفسارها الى الطبيعة الكلية واجزائها فمثل نور الله عنده كمشكوٰة فيها مصباح المصباح فى زجاجة الآية استنارت الحجب كلها بنور الاصل واستضائت بضوئه وكانت له فى

طبیعت ارضیہ محفوظ ہے معدن اور زوئیدگی اور حیوان اور انسان میں اور ان کے خواص اور مقتضیات اور قوا بھی محفوظ ہیں ساتھ انحفاظ اپنی نفس کے۔ پھر جب پائے گئے معادن اور نباتات اور حیوانات اور انسان تو طبائع عناصر و افلاک ان میں محفوظ تھے اور نہیں یہ مگر مانند مریا کے واسطے ظہور خواص اور حرکات افلاک اور عناصر اور اس کے طبائع کے اور طبیعت کلیہ معہ اپنی قوا کے افلاک و عناصر میں محفوظ تھی تو ہر فرد انسان کے اصل دل اور جو ہر نفس اور بنیاد تحقیق میں اپنے رب کے معرفت تھی مگر بہت سے پردوں اور حجابوں میں اس واسطے کہ لوح نفس انسان سرمایہ ہے واسطے ظہور حکم ہر طبیعت کے طبائع امہات ومولدات سے اور بقدر منقش ہونے ان صورتوں کے ناقص ہوجاتی ہے، صفائی اس لوح نفس انسان کی اور پوشیدہ ہوجاتا ہے حکم نقطہ تدلی کا وہ تدلی وایک ایسی رسی ہے کہ جو اس کو پکڑے اپنے رب کو پہچان لے پس وہی حجاب ہیں کہ ایک دوسرے پر پڑے ہوئے ہیں تو جس شخص کو نصیب ہوگیا تنبہ حقیقت الحقائق پر اور جان لیا اس نے انفسار تدلی کا جو طبیعت کلیہ اور اس کے اجزاء کی طرف ہے، تو اس کے نزدیک اللہ کے نور کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک چراغ روشن جوشیشہ کی قندیل میں ہو کہ کل حجاب نور اصل سے اور اس کی روشنی سے روشن منور ہوگئے اور وہ حجاب اس کو معرفت الٰہی میں مفید ہوگئے نہ مضر اور جس شخص کو نصیب نہ ہو اتنبہ حقیقت الحائق پر اور اس

www.maktabah.org

معرفة لا علميه ومن لم يرزق التنبه لها لم يعرف انفسارها فمثل ظلماته المتراكمة كظلمات بحر لجي يغشاه موج من فوقه موج من فوقه سحاب الآية واذا تمهد هذا فاعلم انه بقدر اعداد المعدات تظهر هذه النقطة وآثارها وكلما كان الاعداد اتم واوفر كان ظهورها اصرح وابين ومن المعدات الملاء الاعلیٰ ولست اعنی بهم الملائكة فقط بل اعظمهم واشبههم نفوس الكمل حين طرحت عنها جلابيب ابدانها الكثيفة فكل من مات من الكمل يخيل الى العامة انه فقط من العالم ولا والله ما فقد بل تجوهر وقوی فكل سيد من سادات الملاء الاعلیٰ يوفق لقدح الحجب المتراكمة والوصول الیٰ هذا.

التدلی فيدخل موج من هذا التدلی فی شرجة هذه النفس فيمتلی النفس بمعرفة الله ثم يعود الموج الی هذا التدلی فيتحقق لهذا التدلی تدلیٰ آخر الی ما يلی النفوس البشرية المحبوسة فی اجسادها ويعد العالم لتقريب افاضة المعرفة علیٰ تلك النفوس وهكذا تتراكم انوار الملاء الاعلیٰ وتتزايد اعدادها بعضها يلی الأعلیٰ وبعضها الاسفل وبعضها بين هذا وذاك حتی امتلاء الجو الذی بين ارض هذه

نے جانا اس کے انفسار کو تو اس کی سخت تاریکیوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گہرے دریا کی اندھیریاں تھپیڑے مارتی ہے اس کو لہر پر لہر اور اس کے اوپر ابر ہے جب یہ تمہید ہوئی جان لینا چاہیے کہ معدات کے شمار کے موافق یہ نقطہ ظاہر ہوتا ہے اور اُس کے آثار اور جس قدر کہ اعداد بہت ہوں گے اتنا ہی ظہور بھی صریح اور ظاہر ہوگا اور معدات میں سے ملاء اعلیٰ پورے ہیں اور میری مراد اس سے فقط فرشتے نہیں بلکہ جو نفوس کاملہ کہ اعظم اور اشبہ ہیں اس سے جس وقت ان کے بدن کثیف کی چادریں اتار ڈالی جاتی ہیں تو جب کوئی کاملیں میں سے مرجاتا ہے تو عام لوگ جانتے ہیں کہ وہ عالم سے گم ہوگیا خدا کی قسم وہ گم نہیں ہو پس ہر ملاء اعلیٰ کے ہر سردار کو حجاب متراکمہ قطع کرنے اور اس تدلی کی طرف پہنچنے کی توفیق نہ دی جاتی ہے۔

پھر اس تدلی کی ایک موج اس نفس کے سرچہ میں داخل ہوتی ہے تو نفس اللہ کی معرفت سے بھر جاتا وہ موج اس تدلی کی طرف عود کرتی ہے پھر متحقق ہوتی ہے اس تدلی کے اس چیز کی طرف کہ قریب سے ان نفوس بشریہ کے جو اجسام میں ہے اور آمادہ کرتی ہے عالم نفوس بشریہ پر معرفت کا افاضہ کرنے کی تقریب کے واسطے ایک دلی جو عود کرے اور اسی طرح متاکم ہوتے ہیں انوار ملا اعلیٰ کے اور بڑھتے جاتے ہیں اعداد ان کے بعضے قریب اعلیٰ کے اور بعضے اسفل کے اور بعضے قریب اعلیٰ کے اور بعضے اسفل کے اور بعضے ان دونوں

www.maktabah.org

النفوس وبين سماء تلك المعرفة فلذلك يكون معرفتهم فى آخر الزمان اسرع ما يكون واصرح ما يكون والىٰ هذه الدقيقة اشار النبى صلى الله عليه وسلم حيث قال اذا اقترب الزمان لم يكد رؤيا المؤمن يخطى اى اذا اقترب من القيامة وكذلك في الطبيعة العرشية علوم الارتفاقات كل نوع بل احكام جميع النفوس والانواع فكل من برع فى استخراج الارتفاقات انما استمطر الجود عما هنالك واذا ارتسخ هذا الفيض فى قلب ثم عاد الى منبعه ظهر لتلك الطبيعة بحسب هذا الكمال تدلى الىٰ سائر النفوس البشرية وسهل انطاع تلك العلوم واذا مات هذا البارع لا يفقد هو ولا ابراعته ولا هذه الشرجة بل كل ذلك بحاله وافراد هذه النفوس يعد بعضها لبعض ونسبتها فى الطبيعة الانسانية المتجسدة فى المثال بشخص واحد كنسبت القوى والصور الخيالية فكما ان المقدمات الفكرية تعد لفيضان النتيجة فكذلك النفوس الزكية تعد لمن كان ساعر الناس وهذا المعرفة معانى قولنا فى القصيدة اللامية شهدت تداوير الوجود جميعها تدور كما دار الرحى المتماثل.

کے درمیان یہاں تک کہ پر ہوجاتا ہے جو ان نفوس کے زمین اور معرفت آسمان کی بیچ میں ہے اور اسی واسطے کاملین کی معرفت آخر زمانہ میں پہلے سے زیادہ سریع اور مصرح ہوتی ہے اور اس دقیقہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے نبی ﷺ نے جیسا کہ فرمایا ہے: جس وقت زمانہ قیامت قریب تو مؤمن کے خواب جھوٹے نہ ہوں گے اور اسی طرح طبیعت عریشہ میں علوم ارتفاقات انسانیہ موضوع ہیں نہ ارتفاقات ہر نوع بلکہ احکام جمیع نفوس بس جو کوئی استخراج ارتفاقات میں کامل و فائق ہوا اس نے یہیں سے فیض پایا اور جب یہ فیض اس کے قلب میں راسخ ہوگیا۔ پھر عود کیا اپنے منبع کی طرف تو ظاہر ہوا واسطے اس طبیعت کے بموجب اس کمال کی تدلی طرف تمام نفوس بشریہ کے اور آسان ہوگیا ان علوم کا منقش ہونا پھر جب مرتا ہے وہ کامل وفائق تو گم نہیں ہوتا وہ اور نہ اس کا کمال وفضل اور نہ وہ شرجہ بلکہ سب بحال خود رہتے ہیں اور ان نفوس کے بعض افراد معد ہوتے ہیں بعض کے واسطے اور اس کی نسبت شخص واحد کے ساتھ طبیعت انسانیہ میں جو متجسد فی المثال ہے ایسی ہے جیسے نسبت قوی اور صور خیالیہ کی اور جیسے مقدامت فکریہ معد ہوتے ہیں فیضان نتیجہ کے واسطے اسی طرح نفوس زکیہ معد ہوتی ہیں تمام آدمیوں کی پاکی وصفائی کے واسطے اور یہ معرفت معانی میں سے ایک معانی ہے جو قصیدہ لامیہ میں ہے اور وہ یہ ہے: شهدت تداوير الوجود جميعها تدور كما دار الرحى المتماثل.

www.maktabah.org

**مشاهد اخرى على الاجمال** ما توجهت قبل قبره عليه الصلوٰة والسلام الا ورايته حاضرا ظاهرا اما بان اتفح بصر روحی فرايته على ما هو واما ان تاثرت نفسی منه تاثرا فكان ذلک الاثر حاكيا عنه فيومًا توجهت اليه ونفسى ملائى من الشوق الىٰ ظهور حقيقة ما خصصت به من معارف مراتب الجود واستنباط معارف الشرايع من قبل تفتيش حال النفوس فلصقت نفسی بنفسه عليه الصلوٰة والسلام وامتلات ابتهاجا بتلک العلوم وثلجًا بها ويوما افيض على نظر الحق فانه شيء خصص به النبی صلی الله عليه وسلم من الانبياء لما بينا من هيكل التدلی واختصاصه وانتقاله بانتقاله الى الناسوت فتوجهت اليه اشد توجه فانطبع لون هذا النظر فی نفسی معرفة حينئذ نفسی كانها ينظر اليها الله تبارک وتعالىٰ ويقنت ان من خواص هذا النظر ان هذا الرجل لا يجلس فی مكان يذكر فيه ربه الا تبعته السمٰوات والارضون لا سيما اجزاء الارض الى السفلی واجزاء الجوّ الى السماء السابعة بل العرش وانه اذا استمكن من الرجل صار قطبا وفطنت عند الافاضة انه ليس انطباعا

**مشاهد أخرىٰ على الاجمال** میں جب متوجہ ہوا روضہ رسول اللہ ﷺ کی طرف تو آپ کو حاضر ظاہر دیکھا یا یہ کہ میری روح کی آنکھ کھل گئی ہے تو آپ کو دیکھا ہے جیسے آپ ہیں اور یا میرا نفس متاثر ہوا ہے اس سے اور یہ اثر حاکی ہے آپ کا سوا ایک روز میں متوجہ ہوا آپ کی طرف در حالیکہ میرا نفس شوق سے بھرا ہوا تھا ظہور حقیقت اس شے سے جس سے میں خاص ہوا یعنی معارف مراتب اور استنباط معارف شریع قسم دریافت حاصل نفوس سے تو میرا نفس آنحضرت ﷺ کے مبارک نفس سے قریب اور ان علموں کی خوشی اور سرور سے پر ہوگیا اور ایک روز مجھ پر افاضہ ہوئی نظر حق وہ ایک شے ہے جس سے خصوصیت ہے آنحضرت ﷺ کو کل نبیوں سی نسبت اس ہیکل تدلی کے جو ہم بیان کر چلے ہیں اور اس کا خاص کے جو ہم بیان کر چکے ہیں اور اس کا خاص ہونا اور ان کا منتقل ہونا ناسوت کی طرف ان کے منتقل ہونے کے ساتھ تو میں بہت شدت سے متوجہ ہوا آنحضرت ﷺ کی طرف تو میرے نفس میں منطبع ہوا لون اس نظر کا تو پہچانا میں نی کہ گویا میرے نفس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نظر کررہا ہے اور یقین کیا میں کہ اس نظر کے خواص میں سے ہے کہ ایسا شخص جس مکان میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے تو اس کی پیروی کرتے ہیں سب آسمان اور زمینیں خصوصا اجزا زمین کے نیچے تک اور اجزا ہوا کے ساتویں آسمان تک بلکہ عرش تک اور وہ جب قرار پکڑی تو قطب ہوجاتا ہے اور میں نے دریافت کیا کہ

www.maktabah.org

كهيئة الانطباعات بل دخل في جوهر الروح وديدن النفس ويوما تبدا الىّ النور كهيئة اهل الملاء السافل ورايته ينبع من قبره صلى الله عليه وسلم ينبوعًا ثجاجًا.

**مشهد آخر** بينما انا اصلى سبحة الضحى في مصلى النبى صلى الله عليه وسلم بين المنبر والقبر اذ تجلىٰ الى السر الذى استفدت اصله من حقيقة الكعبة وهو قرب الملاء الاعلىٰ ومخ العبادة ففطنت حينئذ مراد النبى صلى الله عليه وسلم من قوله: اما السجود فاجتهدوا فى الدعاء وقوله لبعض اصحابه اعنى علىٰ نفسک بکثرة السجود فهٰذا القرب لا يحصل الا بالدعاء وتضرعا والحاحا بين يدى المولى وتزللاً على بابه واعتصامًا باعتابه ولا يحصل حتىٰ يجتهد فى الدعاء فى السجدة لان السجود شبح لهٰذا القرب ولكل شبح الى حقيقته شارع من جوهره والرحمة العامة اذا توجهت الى البشر وارادت الافاضة عليهم كان التعرض لنفحاتها والتمكن لحلولها والنهىء لتحققها اعانة لها تتميمًا لمرادها ولما كان السجود اقرب حال الى التعرض لنفحات الرحمة امر النبى صلى الله عليه

یہ منطبع ہونا اور انطباعات جیسا نہیں ہے بلکہ داخل ہے جو ہر روح وطبیعت ونفس میں اور ایک روز میری طرف ایک ایسا نور ظاہر ہوا جیسا صورت اہل ملاء سافل کے اور میں نے اسے دیکھا کہ روضۂ رسول اللہ سے ایک چشمہ کی مانند شدت سے جوش کر رہا ہے۔

**مشہد آخر** ایک روز میں نماز چاشت پڑھ رہا تھا نماز گاہ رسول اللہ ﷺ اور روضہ مقدس کے کہ یکایک ایک اسرار نے تجلی کی مجھ پر کہ اس کی اصل کو کعبہ شریف کی حقیقت سے میں استفادہ کیا اور وہ قریب ملاء اعلیٰ کا اور اصل سب عبادتوں کی اس وقت مجھے دریافت ہوئی مراد آنحضرت ﷺ کی اس آیت شریف سے جو آپ نے فرمائی۔ اما السجود فاجتهدو فى الدعا اور جو آنے فرمایا ہے بعض صحاب سے۔ اعنى على نفسک بکثرت السجود پس یہ قرب حاصل نہیں ہوتا مگر ساتھ دعا کے اور تضرع اور زاری اور الحاح اور نظراح کے آ گیا پنے مولا کے روبرو سر جھکانے اور اس کے دروازہ پر ناک رگڑنے اور اس کا آستانہ پکڑنے سے اور نہیں حاصل ہوتا جب تک سجدہ میں دعا کرنے کی کوشش نہ کرے اس واسطے کہ سجدہ اس قرب کا کالبد ہے اور ہر کالبد کے واسطے اس کی حقیقت کی طرف ایک شاہراہ ہے اس کو جو ہر سے اور رحمت متوجہ ہوتی ہے انسان کی طرف اور ان پر افاضہ کا ارادہ کرتی ہے تو اس کی خوشبوؤں کا پیش آنا اس کی حلول کا متمکن ہونا اور اس کی تحقیق کا آمادہ ہونا مدد ہو جاتا ہے اس رحمت کا اور اس کی مراد کے پورا ہونے کا سبب اور چونکہ سجدہ

www.maktabah.org

وسلم باکثارہ خاصة فهو ان حقیقة قوله: هل تضارون فی القمر لیلة البدر قالوا لا قال فکذٰلک ترون ربکم فلا تغلبن علی صلوٰة قبل طلوع الشمس وصلوٰة قبل غروبها وهی اع التدلی المتجلی یوم القیامة هو الذی یکون قبل وجه المصلی اذا صلی وهو الذی یقاصم العبد فی الصلوٰة ویجاده لکن جلباب البدن یمنع الناس ان یبصره ببصر الروح وان یغلب هٰذه البصر بصر الجسد فاذا کان یوم القیامة وکشف الحجاب استقل بصر الروح واتبع بصر الجسد ولیست نشاة الاخریٰ الا من بقایا نشاة الدنیا ولا فرق بین الرویة ببصر الروح التی برزقها الافراد فی هٰذه الدار وبین الاخرویة التی تعم المسلمین الا بطرح الجلباب ثم رایت کل آیة وکل حدیث بحرا مواجا فیه من الاسرار ما لو کتبت شرح سر واحد منها فی مجلدات لما احاطته ورایت الاسرار الخفیة مبتذلة فی اشارات القرآن والسنة فقضیت العجب کل العجب فتجلی لی عقیب ذالک التدلی الاعظم فرایته غیر متناهی الارجا ورایت نفسی غیر متناهیة ورایتنی قابلت غیر المتناهی بغیر المتناهی فابتلعته

بہت قریب تھا نفحات رحمت کے پیش آنے کا اس واسطے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ نے واسطے کثرت سجود کے خصواصا اور مجھ پر ظاہر ہوئی حقیقت حدیث شریف کی جواب آپ نے فرمائی ہے هل تضارون فی القمر لیلة لبدر قالو الاقال فکذلک ترون ربکم فلا تغلبن علی صلوٰة قبل طلوع الشمس وصلوٰة قبل غروبها۔ اور وہ حقیقت ہے قیامت کے دن جو تدلی جلوہ کرے گی وہ وہی ہے جو نمازی کے سامنے نماز پڑھنے میں مقاسم اور مجاوب ہوتی ہے بندہ کی لیکن پردہ بدن انسان کو روح کی آنکھ بدن کی آنکھ پر غالب نہیں آتی تو جب قیامت کا روز ہوگا اور پردہ اٹھ جائے گا تو روح کی آنکھ مستقل ہوجائے گی اور جسم کی آنکھ پیچھے رہ جائے گی اور عالم آخرت بقایا ہر نشاء دنیا کا اور کچھ فرق نہیں روح کی آنکھ سی دیکھنے میں جو دنیا میں سب کو حاصل ہوجاتی ہے اور عاقبت میں عام مسلمان دیکھیں گے مگر پردہ کی آنکھ اُٹھ جانے سے پھر میں نے دیکھا ہر آیت اور ہر حدیث شریف کو اسرار کا ایک دریائے مواج کہ اگر ان میں سے ایک سر بھی لکھا جائے تو بہت جلدوں میں نہ آسکے اور میں نے دیکھے اسرار خفیہ جو اشارات قرآن شریف اور حدیث شریف میں محفوظ ہیں اور میں کمال متعجب ہوا پھر اس کے بعد جلوہ گر ہوئی مجھ پر تدلی اعظم اس کو میں نے دیکھا کہ اس کی حد ہی نہیں ہے اور میں اپنے کو دیکھا غیر متناہی اور میں نے معلوم کیا اپنے تئیں کہ ایک غیر متناہی مقابل ہے غیر متناہی کے میں وسب نگل گیا ایک ذرہ بھر بھی نہ چھوڑا پھر میں

www.maktabah.org

كله لم اغادر منه مقدار ذرة فرجعت الىٰ نفسي وتحيّرت من عظمها وكبرها وسعة ثم سرى عني فاذا انا ملان من النور يذرّ علىٰ من فوقي ومن تحتي وعن يميني وعن شمالي بل رايته ينبع من قلبي وعيني ويدي وسائر جوارحي فكان هذا آخر هذا المشهد.

**مشهد آخر** غاب عني الهيكل المثالي وتجلى حقيقة روحه صلى الله عليه وسلم متجردة عن الالبسة التي كانت لبسها حتىٰ بعض اجزاء النسمة ووجدتها حينئذ كما كنت وجدت بعض ارواح الاولياء المتقدمين جدا فتحت من روحي صورة متجردة علىٰ شاكلتها وشاهدت من الانجذاب والشموخ ما لا يقدر اللسان على وصفه.

**مشهد آخر** استفدت من صلى الله عليه وسلم ان اتسعت نفسي حتى لحقت بوراثته بالبرزة المثالية للتدلي الاعظم التي انتقلت الى الناسوت مع انتقاله صلى الله عليه وسلم واتصلت بها وافضيت اليها وخالطتها ورايتني شبحا لها من الشبحين احدهما الاتم الاعم القريب الى حضرت الوجود الخارجي والثاني نسبته الى الاول كنسبة مخرج المذهب الى صاحب

رجوع ہوا اپنے نفس کی طرف اور متحیر ہوا اس کی عظمت اور بزرگی کی وسعت سے پھر وہ تدلی اعظم مجھے پوشیدہ ہوگئی تو اس وقت میں نور سے بھرا ہوا تھا جو میرے اوپر اور نیچے اور میرے دائیں اور بائیں سے پڑ رہا تھا میں نے اسے دیکھا کہ میرے قلب اور میرے آنکھوں اور میرے ہاتھوں سے بلکہ تمام اعضا سے نکل رہا تھا اور یہ اُس مشہد کے آخر میں تھا۔

**مشهد آخر** غائب ہوگئی مجھ سے ہیکل مثالی اور جلوہ گر ہوئی مجھ پر حقیقت روح مبارک رسول اللہ ﷺ کے پاک اور مجرد ان لباسوں سے جو پہنے تھے یہاں تک کہ بعضے اجزاء نسمہ بھی اور میں نے اس وقت پایا اس کو جیسے کہ پایا تھا پہلے بعضے اوراح اولیاء متقدمین کو پھر میری روح سے پیدا ہوئی ایک صورت مجردہ اس کی شکل کی اور میں نے مشاہدہ کیا انجذاب وبلندی کو اس قدر کہ زبان اس کی وصف پر قادر نہیں۔

**مشهد آخر** استفادہ کیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہ وسیع ہوگیا میرا نفس یہاں تک کہ لاحق ہوا میں آپ کی اس وراثت سے تدلی اعظم کی برزہ مثالیہ کو جو منتقل ہوا ساتھ آپ کے منتقل ہونے کے طرف ناسوت کے اور میں متصل ہوگیا اور پہنچا اور مخلوط ہوگیا اس برزہ سے ایسا کہ تو دیکھے میں ایک کالبد ہوں دو کالبدوں میں سے کہ ایک ان کا اتم اور اعم قریب حضرت وجود خارجی سے اور دوسری کی پہلے سے ایسی نسبت ہے جیسے تخریج کرنے والے مذاہب

www.maktabah.org

المذاهب وهو قريب الى حضرت الموجود العلمي وسميت حينئذ بالزكي وبآخر نقاط العلم وعرف حينئذ ان من خالطها وافضى اليها كما خالطت واوضيت اى دخلت فى جوهر روحه كمثل دخول اليادداشت فى جوهر النفس بان تنشرح اليقظة التى جبل عليها الانسان به فمن شعب مقامه المجددية والوصاية والقطبية واماطة الطريق ان يكون كلمة باقية فى عقبه والسر عميق فتدبر.

**مشهد آخر** قمت بين يديه صلى الله عليه وسلم وسلمت عليه وتكففت متضرعا لديه الصقت روحى اليه فبرق منه بارق وتلقيه روحى اتم تلقى فى لمحة واحده واقرب من ذلک فتعجبت من سرعة تلقيها والاحاطة باصلها وفرعها وجميع ارجائها فى آن واحد بل اقل من آن وذالک البارق تجلى الحبل الممدود الذى شد به العالم باسره فرايت هذا التجلى دخل فى جوهر روحه واصل هذا الحبل الممدود التدبير الواحد الفايض من المبدء الذى تفصيله العالم باسره وفروعه التدبيرات التفصيلية التى بها يقوم العالم وفطنت ان هذا الحبل هو حقيقة

کے صاحب مذاہب سے کہ وہ قریب ہے، حضرت وجود علمی کے اور اس وقت میرا نام رکھا گیا زکی اور آخر نقاط العلم اور اس وقت میں نے جانا کہ جو مخلوط ہوا اس برزہ سے اور پہنچے اسے جیسا کہ میں مخلوط ہوا اور فائز ہوا یعنی داخل ہوگیا اس کی جوہر روح میں مانند داخل ہونے یاد داشت کے جوہر نفس میں اس طرح پر کہ کھل جاتا ہے وہ نقطہ جس پر انسان مجبول ہوا ہے پس اس مقام کے شعبے میں سے مجددیت اور وصایت اور قطبیت اور ظریفت کی امانت ہے اور حاصل ہوتی ہے یہ بات کہ ہوجاوے کلمہ باقیہ اپنے بعد اور اسرار عمیق ہے پس غور کر اس کو۔

**مشہد آخر** میں ایستادہ ہوا روبرو رسول اللہ ﷺ کے اور سلام عرض کیا اور کمال عاجزی سے آپ کے حضور کے ہاتھ پھلائے اور اپنی روح کو آپ سے ملادیا اور آپ سے ایک نور چمکا کہ میری روح نے بہت اچھی طرح اس سے ملاقات کی ایک لحہ بھر کے عرصہ میں یا اس کے قریب میں نے بہت تعجب کیا کہ کس قدر جلدی ملاقات کی اور اصل و فرع وتمام اطراف کو محیط رہا ایک آن میں بلکہ آن سے بھی کم میں وہ نور ایک تجلی ہے اس جبل ممدود کی جس سے تمام عالم بندھا ہوا ہے پس میں نے دیکھا یہ تجلی آپ کے جوہر رح مبارک میں داخل ہے اور اصل اس جبل ممدود کی تدبیر واحد ہے جو فائض ہے اس مبدأ سے جس کی تفصیل تمام عالم ہے اور فروع اس جبل ممدود کی وہ تدبیرات تفصیلیہ ہیں جن سے

www.maktabah.org

الحقيقة المحمدية وما من قطب محدث او نبی مکلم الا وله نصيب منه والله اعلم.

**مشهد آخر** سلكنی رسول الله صلی الله عليه وسلم بنفسه وربانی بيده فانا اويسيه وتلميذه بلا واسط بينی وبينه ذلک انه ارانی صلی الله عليه وسلم روحه المكرمة فعرفنی بها اذ معرفة المفيض قبل الافاضة فعندی روحه صلی الله عليه وسلم اعرف الاشياء حتی المحسوسات ثم كان اول تسليكه انه افاض علیّ تجليا من تجليات الحق وهو الذی برّز برزة مثالية بوجوده صلی الله عليه وسلم فقبلت هذا التجلی بجوهر روحی واستغرقت فيه وفنيت ثم تحققت به وبقيت ثم افاض ثانيا تجليا آخر هو اصل هذه البرزة المذكورة وهی نقطة فردة جذر افعال الحق فی العالم واصل تدبيراته فيه فقبلت ايضا وفنيت فيه وبقيت به ثم افاض ثالثا نقطة الذات مع لون من الجبروت فقبلتها وفنيت وبقيت ثم افاض رابعًا نقطة منعقدة فی الروحانيات بها اندراج النهاية فی البداية فقبلتها وفنيت وبقيت ثم عرف خامسًا نقطة من

عالم قائم ہے اور اسی سے ہر قطب محدث اور نبی مکلم کو حصہ ملا ہے واللہ اعلم۔

**مشہد آخر** مجھ کو سالک بنایا خود آپ رسول اللہ ﷺ نے اور آپ نے میری تربیت فرمائی پس میں اویسی ہوں اور شاگرد ہوں رسول اللہ ﷺ کا بلاواسطہ کسی کے اور یہ بات یوں ہے کہ آپ نے اپنی روح مکرم مجھے دکھائی اور اس سے مجھے عارف بنایا، کیونکہ معرفت مفیض کے افاضہ سے پہلے ہی میرے نزدیک آپ کی روح مکرم اعرف الاشیاء ہے، یہاں تک کہ محسوسات سے بھی پھر پہلے آپ کا اور وہ وہی ہے جس نے ظاہر کیا سلوک بتانا کہ افاضہ کی مجھ پر تجلیات حق سے ایک تجلی اور وہ جو رسول اللہ ﷺ سے ایک برزہ مثالیہ پس وہ تجلی میں نے اپنے جوہر روح میں قبول کی اور اس میں مستغرق ہوگیا اور فنا ہوگیا پھر میں متحقق ہوا اس سے اور باقی ہوگیا پھر اضافہ فرمائی رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ ایک اور تجلی کہ وہ اصل اس برزہ مذکور کی ہے اور وہ ایک نقطہ مفرد ہے اصل افعال حق کا ہے عالم میں اور اصل ہے اللہ کی تدبیرات کا عالم میں اور اصل ہے اللہ کی تدبیرات کا علام میں اس کو بھی میں نے قبول کیا اور اس میں فنا ہوا اس سے باقی ہوا پھر افاضہ فرمایا رسول ﷺ نے تیسری بار نقطہ ذات کچھ رن جبروت کے ساتھ اس کو قبول کیا میں نے اور فانی اور باقی ہوا میں، پھر چوتھی بار افاضہ فرمایا نقطہ جو منعقد ہے، روحانیات میں اس سے نہایت کا اندراج ہدایت میں ہوتا ہے۔ قبول کیا اور فنا اور بقا حاصل کی

www.maktabah.org

احوال النسمة وكيفياتها محاذية لتلك نقطة الروحانية كانها هي ففطنت ان من امكن منها قوى على التاثير في التلميذ وهى شبيهة بالعزم والجراة لا اقول عزم شيء اوجراة على شى بيل نفس العزم والجراة فتم الصعود والهبوط وهذا هو السلوك المختصر الذى يناسب الجذب وهو الاشبه بحال الانبياء صلى الله عليه وسلم.

**مشهد آخر** اعطانى الله سبحانه شبحًا من طريقة وفى السلوك بواسطة رسول الله صلى الله عليه وسلم وباشرت اعطاءه روحه الكريمة واطلعنى على حقيقة هذا الشيء الذى اعطانى فعرفتها حق معرفتها وعرفت انه شبح منها لا عينها وساحدثك ببعض ما عرفت والحمد لله رب العالمين.

**بيان حقيقت الطريق** اعلم ان الله تعالىٰ يمن على من يشاء من عباده الاولياء فيهبه طريقة من السلوك وكم من عارف قد عجز عن هذه النكتة على وجهها فربما اطلعه الله على اذكار وافكار يصل بها السالك الى الفناء والبقاء فيقول اعطانى ربى طريقة من السلوك وصدق فيما قال حسب ظنه ولكن التحقيق ان الطرية

پھر پہنچوایا مجھ کو پانچویں دفعہ نقطہ احوال نسمہ کا اور اس کی کیفیات جو مقابل میں اس نقطہ روحانیہ کے ہے گویا کہ وہ وہی ہے تو میں نے معلوم کیا جو حاصل کردہ، اُس کو قوی ہو تاثیر اس کی شاگرد پر اور وہ مشابہ ہے عزم اور جرأت کے میری اس سے یہ مراد نہیں کہ عزم کسی شے کا یا جرأت کسی شے پر بلکہ نفس عزم اور نفس جرأت میری مراد ہے۔ پس تمام ہوگیا صعود اور ہبوط اور یہ ایک سلوک مختصر ہے کہ مشابہ جذب کے ہے اور بہت مشابہ ہے انبیاء علیہم السلام کے حال سے۔

**مشهد آخر** عنایت کیا مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے رستہ کی سلوک کی صورت بواسطہ رسول اللہ ﷺ کے اور باعث کا عطا ہوئی آپ کی روح مکرم اور مجھ کو اطلاع دی اس شے کی حقیقت پر جو مجھ کو عنایت فرمائی، پس میں نے پہچانا جس قدر حق تھا اس کے پہچاننے کا اور میں نے جانا کہ اس کی طریق فی السلوک کی ایک صورت ہے نہ عین اس کا اور عنقریب میں تم سے بیان کروں گا کچھ کچھ جو میں نے پہنچانا والحمد للہ رب العالمین۔

**بيان حقيقت الطريق** جان لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں میں سے جس پر احسان کرنا چاہتا ہے تو اس کو عنایت کرتا ہے طریقہ سلوک کا اور کتنے ہی عارف یہ نکتہ جیسا چاہیے ویسا نہ سمجھے۔ بسا اوقات اللہ تعالیٰ اس کو مطلع کرتا ہے کہ ذکر وفکر پر کہ جس سے سالک فنا اور بقا کو پہنچ جاتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سلوک کا طریقہ عطا کیا اور وہ سالک اس قول میں اپنے گمان کے

www.maktabah.org

ليست عبارة عن تلك الاذكار والافكار بل هى حقيقة منعقدة فى الملاء الاعلىٰ يقضى الله بها من فوق السمٰوات فينزل المقضى فى الملاء الاعلىٰ فيتقرر هنالك ثم ينزل الامر على حسبه فى الناسوت فالله تعالىٰ داعية فى الملاء الاعلىٰ لا يزال فى الناسوت تمثالها وكرها ومظنتها ما دامت موجودة فاذا نسخت الطريقة واضمحلت الداعية لم تر فى الناس لها تمثالا ووكرا ومظنة ولو اجتمع اهل الارض جميعا على ان يعدموا هذا الحافظ الذى فتنا انه وكرلها وما زالوا يقتلون اهلها وحفاظها لم يستطيعوا ان يعدموه ما دامت الداعية موجودة ولو اجتمع اهل الارض جميعا علىٰ يقيموا عوجا ويصلحوا ما فسد منها علىٰ حين فترتها واضمحلالها لم يستطيعوا ان يقيموه حينئذ ومثلها كمثل نجوم السماء لا تزال تطيع اشكالها فى الحياض والجواب ايا كان ليس فى قوى البشر ان يصدوا المياه عز ذٰلک فتلک الداعية هى الطريقة متىٰ ما قضىٰ بها الله تعالىٰ لعبد فقد قضىٰ له بالطريقة ثم تشريخ هذه الحقيقة المنعقدة وبيان اجزائها واركانها لا يمكن الا لفاطن شديد الفطانة وهاک ما فهمنى ربى يجىء من مدد

موافق سچا ہے، مگر تحقیق یہ ہے کہ طریقت اس ذکر وفکر سے عبارت نہیں ہے بلکہ وہ ایسی حقیقت ہے جو ملاء اعلیٰ میں منعقد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو حکم کرتا ہے آسمانوں پر سے تو وہ حکم نازل ہوتا ہے ملاء اعلیٰ میں اور وہاں ٹھہرتا ہے پھر امر نازل ہوتا ہے اس کے موافق عالم ناسوت میں، پس اللہ تعالیٰ کا ایک داعیہ ہے ملاء اعلیٰ میں کہ ہمیشہ ناسوت میں اس کی صورت اور آشیانہ اور جائے ہے جب تک وہ موجود ہے اور جب منسوخ ہوجاتا ہے طریقہ اور جاتا رہتا ہے داعیہ تو نہیں نظر آتی لوگوں میں اس کی تمثال اور آشیانہ اور جائے، پس اگر تمام اہل زمین جمع ہوکر چاہیں کہ معدوم کردیں اس نگہبان کو جو ہم نے بیان کیا کہ آشیانہ وار جائے ہے اس کی اور ہمیشہ اس کے اہل سے اور نگہبانوں سے مقاتلہ کریں تو ہرگز نہیں معدوم کرسکتے جب تک وہ داعیہ موجود ہے اور اگر اہل زمین جمع ہوکر چاہیں کہ اس طریقہ کی کجی کو سیدھا کردیں اور اس کے بگاڑ کو سنوار دیں تو سیدھا کرنے کا اور سنوارنے کا اس وقت مقدور نہیں ہے اور مثال اس کی ایسی ہے جیسے ستارہ آسمان کے کہ ہمیشہ اُن کا عکس حوضوں اور تالابوں میں پڑتا ہے۔ کسی بشر کی قوت ہی میں نہیں کہ پانی کو اس عکس سے روکے، بس وہ داعیہ الٰہی طریقہ ہے جب تک حکم ہو اللہ تعالیٰ کا واسطے کسی بندہ کے۔ پھر تشریح اس حقیقت منعقدہ کی اور اس حقیقت کی اجزاء اور اس کے ارکان کا بیان ممکن نہیں مگر واسطے ذہین اور تیز فہم کے اور وہ جو مجھے

www.maktabah.org

السماء الاولى نقول وتوسطات وريٌّ ومن السماء الثانية قواعد منضبطة فتكتب وتسطر وتعلم وتوثر كابرا عن كابر وتوقر بها الصدور وتملاء به الصحف ومن السماء الثالثة لون طبيعى فتصير طبيعة وتميل اليها الطبائع وتهيج لها حمية منهم فيحمونها وينصرونها ويناضلون دونها ويحبونها كحب الاموال والاولاد والانفس ومن السماء الرابعة غلبة وقوة وتسخير فيكون مسخرا لها اكابر الناس واعرضاهم علمائهم وامرائهم ومن السماء الخامسة نكابة وشدة فلن ترىٰ منكرا لها الا وقد امتخر بالمحن واتبكى بالبلايا ولعن وعوقب كان من الغيب نالها ومن السماء السادسة هداية معظمة فيكون سببا لاهتدائهم ومثابة للناس الى لحمالهم ومن السماء السابعة السرف الدائم الذى كالندب فى الحجر لا يزول حتى تمرع اوصاله وتقطع اجزائه فهٰذه اركان سبعة تلتم فى الملاء الاعلىٰ فيكون جسدًا مسوى فيهم فينفخ من التدلى الاعظم جذب فيها بمنزلة الروح فى الجسد فمن تلبس بتلك الاذكار والافكار وتزىء بذلك الزى شملته الرحمة الآلهية واتاه الجذب من فوقه ومن

میرے رب نے سمجھایا ہے وہ یہ ہے کہ آتی ہے آسمان اول کے ذریعہ نقلین اور توسطات اور لباس اور آسمان دوم سے قواعد منضبطہ۔ پس وہ لکھی جاتی ہیں اور جانی جاتی ہیں اور نقل ہوتی چلی آتی ہیں بزرگوں کو بزرگوں سے اور توقیر پاتی ہیں ان سے سینے اور صحیفے ان سے پُر ہوتے ہیں اور آسمان سوم سے لون طبعی کہ وہ طبیعت ہوجاتا ہے اور اس کی طرف طبیعتیں مائل ہوتی ہیں اور لوگوں کی حمیت اُس سے جوش میں آتی ہے، وہ اس کی حمایت اور مدد کرتی ہیں اور اس کے غیروں سے جھگڑا کرتی ہیں اور اسے جان ومال واولاد کی طرح دوست رکھتے ہیں اور آسمان چہارم سے غلبہ اور قوت وتسخیر کہ اس کے بڑے اور چھوٹے اور علماء اور امراء مسخر ہوتے ہیں اور آسمان پنجم سے مغلوب کرنا اور شدت کہ جو اس کا منکر ہو وہ بلا میں گرفتار ہو اور ملعون ہو اور عذاب میں آجائے گویا کہ ایک غیب سے اس کا مددگار ہے اور آسمان ششم سے ہدایت معظمہ کہ وہ سبب ہوتی ہے لوگوں کی ہدایت اور کمال حاصل کرنے کا اور آسمان ہفتم سے شرف دائمی کہ پتھر کی لکیر کہ نہیں مٹتی جب تک وہ پتھر ٹکڑے نہ ہوجائے۔ پس سات رکن ہیں کہ ملاء اعلیٰ میں آکر مل جاتے ہیں اور ان کا ایک جسم مستوی بن جاتا ہے، پھر اس جسم میں تدلی اعظم سے ایک جذبہ پھونکا جاتا ہے کہ وہ بمنزلہ روح کے ہے اس جسم میں۔ پس جو شخص کہ آراستہ ہو ان اذکار اور افکار سے اور اس لباس سے مزین ہو شامل ہوتی ہے اس کو رحمت الٰہی اور آتا ہے اس کو جذب اوپر اور نیچے اور

www.maktabah.org

تحته ومن عن يمينه ومن عن شماله ومن حيث لا يحتسب ثم يربى هذا الطفل سادات الملاء الاعلىٰ يخدمه الملاء السافل فلا يزال يتقرر امره ويزداد شانه حتى ياتى امر الله على ذٰلك فهٰذه الطريقة وقد عليه المذهب فى الفروع والاصول فكل من ادعى ان الله تعالىٰ اعطاه طريقة ومذهبا ولم يكن الذى اعطا كما وصفنا فقد عجز عن معرفة الامر على ما هو عليه ثم ليس كل احد يقضى له بالطريقة وليس عندالله جراف ولا تخمين فى شيء من الاشياء بل انما يعطى من جبل مباركا زكيا فيه امداد الافلاک السبعة والملاء الاعلىٰ والسافل وله رحمة خاصة من التدلى الاعظم فكم من عارف عظيم العزة اوفانى باقى شديد الفناء سابغ البقاء ليس بمبارک زکى فلا يعطاها وكذٰلک لا يتعاطى حفظها كل احد بل لكل امر رجل خلق له ويسرت جبلته لذٰلک اما صورة ظهورها فنشاة اخرى وراء النشات المتعارفة حقيقها بركة فائضة فى الاعراض والافعال.

**مشهد آخر** عرفنى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان فى المذهب الحنفى طريقة انيقة هى اوفق الطرق بالسنة

دائیں اور بائیں سے اور وہاں سے جہاں اس کا گمان نہ ہو پھر اس طفل کی تربیت کرتے ہیں سادات ملاء اعلیٰ اور اس کی خدمت کرتے ہیں ملاء سافل پھر ہمیشہ اس کی شان بڑھتی جاتی ہے جب تک حکم الٰہی آئے تو پس یہ ہی طریقت ہے اور اسی پر قیاس کرلو مذہب فروع واصول میں پھر جو شخص دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے طریقت عطا کی یا مذہب عنایت کیا اور اسے یہ باتیں جو ہم نے بیان کیں نہ عنایت ہوئی ہوں وہ عاجز ہے طریقت کی معرفت سے جیسے اس کی حقیقت ہے اور ہر شخص کے واسطے اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہوتا طریقت کا اللہ تعالیٰ کے پاس بیکار نہیں ہے کوئی چیز بلکہ اس کو اپنی سرشت اور جبلت میں مبارک اور زکی ہے اعداد افلاک اور ملاء اعلیٰ اور ملاء سافل عندیت ہوتی ہے اور اس کی ایک رحمت خاص ہے تدلی اعظم سے پس کتنے ہی عارف عظیم المعرفۃ یا فانی باقی شدید الفنا کامل البقا ہیں کہ مبارک وزکی نہیں ان کو نہیں عطا ہوتی اور اسی طرح نہیں عنایت ہوتی نگہبانی طریقت کی کہ ہر شخص کو بلکہ ہر امر کے واسطے ایک مرد پیدا کیا گیا ہے اور اس کی جبلت میں وہ کام آسان کردیا گیا ہے لیکن اس صورت ظہور کا عالم ان عوام متعارف کے علاوہ ہے کہ حقیقت اس کی برکت فائضہ ہے اعراض وافعال میں۔

**مشہد آخر** مجھ کو پہنچوادیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنفی مذہب میں ایک بہت اچھا طریقہ ہے وہ بہت موافق ہے اس طریقہ سنت سے جو تنقیح ہوا بخاری اور

www.maktabah.org

المعروفة التی جمعت ونقحت فی زمان البخاری واصحابه وذٰلک ان یؤخذ من اقوال الثلثة قول اقربهم بها فی المسئلة ثم بعد ذٰلک یتبعه اختبارات الفقهاء الحنفیین الذین کانوا من علماء الحدیث فرب شیء سکت عنه الثلاثة فی الاصول وما تعرضون النفیة ودلت الاحادیث علیه فلیس بد من اثباته والکل مذهب حنفی.

اس کے ساتھ والوں کے زمانہ میں اور وہ ہے کہ مسئلہ میں اقوال ثلثہ یعنی امام اعظم اور صاحبین میں سے جو قول اقرب ہو وہ لے لیا جائے، پھر بعد اس کے فقہاء حنفی جو علمائے حدیث سے ہیں کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو امام اور صاحبین نے اصول میں نہیں بیان کیں اور نہ ان کی نفی کی ہے اور حدیثیں ان پر دلالت کرتی ہیں تو ان کا اثبات ضرور ہے اور سب مذہب حنفی ہیں۔

**مشهد آخر** ما بین قبره صلی الله علیه وسلم ومنبره روضة من ریاض الجنة کما ورد فی الصحیح اما نیة ذٰلک فما شاهدنا من الانوار الرابية علی کل نور وان من صلی هنالک یستغرق فی بحر النور وان یلتفت واما النیة فان الانسان اذا صار محبوبا ای دخل فی جوهر روحه هٰذه البرزة المثالیة او هٰذه النقطة التدبیریة فکان منظورا للحق والملاء الاعلیٰ عروسا جمیلا فکل مکان حل فیه انعقدت وتعلقت به همم الملاء الاعلیٰ وانساق الیه افواج الملائکة وامواج النور لا سیما اذا کانت همته تعلقت بهٰذا المکان والعارف الکامل معرفة وحالا له همته یحل فیها نظر الحق یتعلق باهله وماله وبیته ونسله ونسبه وقرابته

**مشهد آخر** درمیان منبر مکرم اور روضہ منورہ رسول اللہ ﷺ کے ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے جیسا کہ آیا ہے صحیح حدیث شریف میں سو نیت اس کی تو یہ ہے کہ ہم نے مشاہد کیا اس کا نور سب نوروں پر فائق ہے اور جو وہاں نماز پڑھتا ہے وہ دریائے نور میں مستغرق ہوجاتا ہے اگرچہ وہ التفات نہ کرے اور نیت یہ ہے کہ جب انسان محبوب ہوجاتا ہے یعنی اس کے جوہر روح میں یہ برزہ مثالیۃ یا یہ نقطہ تدبیر داخل ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوجاتا ہے اور ملاء اعلیٰ کے واسطے ایک عروس جمیل بن جاتا ہے تو جس مکان میں جاتا ہے ملاء اعلیٰ کے ہمیں اس کے ساتھ منعقد اور متعلق ہوجاتے ہیں اور ملائکہ کی فوجیں اور انوار کی موجیں اس کی طرف چلی آتی ہیں۔ خصوصا جب اُس کی ہمت متعلق ہو اس مکان معظم کی طرف اور جو عارف کامل معرفت وحال میں ہوتا ہے اس کی ہمت میں نظر حق نفود کرتی ہے اور جو علاقہ رکھتی ہے اس کے اہل اور مال اور گھر اور نسل

www.maktabah.org

واصحابه يشمل المال والجاه وغيرها ويصلحها فمن ذالك تميزت ماثر الكمل من ماثر غيرهم.

**مشهد آخر** استاذنته صلى الله عليه وسلم فى رد ما اورده علماء الحرمين على بعض الصوفية فلم ياذن لى ورايت العلماء العالمين وفق علمهم المشتغلين بنوع من التصفية الناشرين للعلم والدين لقرب اليه واكرم واحب عنده من هؤلاء الصوفية وان كانوا اهل الفناء والبقاء والجذب الناشى من صميم النفس الناطقة والتوحيد وغير ذلك من المقامات الشامخة عند الصوفية بيان هذا المجمل ان هنا طريقتين طريقة انتقلت الى الخلق بانتقاله صلى الله عليه وسلم وهى بالوسائط وهى ترجع الى تهذيب الجوارح وبالطاعات والقوى النفسانية بالذكر والتزكية وحب الله والنبى صلى الله عليه وسلم الىٰ تهذيب الناس نشرا للعلم وامر بالمعروف ونهى عن المنكر وسعيا فيما ينفع الناس عامة وما يناسب هذه المذكورات وطريقة بين الله وبين عبده من حيث اوجده فوجد وفاضه ففاض وليس فى هذه واسطة اصلا ومن سلك فى هذه فانما شانه ان يتنبه بحقيقة انا ويتنبه فى ضمن هذا التنبه

اور نسب اور قرابت اور یاروں کے ساتھ شامل ہوتی ہے مال اور ابرو وغیرہ کو اور اصلاح کرتی ہے اور اسی سے کملا اور غیر کملا کسر تیں متمیز ہوتی ہیں۔

**مشہد آخر** میں نے اجازت چاہی رسول اللہ ﷺ سے رد کرنے کی جو علماء حرمین نے بعضے صوفیوں پر اعتراض کیے ہیں تو مجھ کو اجازت نہ دی اور میں نے دیکھا کہ علمائے عاملین جن کا علم موافق ہے مشتغلین تصفیہ سے اور نشر علم ودین کرتے ہیں آپ کے بہت قریب ہیں اور آپ کو عزیز ہیں اور آپ کے محبوب ہیں ان صوفیوں سے اگرچہ وہ اہل فنا اور بقاء اور جذبہ جو ظہور کرے نفس ناطقہ سے اور توحید وغیرہ میں سے ہوں جو صوفیہ کے نزدیک عالی مقامات میں سے ہیں۔ بیان اس مجمل کا یہ ہے کہ یہاں دو طریقے ہیں: ایک طریقہ تو یہ ہے کہ خلقت کی طرف منتقل ہوا انتقال رسول اللہ ﷺ سے بالوسائط اور وہ راجع ہے طرف تہذیب جوارح کی عبادت ہے اور قوائے نفسانیہ کے ذکر اور تزکیہ اور حُبّ اللہ اور حب نبی ﷺ سے اور لوگوں کی تہذیب کرتی نشر علم اور امر معروف ونہی منکر سے اور لوگوں کے نفع رسانی میں کوشش کرنے سے اور جو ان مذکورات کے مناسب ہو اور دوسرا طریق اللہ اور اس کے بندے میں ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ایجاد کیا ویسا اُس نے پایا اور جو افاضہ کیا اس کو پہنچا اور اس میں اصلاً واسطہ نہیں ہے جس نے سلوک کیا اس طریقہ کا اس کا حال یہ ہے کہ وہ شخص متنبہ ہوا حقیقت انا سے اور اس متنبہ

www.maktabah.org

بالحق ويتشعب من ذلك الفناء والبقاء والجذب والتوحيد وغيرها وكلامنا في الطريقة الثانية انها ليست عند النبي صلى الله عليه وسلم بمنوهة ولا مرغوبة لانه عليه الصلوٰة والسلام عنوان فيضان الطريقة الاولىٰ وجعله الله في الخلق وكرا لعنايته بافاضتها ومظنة لظهورها والاشياء يتفاضل فيما بينها بوجه دون وجه ان اعتبرتها بما هي في ظرف الوجود العام الذى لا يغادر جهة الا احطاها حصلت تلك الوجوه التي يقع بها التفاضل وكان الفضل دائرا فيها والمنافسة منقسمة بينها وان اعتبرتها مضافة الىٰ سبب واحدا ضمحل الفضل من وجه وبقى من وجه فكان احد الاشياء عديم الفضل اصلاً نعم لما انتقل هذا النور الى الناسوت انتفع السالكون بكلى الطريقتين اهل الجذب بانفسار التنبيه الاجمالي عليهم بسبب هذا النور فانشرحت عليهم المعارف ولذلك ترى العرفاء ينقدح معارفهم من الكتاب والسنة اهل السلوك باجهاشهم الىٰ هذا النور واندراجهم فيه وتقويمهم به فتدبر فان المسئلة دقيقة.

کے ضمن میں حق سے اور اس سے منشعب ہوئی فنا اور بقا اور جذب اور توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے طریقہ میں ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت ﷺ کے نزدیک عالی نہیں اور نہ مرغوب ہے آپ کے اس واسطے کہ آنحضرت ﷺ عنوان ہیں فیضان طریقۂ اول کے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو گردانا ہے آشیانہ اپنی عنایت کا اس طریقہ کے افاضہ اور اس کے ظہور کے واسطے جائے مقرر کی ہے اور اشیاء آپس میں فضیلت رکھتے ہیں ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے اگر تو اعتبار کرے اُس شے کا کہ ظرف وجود عام میں ہے ایسا کہ سب جہات کو محیط ہو، کسی کو نہ چھوڑیں تو حاصل ہوں گی ایسی وجہیں کہ جس سے تفاضل واقع ہو اور ہوگا فضل دائر انہی اور منافست منقسم ہوگی ان میں اور اگر تو اعتبار کرے اس کو مضاف سبب واحد کی طرف تو ایک وجہ سے فضل جاتا رہے گا اور دوسرے وجہ سے باقی رہے گا اور احد الاشیاء کو فضل اصلاً نہ رہے گا۔ ہاں یہ بات ہے کہ جب منتقل ہوتا ہے یہ نور طرف ناسوت کے تو دونوں طریقوں سے سالکوں کو نفع ہوتا ہے اہل جذب پر تو انفسار تنبیہ اجمالی کا ہوا بسبب اس نور کے تو ان پر کھل گئیں معرفتیں اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفوں کو کہ اپنی معرفتیں کتاب اور سنت سے مطعون وخلاف رکھتے ہیں اور اہل سلوک اس نور سے تضرع کرتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں اور اس نور میں مندرج ہوتے ہیں اور اس سے قوام پاتے ہیں پس غور کرو کیونکہ یہ مسئلہ دقیق ہے۔

www.maktabah.org

**مشهد آخر** هل تعرف لم كان الشيخان رضى الله عنهما افضل من على كرم الله وجهه مع انه اول صوفى واول مجذوب واول عارف فى هذه الامة ولا ترى هذه الكمالات فى غيره الا قليلا من قبل التطفل على النبى صلى الله عليه وسلم تبينت هذه المسئلة على النبى صلى الله عليه وسلم فاظهر لى وذلك ان الفضل الكلى عند النبى صلى الله عليه وسلم ما يرجع الىٰ تمام امر النبوة كاشاعة العلم وتسخير الناس على الدين وما يناسبه واما الفضل الراجع الى الاولاية كالجذب والفناء فليس الا فضلا جزئيا من وجه ضعيف والشيخان كانا من المجردين للاول حتىٰ انى اراهما بمنزلة فوارة ينبع منها الماء فالعناية التى حلت بالنبى صلى الله عليه وسلم ظهرت بعينها فيهما فهما بحسب كما لهما بمنزلة العرض الذى ليس هو الا قائما بجوهر ومتمما التحققه فعلى كرم الله وجهه وان كان اقرب اليه بحسب النسب والحيلة والفطرة المخبوبة منهما واقوى جذبا واشد معرفة لكن النبى صلى الله عليه وسلم بحسب كمال النبوة اميل اليهما ولذلك لم يزل العلماء الحملة لمعارف النبوة يفضلونهما

**مشہد آخر** کیا تم جانتے ہو کہ شیخین رضی اللہ عنہما کس لئے افضل ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے؟ باوجود یکہ حضرت علی کرم اللہ وجہ اس امت میں اول صوفی اور اول مجذوب اور اول عارف ہیں اور یہ سب کمالات اور میں نہیں مگر قلیل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں نے یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا تو مجھ پر ظاہر ہوا کہ فضل کلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک وہ ہے کہ راجع ہو طرف امر نبوت کے اور پورا پورا جیسے اشاعت علم کی اور لوگوں کی تسخیر دین کی طرف اور جو اُس کے مناسب ہو اور جو فضل کہ راجع ہو ولایت کی طرف جیسے جذب وفنا تو وہ فضل جزئی ہے اور ایک وجہ سے ضعیف ہے اور شیخین رضی اللہ عنہما اول قسم کے ساتھ مخصوص تھے۔ یہاں تک کہ میں ان کو دیکھتا ہوں بمنزلہ فوارہ کے کہ اس میں سے پانی نکل رہا ہے تو جو عنایت اللہ تعالیٰ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی بعینہ وہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما میں ظاہر ہوئی۔ پس آپ دونوں حضرات کمال کے اعتبار سے بمنزلہ ایک ایسے عرض کے ہیں جو جوہری کے ساتھ قائم اور اس کی تحقیق کو اتمام دینے والا ہے۔ پس حضرت علی کرم اللہ وجہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب ہیں نسب میں، جبلت اور فطرت محجوبہ میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے اور جذب میں بہت قوی اور معرفت میں زیادہ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحسب کمال نبوت حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کی طرف بہت مائل ہیں اور اسی باعث سے جو علماء معارف نبوت سے واقف ہیں ان کی تفضیل کرتی ہیں

www.maktabah.org

ولم يزل العلماء الحملة لمعارف الولاية يفضلونه ولذلك كان مدفنهما بعينه مدفن النبي صلى الله عليه وسلم اكثر الامور العادية لها مبدأ معنوى مثل هذا الذى اشرت اليه ومثل جعل الحجرة المانعة للوصول الى قبره صلى الله عليه وسلم وذلك سر قوله عليه الصلوٰة والسلام اللهم لا يجعل قبرى وثنا يعبد من دونك.

**مشهد آخر** صلى الله عليه وسلم رايت لله سبحانه بالنسبة الى النبى صلى الله عليه وسلم نظرًا خاصًا كانه الذى يعنى من مثل لولاك لما خلق الافلاك فاشتقت الى تلك النظرة واعجبتنى اشد عجب فلصقت به صلى الله عليه وسلم وتطفّلت عليه وصرت كالعرض بالنسبة الى الجوهر فسامت تلك النظرة واكتهت كنهها وصرت منظرا ومرىءً لها فاذا هى ارادة الظهور وذلك لان الحق اذا اراد ظهور شان احبه وانظر اليه وشانه صلى الله عليه وسلم ليس بشان رجل واحد بل نشاة مبتداة منبسطة على هياكل البشر والبشر نشاة منبسطة علىٰ وجه الموجودات فكانه صلى الله عليه وسلم غاية الغايات وآخر نقاط الظهور ولكل

اور جو علماء معارف ولایت سے آگاہ ہیں وہ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے تفضیل کرتے ہیں اور اسی واسطے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کا مدفن بعینہ مدفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا مبدأ معنوی ہے مانند اس کے جس کا اشارہ کیا میں نے تم سے اور مانند گردانتے حجرہ مبارک کے مانع قبر تک پہنچنے سے اور یہ سر ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپ نے فرمایا: اللهم لا تجعل قبری وثنا يعبد من دونک.

**مشهد آخر** میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اللہ تعالیٰ کی ایک نظر خاص ہے گویا کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک سے مجھ کو اس نظر کا شوق ہوا اور مجھ کو نہایت تعجب ہوا پس میں ملاصق ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طفیلی بن گیا اور ہوگیا میں جیسے جوہر کے ساتھ عرض پس اصرار کیا میں نے اس نظر کا اور دریافت کیا کنہ اُس کا اور ہوگیا میں اس کا منظر اور آئینہ تو وہ ارادہ ظہور تھا اور یہ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ظہور شان کا تو اس کو دوست رکھا اور اس کی طرف نظر کی اور شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد واحد کی شان نہیں ہے بلکہ ایک عالم مبتدا ہے جو صورت بشر پر منبسط ہے اور بشر ایک عالم منبسط ہے وجہ موجودات پر تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غایت الغایات ہیں اور ظہور کے آخر نقاط ہیں اور ہر موج کی حرکت ہیں اس کی

www.maktabah.org

موج حركته الىٰ منتهاه ولكل سيل شوق الى مبلغه فتدبر فالسر دقيق.

منتہا تک اور ہر سیل کو شوق ہے اپنے مبلغ تک پس غور کر کہ یہ باریک راز ہے۔

**مشهد آخر** رايت الشفع اليه صلى الله عليه وسلم والتوسل لديه بعلماء الحديث والدخول فى عدادهم وبعلم الحديث حفظه على الناس عروة وثقى وحبلا ممدودا لا ينقطع فعيلك ان تكون محدثا او متطفلا على محدث ولا خير فيما سوى دينك فيما ارى والله اعلم بالصواب.

**مشہد آخر** میں نے دیکھا کہ حضور رسول اللہ ﷺ میں شفاعت اور توسل ہے ان کو جو علماء محدث ہیں اور جو اُن کی گنتی میں داخل ہیں اور علم حدیث شریف اور حفظ حدیث شریف ایک عروہ ثقی اور حبل ممدود ہے ایسی کہ کبھی منقطع نہ ہو پس تو ضرور لازم کرلے اپنے پر یہ کہ تو محدث ہو یا محدث کا طفیلی ہو ان دونوں باتوں کے سوا بہتری نہیں ہے جو میری رائے میں ہے واللہ اعلم بالصواب۔

**مشهد آخر** العارف اذا كمل التصفت روحه بالملاء الاعلىٰ وهنالك حضرة عالية شامخة ارتفعت ثم هممهم ولم ترتفع ثم اجسادهم واولئك ثم علىٰ همة رجل واحد راجعة الىٰ تدبير وحدانى وان اختلفوا فى تفاصيلها فتدلىٰ هنالك فى تلك الحضرة رب العالمين فغشيهم من النور ما غشيهم واختفت هممهم تحت شعشان تلك الانوار حتىٰ لا تكاد تتميز منها ولا يتمايز بينهما وان انا ضربت لحالهم تلك مثلاً فلا تعج بى الىٰ كل غور ونجد فان الامثال لا تفسر الاشياء الا من جهة دون جهة هم بمنزلة الهيو هيولىٰ الخفية التى لا تدرك الا من احكام وآثار بتخيس من هذا الموجود من جهة مسام

**مشہد آخر** عارف جب کامل ہوتا ہے تو اس کی روح ملاء اعلیٰ میں جاملتی ہے اور وہاں ایک درگاہ عالی ہے کہ ان کی ہمتیں وہاں پہنچ جاتی ہیں اور ان کے جسم وہاں نہیں پہنچتے وہاں اور وہ مرد واحد کی ہمت پر جس کی ہمت تدبیر وحدانی کی طرف راجع ہو اگرچہ اس ہمت کی تفصیلوں میں اختلاف ہے پھر تدلی کرتا ہے اس عالی درگاہ میں رب العالمین پر ڈھانک لیتا ہے اُن کو نور میں جس قدر ڈھانک لے اور ان کی ہمتیں چھپ جاتی ہیں اس انوار کی چمک میں یہاں تک کہ متمیز نہیں ہوتیں وہ ہمتیں اور نہ آپس میں متاثر ہوتی ہیں اور اگر میں اُن کے اس حال کے مثل بیان کروں تو دھمکا اور خفا نہ ہو مجھ پر ہر نشیب وفراز سے کیونکہ امثال اشیا کی تفسیر نہیں کرتے ایک جہت سے نہ دوسری جہت سے اور وہ بمنزلہ ہیولی خفیہ کے ہیں اور جو دریافت نہیں ہوتا مگر احکام وآثار سے جو جاری

www.maktabah.org

الھیولیٰ التی ھی ام القابلیات والنور الغاشی لھم الماحی ایاھم بمنزلۃ الصورۃ التی تدرک اول ما یدرک وھی اصل الفعلیات فتخیس فی تلک الحضرۃ احکام متولدۃ من علوم الملاء الاعلیٰ وھممھم التفصیلیۃ تلطفت فیھم وارتقت وصفاوتھا مع ھممھم فمن مسامات ھممھم ینجس فی حظیرۃ القدس فیضربھا النور ولا یترکھا کما ھی بل یصیرھا قریبًا من جوھرہ فتختلف حالات الحضرۃ المقدسۃ فرضًا وسخط وضحک وتبشبشر وقبض واعراض ونزول فی اوقات او محال تردد فی القضاء ولعن الاقوام وایجاب وتحریم ونسخ وامثال ھذہ فمن شاھد ھذہ الحضرۃ وعرف اھتزازھا وانشراحھا وعزیمتھا وکونھا کل یوم ھو فی شان صارت المتشابھات عندہ محکمات ولم یبق بالاشکال اشکال ریبۃ ومن لم یشاھدھا لم یصح لہ ولم یصلح الا ان یفوّض ھذہ الامور الی اللہ یؤمن بحملتھا اذا علمت ھذا فتلک الحضرۃ قبلۃ ھمم الملاء الاعلیٰ ومناط توجھھم ومعقد نواصیھم فمن بلغ ھذا المبلغ وقدر اللہ سابق عملہ ان یحصل لہ ثم فناوھا ربما اضمحل ھنالک فلیست

ہوتے ہیں اس موجود سے جہت مسام ہیولیٰ سے ایسا ہیولیٰ کہ جو اصل قابلیات ہے اور وہ نور کہ جس نور نے ان کو ڈھانک رکھا ہے اور ان کو محو کر لیا ہے وہ بمنزلہ اس صورت کے ہے جو سبب سے پہلے مدرک ہوتی ہے اور وہ صورت اصل فعلیات ہے پھر جاری ہوتی ہیں درگاہ عالی میں احکام وآثار جو ملاء اعلیٰ کے علوم سے متولد ہیں اور ان کی ہمتیں تفصیلیہ لطیف ہوجاتی ہیں ان میں اور بلند ہوجاتی ہیں ان کی صفات فرشتوں کی ہمتوں کے ساتھ پھر ان کی ہمتوں کے مسامات سے جاری ہوتا ہے حظیرہ قدس میں پھر اس سے نور چمکنے لگتا ہے اور ویسا ہی نہیں رہتا بلکہ اس کو اپنے جوہر کے قریب کردیتا ہے بس مختلف ہوتے ہیں حالات حظیرۃ القدس کے رضامندی اور غصہ وہنسی اور خوشی وقبض اور روگردانی اور نزول فی اوقات یا فی المواقع اور تردد فی القضا اور لعن اقوام اور ایجاب اور تحریم اور نسخ وغیرہ سے تو جس نے مشاہدہ کیا اس درگاہ کا اور اس کے اہتزاز اور انشراح اور عزیمت کو اور ہر روز ایک شان میں ہونے کو پہچانا اس کے نزدیک متشابہات محکمات ہیں اور شک کی کوئی صورت باقی نہ رہی اور جس نے اس درگاہ کا مشاہدہ نہیں کیا اس کو صحیح نہیں اور صلاحیت نہیں مگر یہ کہ اللہ کو تفویض کرے اسے اس متشابہات کا عالم اور سب پر ایمان لائے جب تم نے یہ جان لیا تو بس وہ درگاہ قبلہ ہے ملاء اعلیٰ ہمتوں کا اور مناط توجہ ومعقد نواصی ان کا پس جو شخص اس رتبہ کو پہنچ گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے سابقہ علم میں اس کے لئے

www.maktabah.org

روحه تسوس جسده بل الحضرة فقط فهو السائسة وهى المرشدة وهى الملهمة وتطفّلت على النبى صلى الله عليه وسلم فاعطيت من ذلک كاسا دهاقا و كان من كان والحمد لله رب العالمين وفى محاذات هذه الحضرة حضرة اخرى اسفل منها هى مرقى همم الملاء السافل ومجمع امرهم موضع الهامهم ومحكمة قضائهم ومناط توجههم ما اشبه شانها بشان هذه الحضرة المقدسة الصف الحق بواسطة تدلية هنالک بالمحبة بعباده واتباع رضاهم فى بعض الامر وامثال ذلک والحضرتان جميعا معرفتهما ادق واجل من ان يعالجهما بعقول العامية والله الموفق.

**مشهد آخر** مما انقدح على من فيض صحبته صلى الله عليه وسلم علوم كثيرة من حال التام معرفة بالله منها ان هذا الشخص يمتاز من سائر الناس بان الاجزاء الفلكية فيه قوية الظهور نافذة الحكم وانها يقوم بها صبغ الٰهى ليجعل جميع معانيها مناسبته بما يلى جناب الحق ومنها ان تام المعرفة لا بل ان يكون فيه نقض التعلقات الدنيوية والاخروية والجسمانية والروحية غصنا طريا لم يخلقه سر سريان الوجود فى

مقرر کردیا تھا کہ اس کو حاصل ہو وہاں فنا اور بقا اکثر اوقات محو ہوجاتا ہے وہاں تو اس کی روح اس کے جسم کی نگہبانی نہیں کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط وہی اس کی نگہبان اور وہی مرشد اور وہی ملہم ہے اور میں طفیلی بن گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عطا ہوا مجھ کو اس کا ایک جام سرشار بس کیا کہوں کیا تھا۔ جو کچھ تھا الحمد للہ رب العالمین اور اس درگاہ کے محاذی ایک اور درگاہ ہے اس سے نیچے کہ وہ نردبان ملاء سافل کی ہے اور ان کی مجمع امر ہے اور ان کے الہام کی جائے ہے اور اُن کے احکام کا محکمہ اور ان کی مناط توجہ ہے کہ اس کی شان مشابہ نہیں اس درگاہ کی شان کے وہاں حق متصف ہے بواسطہ تدلی کے اپنے بندوں سے محبت رکھنے سے اور ان کی خوشنودی کرنے سے بعض امر نہیں اور دونوں درگاہوں کی معرفت نہایت باریک ہے اور برتر ہے اس سے کہ تمام لوگوں کی عقول وہاں پہنچ سکے واللہ الموفق۔

**مشہد آخر** فیض صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھ پر کھل گئے بہت علوم اللہ کی معرفت کے پورے حال ایک انہی سے یہ ہے کہ یہ شخص سب آدمیوں سے ممتاز ہے اس امر میں کہ اجزاء فلکیہ کا اس میں ظہور قوی اور نافذ الحکم ہے جن سے اور خدائی رنگ اسے قائم ہوتا ہے تا کہ کردیوے اس کے تمام معانی کو اس شے کے مناسب جو جناب الٰہی سے قریب ہے اور ایک یہ ہے کہ تام المعرفت کے واسطے ضرور ہے کہ تعلقات دنیاوی اور اخروی، جسمانی وروحانی اس سے شدت سے دور ہوں اور اس کو بیکار نہ کردے سریان الوجود فی الموجودات کا

www.maktabah.org

الموجودات وتوجه المبداء بالارادة الحبية الیٰ تلک النشات وفطنت انه معنیٰ من معانی جزئة الذی یحذو حذو زحل فلما حل به صبغ الٰهی صار هٰذا النقص محبة ذاتية تتوجه الیٰ نقطة الذات فمن صده عن النقيض والتخلیٰ عن الکل البقاء باللّٰه والتصرف بالحق فی الخلق ولطلوع الارادة الحبية من المبداء من طريقة كوة تشخصه فليس بتام انما التام من حمل هٰذا النقض فی وعائه عصنا طريا لم يدنسه حب مظهر ولو بالحق بحيث يكون عنوانًا للمحبة الذاتية وجسدا لروحها وشبحًا لحقيقتها وحمل حب المظاهر لا بنفسه بل بالحق للخلق لا بانفسهم بل بالحق فی وعائه ومنها ان کل عارف تام المعرفة فانه لا ياخذ شيئا الا من نفسه وانما اعداد المعدات ان ينتبه هٰذا الفرد علی جزء موجود فيه ويكشف عليه معناه فيظهر عليه ما لم يكن ظهر من استفاد من غيره شيئا من غير هٰذا الوجه فليس بتام المعرفة ومنها ان کل عارف تام المعرفة فانه يسخر جميع ما سوی اللّٰه تبارک وتعالیٰ وما سوی اسمائه وتدلياته اما بالقهر هٰذا فيما كان ادنیٰ حالاً وانقص قوةً من نشائة هٰذه العارف التی البست فوق جامعيته وجعل

سر اور توجہ مبداء کے بارادہ حبیت ان عوالم کے اور میں نے جان لیا کہ یہ ایک معنی ہیں اس جزء کے جو مقابل ہے زحل کے پھر جب رنگ الٰہی آتا ہے تو وہ بے تعلقی محبت ذاتی ہوجاتی ہے کہ نقطہ ذات کی طرف متوجہ ہے پس جس شخص نے اس کو بے تعلقی اور خلوت کل سے بقا باللہ ہے اور تصرف بحق خلقت میں اور ارادہ طلوع حبیت مبداء کا کیا راہ روزن تشخص اپنے سے وہ پورا پورا نہیں ہے۔ پورا پورا وہ شخص ہے جس نے اس بے تعلقی کو اپنے ظرف میں بہت مضبوطی سے رکھا اور اس کو آلودہ نہ کیا مظہر کی حب نے اگرچہ ساتھ حق کے ہو اس حیثیت سے کہ عنوان ہو محبت ذاتی کا اور اس کی حقیقت کا کالبد اور حمل کیا حب مظاہر کو لا بنفسہ بلکہ بالحق واسطے خلقت کے نہ ان کے نفسوں سے بلکہ بالحق ہو ان کی طرف میں اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے وہ کسی سے کچھ نہیں حاصل کرتا مگر اپنے نفس سے ہی اخذ کرتا ہے اور تحقیق آمادگی معدات یہ ہے کہ وہ فرد آگاہ ہو اس جزو سے جو اس میں موجود ہے اور اس کے معنیٰ اس پر کشف ہوجائیں، پھر اس کو ظاہر ہوجائے جو ظاہر نہ ہوا تھا تو جو شخص اپنے سے سوا کسی سے استفادہ کرے سوا اس وجہ کے وہ کامل معرفت ہے اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے اس کے سب مسخر ہوتے ہیں سوا اللہ تعالیٰ کے اور سوا اس کے اسماء اور تدلیات کے یا تو زبردستی سے یہ اس صورت میں ہے کہ حال ادنی اور قوت ناقص ہو عارف کے اس عالم کے جو جامعیت کے اوپر پہنایا گیا ہے اور کردیا ہے حجاب سوا

www.maktabah.org

حجابًا دون معانية فتارة يكون بهيمة مختلطة بالملكية قوية بقوية او ضعيفة بضعيفة وضعيفة بقوية فيختلف الاحكام والآثار فيورث نكرة عند العوام الناظرين الى اللباس دون الجامعية والواقفين على الصور دون المعانى واما بالمناسبة وذلك فيما كان اقوى حالا واتم تاثيرا من تلك النشاة اللباسية والحجابية وسر المناسبة انما ينشاء من جزء فى العارف يقوم مقام هذا المراد تسخيره فبينه وبين عروق ممتدة وما ساريقا واصله من جهة سر تلك النشائة المشركة فيها فاذا توجه العارف الىٰ ذلك الجزء اشد توجه حرّك بتلك الخيوط المسترة ذلك المراد تسخيره اما الاسماء والتدليات فلا تكون مسخرة لشعشان نور الربوبية نعم هنالك بآراء محبوبية فتتحرك المحبوبية ويتحرك الحب بازايه ويتحرك التدلى والاسم الذان يناسبان هذا الحب فمن لم يعرف هذا التسخير المستطير ولم يره فى نفسه فليس بتام المعرفة وفطنت ان هذا التسخير المستطير معنىٰ من معانى جزئه الذى يحذو حذو الشمس لما انصبغ بصبغ الٰهى صار التسخير الذى فيه هذا المستطير

معانی کے تو کبھی ہوتی ہے بہیمت ملکیت سے مختلط قوی قوی سے یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف قوی سے۔ پس مختلف ہوتے ہیں احکام وآثار تو انکار ہوتا ہے عوام کو جو دیکھنے والے ہیں طرف لباس کے نہ جامعیت کے اور ظاہر کے دیکھنے والے ہیں نہ معانی کے اور یا مسخر ہوتے ہیں اس عارف کامل کے سب ساتھ مناسبت کے اور یہ اس صورت میں کہ قوی حال ہو اور قوی تاثر ہو اس عالم لباسیت اور حجابیت میں اور سر مناسبت کا بیشک ظاہر ہوتا ہے اس جزو سے جو عارف میں ہے کہ اس مراد کے قائم مقام ہوتا ہے اس کی تسخیر تو درمیان اس عارف اور اس جزو کے رگیں ہیں ممتدہ اور ماساریقا اور اصل اس تسخیر کی جہت سے اس سر عالم مشترک سے جو اس میں ہے تو جب متوجہ ہوتا ہے عارف طرف اس جزو کے بہت توجہ سے تو حرکت کرتی ہے ان خیوط مستترہ سے وہ مراد واسطے تسخیر کے لیکن اسما اور تدلیات نہیں مسخر ہوتی بسبب چمکنے نور ربوبیت کے۔ ہاں یہاں حب ہے مقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہے محبوبیت اور حرکت کرتی ہے اس کے مقابل حسب اور متحرک ہوتی ہے تدلی اور اسم وہ دونوں جو مناسب ہیں اس حسب کے پس جو شخص نہیں پہچانتا اس تسخیر مستطیر کو اور اپنے نفس میں نہیں دیکھتا وہ شخص کامل معرفت نہیں ہے اور مجھ کو دریافت ہوا کہ یہ تسخیر مستطیر معانی میں سے ہے اس جزو کے جو مقابل ہے شمس کے جس وقت رنگا جاتا ہے رنگ الٰہی سے ہوجاتا ہے وہ جزو تسخیر سے جس میں یہ مستطیر اور ان میں ایک یہ ہے کہ کامل المعرفت کی

www.maktabah.org

ومنها ان تام المعرفة لروحه تحديق وعنايته بكل شيء من طريقة ومذهبه سلسلة ونسبة وقرابة وكل ما يليه وينسب اليه وعنايته هذه يختلط بها عناية الحق وذلک لان نفسه اذا تجردت عن كدورات الجسد ولصقت بالملاء الاعلىٰ وتجلى هنالک الحق وانما يكون التجلى بحسب استعداد المتجلى له وهذه النكتة هو الذى قصدنا له فى ضرب المثل بالهيولىٰ والصورة يتلون تلک النفس بلون الحق وتصير كانها تدلى من تدليات الله تعالىٰ الى خلقه لذلک الانصابغ والامتزاج والاختلاط المشار اليه فعند ذلک يقع توجه نفسه الىٰ هذه الامور معد الانعطاف جناب القدس اليه فاذا تمكن هذا السر فى اضلاع النفس وسعوبة وشجونة وجميع فنونة اختلط النظر الالٰهى بكل ذٰلک فصار اكسيرًا يستشفى به وانما اريد بشجون النفس وشعوبه ما يتوجه اليه النفس من غير جمع الهمة بعادة او ملكة غير مستقرة وللكامل من جهة هذا السر آثار وحده كثيرة وفطنت بان هذا المعنىٰ من معانى جزئه الذى يحذو حذو زحل مختلطًا بالمشترى حين حل به صبغ الٰهى ومنها ان تام المعرفة منعم

روح میں تیز نظری اور غور وعنایت ہوتی ہے ساتھ ہر شے کے طریقت اور مذہب اور سلسلہ اور نسبت اور قرابت شے اور جو اس سے قریب ہو اور اس کی طرف نسبت رکھے اور کامل معرفت کی اس عنایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عنایت مختلط ہوجاتی ہے اور یہ بات اس واسطے ہے کہ اس کا نفس جب کدورات جسم سے مجرد ہوجاتا ہے اور ملاء اعلیٰ سے مل جاتا ہے اور وہاں تجلی حق کی ہوتی ہے اور وہ حق کی تجلی کے موافق استعداد اس شخص کے ہوتی ہے جس کے واسطے تجلی کی گئی اور یہ وہی نکتہ ہے جسے ہم نے ضرب المثل میں ہیولی اور صورت کیا ہے تو متلون ہوجاتا ہے نفس لون حق سے اور ہوجاتا ہے گویا ایک تدلی حق کی تدلیات میں سے جو خلقت کی طرف ہیں بسبب انصباغ وامتزاج واختلاط مذکور جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پس اس وقت اس کا نفس متوجہ ہوتا ہے ان امور کی طرف اور اس کی توجہ معد ہوجاتی ہے واسطی منعطف ہونے جناب اقدس کی اس کی طرف تو جب قرار پذیر ہوگیا یہ امر اس کے پہلو کی ہڈیوں میں اور اس کے شعبوں اور رگوں میں اور پٹھوں میں تو مختلط ہوجاتی ہے نظر الٰہی اُن سب میں تو وہ شخص اکسیر بن جاتا ہے جس سے لوگوں کو شفا ہو اور میری مراد نفس کی رگوں اور پٹھوں شے وہ شے ہے جس کی طرف نفس بے قصد کے متوجہ ہو اور بے عادت اور بلکہ غیر مستقرہ کے اور واسطے اس کامل کے اس سر کی جہت سے احکام وآثار بہت ہیں اور دریافت ہوا کہ یہ بات بامعانی میں سے ہے اس جزو

www.maktabah.org

بجميع النعم التى انعم الله بها على السمٰوات والارضين والمواليد وكل ما فى بين ذلك من الملائكة والانبياء والاولياء والملوك وغيرهم وذلك ان فيه اجزاء كل منها يحذو حذو شىء من الموجودات فهو نسخة اجمالية جامعة لجميع الموجودات وكل جزء منه اذا تتبعنا تفصيله انفسر بتلك النشأة فكل ما وقع من نعمة فانما محلها الجزء ومن الاجزاء وهو مطلوب بشكر كل هذه النعم وليس كلامنا من قبيل المسامحة والتجوز بل هو الحقيقة التى لا يتجاوزها نفس الامر نعم اذا تجرد للتشخص الكلى المنبث فى جميع المخلوقات حضرت هذه السر واذا انحدر الىٰ ما يلى التشخصات الجزئية استتر عنه.

**مشهد آخر** كنت منتظرًا لمعنىٰ حديث سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم اين كان ربنا قبل ان يخلق خلقه قال كان فى عماء الخ فافيض علىّ هذا السر فتمثل لى نور عظيم فى اعالى بعد هيولانى قد احاط بمجامع هذا البعد تدبيرا بخطوط شعاعية ممتدة منه الىٰ جميع نواحيه وقيل هذا هو المشار اليه بقوله عليه السلام كان فى عماء وهذا البعد

کی جو مقابل ذحل مختلط یا مشتری کے ہے بروقت حلول کرنے رنگ الٰہی کے اور ان میں سے ایک یہ ہے کامل معرفت کو وہ سب نعمتیں ملتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں سب آسمانوں اور سب زمینوں اور موجودات کو اور جو ان میں ہیں ملائکہ اور اولیاء اور بادشاہ وغیرہ ہم اور یہ امر اس واسطے ہے کہ اس کامل معرفت میں جو اجزاء ہیں، تمام موجودات کے مقابل میں گویا کہ وہ ایک نسخہ اجمالی ہے جامع تمام موجودات کا اور جب اس کے ہر جزو کی تفصیل کرنا چاہیں تو عالم میں ظاہر ہوجائے تو جو نعمت واقع ہوگی اس کا محل کوئی جزو ہوگا اجزاء میں سے اور وہی ان نعمتوں کے شکر سے مطلوب ہے اور ہمارا کلام کچھ سرسری مسامحت اور تجویز سے نہیں ہے بلکہ حقیقت نفس الامری ہے۔ یہاں یہ سر جب میسر ہوگا کہ جس وقت مجرد ہوجائے واسطے تشخص کلی کے جو منتشر ہے جمیع مخلوقات میں اور جب پستی میں چلا جائے تشخصات جزئیہ کی تو یہ سر اس سے پوشیدہ ہوجائے گا۔

**مشهد آخر** میں اس حدیث شریف کے معنیٰ کا منتظر تھا اور وہ یہ ہے کہ سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم اين كان ربنا قبل ان يخلق خلقه قال كان فى عماء الخ تو مجھ پر افاضہ ہوا یہ سر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نور عظیم ہے اعالی بعد ہیولانی میں اور اس نے گھیر لیا ہے اس بعد کے مجامع کو از روئے تدبیر کے ان خطوط شعاعی سے جو اس نور سے ممتد ہیں اس کے جمیع نواحی کی طرف اور سنائی دیا کہ یہ وہی ہے جس کا اشارہ کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے

www.maktabah.org

الھیولانی ھو العماء وھذہ الاحاطة بالخطوط الشعاعیة ھی القھر المشار الیه بقوله تبارک وتعالیٰ: ھو القاھر فوق عبادہ فحین ظھر ھذا السر ثلج قلبی کانی لا اجد شبھة ولا مسئلة اسائل عنھا ثم من بعد ذلک انحدرت الیٰ حین الفکر فعطنت ان الذات الٰھیة اقتضت واستلزمت ظھور استعدادات کانت مندرجة فیھا فظھرت ھنالک فی صقع الوجوب ظھورا عقلیا وتمثلت ھنالک بھٰذا الظھور اعیان الممکنات وشون ظھور الواجب فی کل نشاة وقدالیه فی کل برزة واقتضت الذت الالٰھیة باتصافھا ھذہ الظھورات عدمًا ومادةً وخارجًا فاظھر فیه ما کان منطویًا فی کورة الاعیان والاسماء واول ما ظھر ھنالک نور الٰھی اخذ بمجامع العدم والمادة وتسلط علیه وھو قائم مقام الذات الالٰھیة وھو قدیم بالزمان لان الزمان والمکان والمادة عندنا شیء واحد ھو ھذا الاستعداد الذی سمیناہ بالعدم والخارج وفیه الارادات المتجددة وھو اول شیء نطق بشانه السنة الشرائع وذلک لانه انما سئل عن این ولم یکن حینئذ یصلح الجواب الا ما ظھر فی الخارج.

حدیث شریف میں۔ کان فی عماء یہ بعد ہیولانی وہ عماء ہے اور یہ احاطۂ خطوط شعاعی سے وہ قہر ہے جس کی طرف اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن شریف میں اشارہ فرمایا ہے: ھو القاھر فوق عبادہ پس جس وقت یہ سر ظاہر ہوا میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوگیا اور قلب مطمئن ہوگیا۔ گویا کچھ شبہ ہی نہ رہا اور نہ کوئی مسئلہ جس کو پوچھوں بعد اس کے میں حیز فکر میں چلا گیا تو دریافت ہوا کہ ذات الٰہی مقتضی اور مستلزم ہوئی اُن استعدادات کی ظہور کی جو اس میں مندرج تھیں تو ظاہر ہوئے اُس جگہ کنارہ وجوب میں از روئے ظہور عقلی کے اور متمثل ہوگئیں اس ظہور سے اعیان ممکنات اور شانیں ظہور واجب کے ہر عالم میں اور اس کی تدلی ہر ایک برزہ میں اور اقتضا کیا ذات الٰہی نے اس ظہورات سے متصف ہونا ساتھ عدم اور مادہ اور خارج کے تو اس میں ظاہر کردیا منطوی تھا گوشہ اعیان میں اور اسماء میں اور جو سب سے پہلے نور الٰہی ظاہر ہوا اس نے مجامع عدم اور مادہ کو اخذ کیا اور اس پر مسلط ہوگیا اور وہ قائم مقام ذات الٰہی کا ہے اور وہ قدیم بالزمان ہے اس واسطے کہ زمان اور مکان اور مادہ ہمارے نزدیک ایک شے واحد ہے وہ یہ استعداد ہے جسے ہم نے عدم اور خارج کہا ہے اور اس میں ارادات متجددہ ہیں اور وہ اول شی ہے جس کی شان میں زبان شرائع ناطق ہیں۔ اس واسطے کی تحقیق سوال کیا گیا لفظ این سے اور اس کے جواب کی صلاحیت وہ ہی چیز رکھتی ہے جو خارج میں ظاہر ہو۔

www.maktabah.org

**مشهد آخر** فاض على من جنابه المقدس صلى الله عليه وسلم كيفية ترقى العبد من حيزه الى حيز القدس فيتجلى له حينئذ كل شىء كما اخبر عن هذا المشهد فى قصة المعراج المنك فربما رجع نظره قهقرى الىٰ ما جرى عليه من الوقائع فيعرف ما كان منها الهاما من الحق وتقريباً مما كان من الطبع وتسويل الشيطان وربما علم علما اصرح ما يكون ما يتداولها الملاء الاعلىٰ من العلوم الناموسة والانذار بالوقاع الآتية ومخاصمة الناس تنزلا الىٰ مداركهم واحتيالا لفك عقدتها مما يناسب تلك العلوم فى تلك النشاة ومن هيئات الملاء الاعلىٰ ومقاماتهم ومقامات الملائكة وارواح الاولياء والانبياء والملاء السافل وما يضاهى ذلك وهذه العلوم كلها علوم القرآن العظيم فرايت من طرح جلباب الطبع والتجرد عن الالف والعادة والمحسوسات والانصباغ بصبغ تلك الحضرة امرا عظيما ثم قيل لى هذا حضرة روية لا حضرة كلام ثم اذا اراد الحق ان يتدلى الى الخلق بكتاب ينزله البس صاحب هذا المشهد لباسا نورانيا رقيقا فانقلب هذه الرؤية بالنسبة اليه كلاما ثم

**مشهد آخر** افاضہ ہوئے مجھ پر جناب مقدس ﷺ سے بندہ کی اپنے مقام سے مقام قدس کی طرف ترقی کرنے کی کیفیت پھر اس وقت اس کو ہر شے روشن ہوجاتی ہے جیسا خبر دی گئی ہے اس مشہد کے قصہ معراج منامی میں تو اکثر اوقات آدمی کی نظر پیچھے ہٹتی ہے، اُلٹے پاؤں ان وقائع کی طرف جو اس پر گذرے ہیں تو جان جاتا ہے اُن واقعات کو جو الہام خداوند اور طبعی خیالات اور مکر شیطانی سے ہوتے ہیں اور اکثر اوقات اس کو علم صریح ہوجاتا ہے جو برتتے ہیں ملاء اعلیٰ علوم ناموسیہ سے اور آنے والے واقع سے ڈرانے کا اور لوگوں کے جھگڑے کا از روئے تنزل کے اُن کے مدارک کی طرف اور عذر وحیلہ کے واسطہ اس کے عقدہ کھلنے کے جو مناسب ان علموں کے ہیں اس عالم میں اور ہیئت ملاء اعلیٰ کی اور ان کے مقامات ملائکہ اور ارواح اولیاء وانبیاء اور ملاء سافل اور جو اس کی مانند ہوں اور یہ سب علم قرآن عظیم کے علم ہیں تو میں نے دیکھا طبیعت کے پردہ دور کرنے اور مالوفات اور عادات اور محسوسات سے مجرد ہونے اس درگاہ کے رنگ سے رنگے جانے سے ایک امر عظیم اور مجھ سے کہا گیا کہ یہ درگاہ رویت ہے نہ درگاہ کلام پھر جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ خلقت کی طرف ساتھ نزول کتاب کے تدلی کرے تو اس مشہد کے صاحب کو ایک لباس نورانی باریک پہناتا ہے۔ یہ رُویت اس کی نسبت کلام ہوجاتی ہے پھر میں نے دیکھی اس کی انحدار وتنزل کی کیفیت حیز طبیعت اور

www.maktabah.org

رایت کیفیة الخدارة الی حین الطبع والعادة فتنفتح علیه عین الطبع تنغمض علیه عین الملاء الاعلیٰ فصار ما کان بین یدیه خیالا یتخیله وامرا یتذکره من بعد غیبه وربما وجد من تطلب لملاذ والاسباب ما کان سلب عنه او نهی عنه وبین ترقیه والخداره حالات کثیرة شاهدتها فی ذلک المشهد منها ما هو اقرب الی الاعلی ومنها ما هو اقرب الی الاسفل فیتولد من تلک الحالات ما هو اقول لک یتولد الرؤیا والحق ان الرؤیا خیالات کمثل احادیث النفس یتجرد الیها الدراکة فیجدها بمرای منه ومسمع ویتولد خیال حق یمتلأ منه دماغه ویتولد فراسة صادقة الی غیر ذلک وکل ذلک فی حیز الحجاب بین الحضرة التی لا حجاب هنالک وبین الحجاب المتاکد من کل وجه ووجدت لکل من هذه الاشیاء میزانا ومقدارا ووجدت لکل مظنة یوجد هنالک ولٰکن لم اتفرغ فی هذه المشهد الاحاطة تلک الموازین والمظان واکتفیت باصولها وعسیٰ ان یوفقنا الله للاحاطة فی ثانی الحال.

عادت کی طرف تو کھل جاتی ہے اس کی چشم طبیعت اور بند ہوجاتی ہے چشم ملاء اعلیٰ تو ہوجاتا ہے اس کے روبرو ایک خیال جسے وہ دیکھ رہا تھا اور ایک امر کہ اس کو یاد کرتا ہے اس کے غائب ہونے کے بعد اور کبھی پاتا ہے طلب ملاذ واسباب سے وہ شے جو اس سے سلب ہوگئی تھی یا اس سے منع کردی گئی اور درمیان اس کے ترقی اور الخذار کے حالات کثیرہ ہیں جو میں نے مشاہد کیے ہیں اس مشہد میں بعض ان میں سے وہ ہیں جو اعلیٰ کے بہت قریب ہیں اور بعضے وہ ہیں جو اسفل کے بہت قریب ہیں پھر پیدا ہوتی ہے ان حالات سے وہ جو میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ پیدا ہوتا ہے ہاتف اور پیدا ہوتا ہے خاطر اور پیدا ہوتا ہے خواب اور حق یہ بات ہے کہ خواب خیالات ہیں مانند احادیث نفس کے کہ مجرد ہوجاتا ہے ان کی طرف دراکہ تو پاتا ہے مرایا اور مسمع میں اس کو اور پیدا ہوتا ہے خیال حق کا جس سے اس کا دماغ بھر جاتا ہے اور پیدا ہوتی ہے فراست صادقہ علیٰ ہٰذا القیاس اور بھی اور یہ سب حیز حجاب میں ہیں درمیان اس درگاہ کے جہاں حجاب نہیں اور درمیان حجاب متاکد من کل وجہ کے اور میں نے ہر شے کی ان میں سے میزان اور مقدار کو پایا اور میں نے پایا ہر ایک کا مظنہ جو وہاں پایا جاتا ہے لیکن میں نہیں فارغ ہوا اس مشہد میں واسطے احاطہ ان میزانوں اور مقداروں کے اور کفایت کرتا ہوں اُن کے اصول پر اور قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے ان کے احاطہ کی دوبارہ۔

www.maktabah.org

**مشهد آخر** العارف اذ كان فى حيز ما يلى الطبيعة لم يشاهد فعل الحق كما ينبغى ان يشاهد فربما اشتبه عنده الهام بها جسد حديث من النفس وحالة الهية بامر طبيعى ويكون حادثة لا يعلم ما حكم الله فيها فيتردد ويكون فى ذلك برهته من الزمان ثم انه ينجذب الى حين الحق فيصير عبدالله فيتجلى له كل شىء فيرجع نظره قهقرى الى تلك الامور المشتبهة والشكوك فينكشف ما اراده الحق وقضىٰ فكانه يرى رأى عين فان كان مكلما كلم كلاما سويا وان كان مفهما لقنا فهم ولقن ولك عبرة بسورة الانفال سئل النبى صلى الله عليه وسلم عن الانفال لم يبين فاحكم الحق فيها وكيف نقسم وساقه الحق الى ذات الشوكة ليمحق الكفر به فلما اجتمع بركب وذات الشوكة اختلف الآراء فالهام الحق يجذب الى ذات الشوكة وميل الطبايع يجذب الى الركب ثم هدوا الى الحق ونزلت الامنة والمطر واهتزت القلوب الى الحرب لا يدرى مبدأ ذلك ارادة الحق بهم النصر ام امور طبيعة فلما انجذب النبى صلى الله عليه وسلم الى حين الحق كلم بحقيقة الامر فى ذالك فان قلت اخبرنى عن هذا

**مشهد آخر** عارف جب ہوتا ہے اس چیز میں جو قریب طبیعت ہے نہیں مشاہدہ کرتا فعل حق کو جیسا چاہے مشاہدہ کرنا تو کبھی مشتبہ ہوتا ہے نزدیک اس کے الہام ساتھ خطرہ حدیث نفس کے اور حالت الٰہیہ ساتھ امر طبعی کے اور ہوتا ہے کوئی حادثہ نہیں جانتا کہ اس میں اللہ کا کیا حکم ہے تو متردد ہوتا ہے اور اس میں ایک زمانہ گزر جاتا ہے پھر وہ منجذب ہوتا ہے طرف خیر حق کے پھر وہ ہوجاتا ہے عبداللہ تو روشن ہوجاتی ہے اس پر ہر شے پھر اس کی نظر پیچھے ہٹتی ہے الٹے پاؤں ان امور مشتبہ اور ان شکوک کی طرف تو اس کو کشف ہوجاتا ہے ارادہ حق کا اور اس کا حکم تو گویا کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے پس اگر ہوتا ہے کلام کیا گیا تو کلام کیا جاتا ہے برابر اور اگر ہوتا ہے سمجھدار اور فہیم تو سمجھایا جاتا ہے اور تلقین کیا جاتا ہے اور تیرے واسطے عبرت ہے سورۃ انفال کہ سوال کیے گئے نبی ﷺ انفال سے تو نہ بیان کیا کہ کیا حکم حق کا ہے اس میں اور کیونکہ تقسیم کی جائے غنیمت اور رواں کیا اس حکم کو حق نے طرف ذات شوکت کے تاکہ کفر مٹ جائے پھر جب مجتمع ہوئے سوار اور ذات شوکت دونوں تو مختلف ہوئیں رائیں الہام حق تو جذب کرتا تھا ذات شوکت کی طرف اور میل طبایع جذب کرتی تھی طرف سواروں کے پھر ہدایت کیے گئے وہ لوگ طرف حق کے اور نازل ہوئی امن و مطر اور جنبش ہوئی دلوں کو طرف جہاد کے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اس کا مبدأ اللہ کا ارادہ ان کی مدد کا تھا یا امور طبیعہ تھی پھر جس وقت منجذب ہو نبی ﷺ حیز

www.maktabah.org

الحیز الذی تقول انه حیز الحق ما هو قلت هم الملأ الاعلیٰ وعظماء المؤمنین ومطمح بصائرهم تجمع فی تجلی من تجلیات الحق وهو حظیرة القدس وهو الذی قال النبی صلی الله علیه وسلم ان آدم احتج موسیٰ عند ربهما وهو قدم صدق عن ربهم ومن وجده فهو علی بیّنة من ربه ویتلوه شاهد منه ای یداخل نفسه لون من تلک الحضرة هی داعیة الحق فی قلب المؤمنین فتدبر فان المسئلة دقیقة.

حق کی طرف تو ان سے حقیقت امر اس کی بیان کی گئی پس اگر تم پوچھو کہ جسے تم حیز حق کہتے ہو، وہ بتاؤ کیا ہے؟ تو سنو! ملأ اعلیٰ اور عظماء مؤمنین کی ہمتیں اور ان کے مطمع نظر جمع ہوتی ہیں اللہ کی تجلیوں میں سے ایک تجلی میں اور وہ حظیرۃ القدس ہے اور وہ ہے جسے فرمایا نبی ﷺ نے حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کی بحث ہوئی نزدیک اللہ کے اور وہ ہے قدم صدق عند ربہم اور جس نے اسے پایا، وہ ہے علیٰ بینته من ربه ویتلوه شاهد منه. یعنی اس کے نفس میں داخل ہوتا ہے رنگ اس درگاہ کا اور داعیہ حق ہے مؤمن کے قلب میں پس خوب غور کر کہ مسئلہ دقیق ہے۔

**مشهد آخر** بینما انا متوجه الیه صلی الله علیه وسلم اذ طلع نور شامخ امتلأ خیالی به وبقیت متحیرا من شعشعانة فقیل لی من باطنی علی طریقة الفراسة والتفطن هذا نور العرش وله مدخل عظیم فی نبوته صلی الله علیه وسلم ومعرفته حقیقة لا یتم الا بمعرفة هذا النور ثم انحدرت الی حیز الفکر والرویة فتذکرت ما روی فی کتاب الدر المنثور فی قصة حزقیل من رؤیته نور العرش وانعقاد رسالته علیٰ لسان هذا النور.

**مشهد آخر** اس اثنا میں کہ میں متوجہ تھا طرف رسول اللہ ﷺ کے کہ یکایک ایک ایسا نور بلند ہوا کہ میرا خیال پُر ہوگیا اور میں اس کی چمک سے متحیر رہ گیا۔ تو میرے باطن سے آواز آئی بطریق فراستہ اور تفطن کے کہ یہ نور عرش ہے اور اس کو نبوت رسول اللہ ﷺ میں دخل عظیم ہے اور ان کی حقیقت کی معرفت پوری نہیں ہوتی جب تک اس نور کی معرفت نہ ہو۔ پھر میں نازل ہوا طرف حز فکر ورویت کے تو مجھے یاد آیا جو کتاب در منثور میں روایت ہے حزقیل کے قصہ میں رویت نور عرش سے اور اس کی نبوت کے منعقد ہونے سے اوپر زبان اس نور کے۔

**مشهد اخریٰ بالاجمال** سالته صلی الله علیه وسلم سوالا روحانیا کما نبهنا علیه مرارا عن التسبب

**مشهد اخریٰ بالاجمال** میں نے سوال کیا رسول اللہ ﷺ سے روال روحانی جیسا کہ میں آگاہ کر چکا ہوں کئی بار کہ میرے واسطے تسبب اچھا ہے یا

www.maktabah.org

وتركه ايهما احسن لى فنفح الى نفحته برد منها قلبى عن الاسباب والاولاد والمنزل ثم كشف لى فشاهدت طبيعتى تركن الى الاسباب وتستلذ بها وتطلبها وشاهدت روحى تركن الى التفويض ويستلذ به ويطلبه وشاهدت ان بينهما مدافعة والمرضى هو الذهاب الى مراد الروح نعم لله لطف خفى سيظهر من غير اختيار ونفح نفحة اخرى فبين ان مراد الحق فيك ان يجمع شملا من شمل الامة المرحومة بك فاياك وما قبل ان الصديق لا يكون صديقا حتى يقول له الف صديق انه زنديق واياك ان تخالف القوم فى الفروع فانه مناقضة المراد الحق ثم كشف انموذجا ظهر لى منه كيفية وتطبيق السنة بفقة الحنفية من الاخذ بقول احد الثلثة وتخصيص عموماتهم والوقوف علىٰ مقاصدهم والاقتصار علىٰ ما نفهم من لفظ السنة وليس فيه تاويل بعيد ولا ضرب بعض الاحاديث بعضا ولا رفضا لحديث صحيح بقول احد من الامة وهذه الطريقة ان اتمها الله واكملها فهى الكبريت الاحمر

ترک تسبب؟ تو مجھے ایک ایسی خوشبو آئی کہ جس کے باعث میرا دل اسباب اور اولاد اور گھر کی طرف سے سرد ہوگا۔ پھر مجھ کو کشف ہوا تو میں نے مشاہدہ کیا کہ میری طبیعت تو مائل ہے اسباب کی طرف اور اس کا ذائقہ چاہتی ہے اور اسے ڈھونڈتی ہے اور میری روح راغب ہے طرف تفویض کے اور اس کی لذت چاہتی ہے اور ڈھونڈتی ہے اور میں نے مشاہدہ کیا کہ دونوں باہم جھگڑ رہے ہیں اور رضامندی الٰہی مراد روح میں ہے اور سچ ہے کہ اللہ کی خفیہ مہربانی عنقریب بے اختیار ظاہر ہوگی۔ پھر ایک اور خوشبو آئی اور ظاہر ہوا کہ مراد حق کی ہے کہ تجھ میں جمع کرے وہ شے جو امت مرحومہ سے چھٹ گئی ہے تو خبردار! اس سے بچو جو کہا گیا ہے کہ صدیق نہیں ہوتا ہے۔ صدیق جب تک اسے ہزار صدیق زندیق نہ کہیں اور خبردار! کبھی قوم کا مخالف فروع میں نہ ہونا اس لئے کہ یہ ایک مراد خداوندی کے منافی ہے پھر کھلا ایک اور نمونہ جس سے فقہ حنفیہ کے یعنی امام اعظم اور صاحبین کے اقوال میں سے کسی کے قول کو اختیار کرنے اور ان کے عمومات کی تخصیص اور اس کے مقاصد پر وقوف اور لفظ حدیث کے معنیٰ پر اکتفا کرنے میں حدیث کی مطابقت اور کیفیت مجھ پر ظاہر ہوئی اور کشف ہوئی تخصیص ان کے عمومات کی اور ان کے مقاصد کا وقوف اور فقہ حنفیہ میں نہ تو تاویل بعید ہے اور نہ ضرب بعضے حدیث کے بعضے پر اور نہ ترک کرنا ہے حدیث صحیح کے ساتھ قول ایک کے امت میں سے اور اس طریقہ کو اگر اللہ تعالیٰ

www.maktabah.org

والاکسیر الاعظم ثم نفخ نفحة اخریٰ فطنت فیها وصاة منه باخذ طریقة الانبیاء والتحمل لاعبائهم والتصدی لخلافتهم والشفقة علی الناس تعلیماً وارشادًا او دعاءً رفاهیتهم وطلب ما یکون فیه صلاحهم ظاهرا ومعنیً وفقنا الله سبحانه للاخذ بسنة نبیه علیه الصلوٰة والسلام.

**مشهد آخر** توجهت الی قبور ائمة اهل البیت رضوان الله علیهم اجمعین فوجدت لهم طریقة خاصة هی اصل طرق الاولیاء وانا ابین لک تلک الطریقة وابین لک ماذا انضم معها حتی صار طریقة الاولیاء فاقول طریقتهم الالتفات الی الیاداشت اعنی التیقظ الاجمالی الی المبدأ ولو من وراء الحجب ولٰکن مع الذهول عن الحجب ومع الذهول عن ان هذا التیقظ من جوهر النفس او من العلم الحصولی وبالجملة تیقظ بسیط والتفات الی هذا التیقظ بنوع ما فهٰذه طریقتهم ولما فنی جوهر النفس من الاولیاء فی هذه النقطة صار لفنائهم هیئة اخری وراع التفات ثم الهموا سبیلا یهتدون بها الی الفناء فظهر الولایات بطولها وعرضها.

پورا اور کامل کرے تو کبریت احمر اور اکسیر اعظم ہے۔ پھر ایک خوشبو آئی اور اس میں میں نے دریافت کیا وصیت کو اس سے واسطے اختیار کرنے طریقہ انبیاء کا اور تحمل کرنا ان کی طرح سختیوں کا اور متصدی ہونا ان کی خلافت کا اور لوگوں پر شفقت کرنا از روئے تعلیم وارشاد کے اوران کی دعائے رفاہیت کرنے اور صلاح ان کے واسطے طلب کرنے ظاہر اور باطن۔ اللہ سبحانہ ہم کو توفیق بخشے سنت نبی ﷺ کی۔

**مشہد آخر** متوجہ ہوا میں طرف قبور ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے تو میں نے پایا ان کا ایک طریقہ خاص کہ اصل طریقہ اولیاء کا وہی ہے سو میں تم سے بیان کرتا ہوں وہ طریقہ اور تم سے بیان کرتا ہوں جو اس طریقہ سے منضم ہوگیا ہے، یہاں تک کہ وہ ہوگیا ہے طریقہ اولیاء کا سو تم سنو وہ ان کا طریقہ یادداشت کی طرف التفات ہے یعنی ایک تیقظ اجمالی مبداء کی طرف اگرچہ پردوں کے پیچھے ہو لیکن ذہول ہو پردوں سے اور ذہول اس امر سے کہ یہ بیداری جوہر نفس سے ہے یا علم حصولی سے ہے۔ غرض تیقظ بسیط ہے اور التفات اس بیداری کے کس نوع سے ہے۔ پس یہ طریقہ ہے ان کا اور جبکہ فانی ہوگیا جوہر نفس اولیاء سے ان نقطہ میں تو ان کی فنا کی اور ہی صورت ہوگئی، سوائے التفات کے پھر ان کو ایسے رستے الہام ہوئے جن سے ہدایت پائیں طرف فنا کے۔ پس ظاہر ہوئیں ولایتیں معہ طول اور عرض کے تمام۔

www.maktabah.org

**مشاهد اخرىٰ** استفدت من جناب النبي صلى الله عليه وسلم ان كل من حصل منه قصور في نقص العلاقات والحبية من قلبه واثبات محبته الحق سبحانه وفي عداوة الغير او السوىٰ كما قال سيدنا ابراهيم عليه السلام انهم عدو لي الا رب العالمين والاكباب على الهيمان به تحققا لا معرفة فقط فانه مغرور كائنا من كان سواء منعه عن هذه الحالة العلاقات الطبيعة والاستغراق في مشاهدة سريان الوحدة في الكثرة بحيث يصير محبا لكل شيء لما فيه من سريان محبوبه او غير ذلك من الموانع واستفدت منه صلى الله عليه وسلم ثلثة امور خلاف ما كان عندي وما كان طبيعتي تميل اليه اشد ميل فصارت هذه الاستفادة من براهين الحق تعالىٰ على احدها الوصاة بترك الالتفات الى التسبّب فاني كلما انحدرت الى الطبيعة غلب علىّ العقل المعاشي فصرت احب التسبّب ويحول فكري في تمهيد الاسباب التي يحصل منها الاولاد والاموال وكلما لحقت بالنبي صلى الله عليه وسلم وبالملأ الاعلىٰ جردت عن هذه الرديبة اخذ مني العهود والمواثيق ان لا التسبب حتى صارت مناقضه هذا

**مشہد اخریٰ** مستفید ہوا میں درگاہ نبی ﷺ سے کہ جس شخص سے قصور ہو اس کے دل سے نقص علاقات حبیہ اور اثبات محبت حق تعالیٰ میں اور اس کے غیر رسوا کی عداوت ہیں جیسا کہ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے: انهم عدو لي الا رب العالمين اور منہ کے بل گرنے میں سب اس کی سرگشتگی عشق میں از روئے تحقیق کے نہ فقط معرفت کے تو وہ شخص مغرور ہے اس میں کوئی ہو برابر ہے کہ اسے منع کیا ہو اس حالت سے علاقات طبیعت نے یا مشاہدہ سریان وحدت نے الکثرت کے استغراق نے اس حیثیت سے کہ ہر شے کو دوست رکھے، اس لئے کہ اس کے محبوب کا اس میں سریان ہے، یا سوا اس کے اور کوئی موانع میں سے اور استفادہ کیا میں نے آنحضرت ﷺ سے تین امور اپنے عندیہ کے خلاف اور اس کے خلاف جدھر میری طبیعت بہت مائل تھی تو یہ استفادی ہوگئی میرے واسطے برہان حق تعالیٰ کی ایک تو وصیت ترک التفات کی طرف تسبب کے کیونکہ جب میں نزول کرتا تھا طبیعت کی طرف تو مجھ پر عقل معاش غلبہ کرتی تھی۔ میں دوست رکھتا تھا اسباب معاش کو اور دوڑاتا تھا فکر کو تمہید اسباب میں جس سے حاصل ہو مال اور اولاد اور جب میں لاحق ہوا نبی ﷺ سے اور ملاء اعلیٰ سے، اس رذیلیت سے مجرد اور آزاد ہوگیا اور مجھ سے عہد و پیمان لیا گیا کہ چھوڑوں تسبب کو یہاں تک کہ تناقض ان دونوں امروں میں محسوس ہوا بمنزلہ ظلمت اور نور کے یا اچھی

www.maktabah.org

لذلک محسوسة بمنزلة الظلمة والنور والنسيم الطيب والمحرور واكثر ما في من الامور لا مناقضة فيها بل هي على متن الصواب بحمد الله يكون الطبيعة مستسلمة للالهام ولكن ابقى على كل شيء من مناقضه هذا الامر لسر عجيب وثانيها الوصات بالتقيد بهذه المذاهب الاربعة لاخرج منها والتوفيق ما استطعت وجبلتي تابى التقليد وتأنف منه راسا ولكن شيء طلب مني التعبد بخلاف نفسي وهنا نكتة طويت ذكرها وقد تفطنت بحمد الله بسر هذه الحيلة وهذه الوصاة وثالثها الوصاة بتفضيل الشيخين رضي الله عنهما فان طبيعتي وفكرتي اذا تركتا وانفسهما فضلتا عليا كرم الله وجهه واحباه اشد محبته ولكن شيء طلب مني التعبد به خلاف المشتهي وهيهات هذه المناقضات مني لولا ان شدة الجامعية هي التي اوقعتني في ذالك.

ہوا اور گرم ہوا کے اور اکثر مجھ میں جو امر تھے ان میں مناقضہ نہ تھا، بلکہ وہ بطریق صواب کے تھا۔ الحمد للہ کہ طبیعت سلامتی طلب تھی واسطے الہام کے لیکن باقی تھی ایک شے پر مناقضہ سے واسطے ایک سر عجیب کے اور دوسرا امر ہے ان مذاہب اربعہ کی تقلید کی وصیت کہ میں نہ نکلوں ان سے اور موافقت کروں تا بمقدور اور میری سرشت انکار تقلید کا اور انکار اس سے روگردانی کرتی تھی جو شے طلب کی گئی مجھ سے وہ تقلید کی پیروی ہے بخلاف میرے نفس کے اور یہاں ایک نکتہ ہے کہ میں نے اس کا ذکر موقوف کیا اور الحمد للہ کہ مجھ کو اس حلت اور اس وصیت کا راز دریافت ہوگیا اور تیسرا امر وصیت اس امر کے کہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما کے کیونکہ جب میری طبیعت اور فکر چھوڑی جاتی تھی تو وہ دونوں تفضیل کرتی تھیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اور ان سے بہت ہی محبت رکھتے تھے، لیکن اس میں بھی مجھ سے اس کی تعبیر کرائی جاتی خلاف خواہش کی۔ افسوس یہ مناقضے مجھ سے نہ ہوتے تو شدت جامعیت نہ ہوتی جس نے مجھ کو اس میں ڈالا۔

**مشهد آخر** رايت وانا اطوف بالبيت العتيق لنفسي نورا عظيما يغشى الاقاليم ويبهر اهلها وفطنت ان القطبية اعني الارشادية انما يصح بمثل هذا النور الذي يبهر ولا يبهر ويغلب

**مشہد آخر** میں نے دیکھا جس وقت میں طواف کر رہا تھا کعبہ شریف کا اپنے نفس میں ایک نور عظیم کہ اس نے ڈھانک لیا شہروں کو اور روشن کردیا ہے ان کے اہل کو۔ میں نے دریافت کیا کہ قطبیت یعنی ارشادیت صحیح ہوتی ہے اسی نور سے کہ سب پر غالب ہے، کسی کا کسی سے مغلوب نہیں ہوتا اور سب کو

www.maktabah.org

ولا يغلب وان من شیء الا یاتی علیه ولا یؤتی فتدبر.

**مشهد آخر** هذا البیت العتیق والبناء الشامخ رایت فیه همم الملأ الاعلیٰ والملأ السافل ملصقة به متعلقة تعلقا بشبه تعلق النفس بالبدن ورایته محشوّا بهممهم وارواحهم کالورد یکون محشوا بماء الورد والقطن یتخلله الهواء ورایت نبعاث دواعی الناس الی هذا البیت لانتباط هممهم بحضرة فیها الملأ الاعلیٰ والسافل.

**مشهد آخر** اطلعنی الله سبحانه علی ما هو فاعل بی ومانح لی من النعم الظاهرة والباطنة او عطانی العصمة من المواخذة دنیا وآخرة فکل ما تجری علیّ من الشدائد فانما هو من مقتضیات الطبیعة لا من باب المواخذة من علیٰ بهٰذان اخبرنی بانه شیء قل ما منح به لاولیائه واعطانی برد العیش وجعلنی لی من کل سعادة نصیبا معتدا به وکسانی خلعة الخلافة الباطنة فظهر هذا السر دفعة وبهر عقلی ثم انفسر علی بعد ففهمت الامر علی ما هو علیه.

**تحقیق شریف** قد یکشف علی العارف ما سیاتیه من نعم الله سبحانه واهل الله علی طبقتین فی کشف هذه الامور

روشن کرتا ہے اور آپ کو کوئی روشن نہیں کرتا اور ہر شے پاس آجاتی ہے اور یہ کہیں نہیں جاتا، پس غور کر۔

**مشهد آخر** اس بیت عتیق یعنی کعبہ شریف کو اور اس بناء بلند کو میں نے دیکھا کہ اس میں ہمتیں ملاء اعلیٰ کی اور ملاء سافل کی ملصق ہیں اس سے اور اس سے ایسی متعلق ہیں جیسے نفس بدن سے اور میں نے دیکھا اس کو بھرا ہوا ان کی ہمتوں اور ان کی ارواحوں سے جیسے گلاب کے پھول میں عرق گلاب اور روئے میں ہوا اور میں نے دیکھا برانگیختہ ہونا لوگوں کی طرف خواہشات کا اس بیت شریف کی طرف بسبب وابستہ ہونے ان کی ہمتوں کے ساتھ اس کے جسم سے ملاء اعلیٰ وملاء سفلیٰ۔

**مشهد آخر** اطلاع دی مجھ کو اللہ سبحانہ نے بعد اس سے کہ جو وہ مجھ سے کرنے والا ہے اور دینے والا ہے۔ مجھ کو نعمتیں ظاہر اور باطن کی اور عطا کی مجھ کو عصمت دنیا وآخرت کی مواخذہ سے پس جو سختیاں کہ مجھ پر گذریں، وہ مقتضیات طبیعت سے ہیں نہ مواخذہ کی وجہ سے مجھ پر اس کا احسان کیا اور خبر دی مجھ کو کہ وہ ایک ایسی شے ہے کہ کم ملی ہے اولیاء کو اور عطا کی مجھ کو خوش زندگانی اور ہر سعادت سے مجھ کو اچھا حصہ دیا اور مجھ کو خلافت باطن کا خلعت پہنایا۔ پس ظاہر ہوا یہ راز ایک دفعہ اور متحیر ہوگیا میں۔ پھر ظاہر ہوا مجھ پر اس کے بعد تو سمجھ گیا میں جو تھا۔

**تحقیق شریف** کبھی عارف پر کشف ہوجاتی ہیں وہ نعمتیں جو اللہ کی طرف سے آنے والی ہیں، پس ان امور کے کشف کے اعتبار سے اہل اللہ کے

www.maktabah.org

فاصحاب الكشف الهي يرون تلك الموافقة في مرآة الحق اعني يرون تحديق الحق بهذه العبد ويعرفون انعقاد ارادة في الملأ الاعلىٰ بايجاد كذا وكذا وتقريب كذا وكذا وليس نظرهم ينصرف الى نفس تلك الواقعة فلذالك لا يستطيعون ان يخبروا عن تفاصيل تلك الواقعة كما يخبر عنها صاحب الكشف الكوني وربما انكشف لهم خزائن تلك الافاضات من الملأ الاعلىٰ ومنابعها كما قال عن من قائل

وان من شيء الا عندنا خزائنه وما ننزلها الا بقدر معلوم فيبهر الحواس الظاهرة والباطنة التي هي اجزاء بهيمية منه في بعض الاحيان ما يتشعشع عليه من انوار الخزائن والمنابع ولا يدري ما هذا المقدار الذي ينزله وهذه حضرة عجيبة ينبغي ان يحتاط فيها لئلا يختلط بتلك لحضرة روية وتفكر وحديث نفس فيرى الصغير كبيرا والحقير عظيما لمعنى في المراة فيخبر بكبير هذا المقدار النازل وعظيمه فيكذب وهذا احد مظان قوله تبارک وتعالیٰ: وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته واصحاب الكشف الكوني يطلعون على تلك الواقعة بمثل رؤيا او

دو گروہ ہیں۔ اصحاب کشف الٰہی تو دیکھتے ہیں اس واقعہ کو مرآت حق میں یعنی دیکھتے ہیں حق کی نظر اس بندہ پر اور پہچان لیتے ہیں اس سے ارادہ منعقد ہونے کا ملاء اعلیٰ میں ایسے اور ایسے ایجاد اور تقریب کے ساتھ اور ان کی نظر اس واقعہ کی حقیقت کی طرف نہیں پھرتی، تو اس واسطے وہ خبر نہیں دے سکتے اس واقعہ کے تفصیلوں کی جس طرح خبر دیتے ہیں اس کی صاحب کشف کونی اور کبھی ان کو منکشف ہوتے ہیں خزانے افاضات ملاء اعلیٰ کے اور ان کے چشمے جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

ان من شيء الا عندنا خزائنه وما ننزلها الا بقدر معلوم. پس غالب ہوجاتے ہیں حواس ظاہری اور باطنی پر خزائن اس کے اور چشموں کے وہ انوار جو اس پر چمکتے ہیں اور نہیں دریافت ہوتا ہے کہ کس قدر ہے جو نزول ہوگا اور یہ درگاہ عجیب ہے۔ چاہیے کہ احتیاط کرے اس میں تا مخلوط نہ ہوجائے یہ درگاہ رویت وتفکر وحدیث نفس سے کہ دیکھے صغیر کو کبیر اور حقیر کو عظیم بسبب معنی مرآت کے تو خبر دی بڑائی اس مقدار نازل کی اور عظمت اس کی تو پھر جو جھوٹا ٹھہرے اور یہ کہ ایک مظنہ ہے مظان سے قول اللہ تبارک وتعالیٰ: وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته اور اصحاب کشف کونی مطلع ہوتے ہیں اس واقعہ پر مانند خواب یا ہاتف کے لئے جانے خزائن اور مبادی کے تو اگر ہوتے

www.maktabah.org

هاتف من غير معرفة الخزائن والمبادى فان كانوا ممن لا يحتاجون الىٰ تعبير لموافقة تصوير خيالهم بتصوير الطبيعة الكلية معنىٰ مثالى فى جسد ارضى جسم او جسمانى كان الامر علىٰ ما رأوا من غير تفاوت والا احتاجوا الى التعبير وكان الوقوف على حقيقة الامر اصعب من خرط القتاد.

ہیں ان میں سے جو تعبیر کی حاجت نہ رکھیں بسبب موافق ہونے ان کے خیال کے تصویر کے تصویر طبعیہ کلیہ کے ساتھ واسطے معنیٰ مثالی کے جو جسد ارضی میں ہے جسم ہو یا جسمانی تو ہوتا ہے وہ امر ویسا ہے جیسا انہوں نے دیکھا بلا تفاوت اور نہیں تو حاجت ہوتی ہے تعبیر کی اور حقیقت امر پر اس وقت واقف ہونا درخت خاردار پر ہاتھ پھیرنے سے زیادہ دشوار ہوتا ہے۔

**تحقيق شريف** للامة المرحومة اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم لاصحاب الخلافة الظاهرة اعنى المعين باقامة الحدود واعداد ادوات الجهاد وسد الثغور واجازة الوفود وجباية الصدقات والخراج وتفريقها على مستحقيها وفصل الاقضية والنظر فى اليتامىٰ واوقاف المسلمين وطرفهم ومساجدهم واشباه هٰذا الامور فمن كان مشتغلا بهٰذه الامور نسمّيه بالخليفة الظاهرة لهم اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم فيما سن من هٰذا الباب التفصيل المذكور فى كتب الحديث ولاصحاب الخلافة الباطنية عنى المعتنين بتعليم الشرائع والقرآن والسنن والأمرين بالمعروف والناهين عن المنكر والذين يحصل بكلامهم نصرة الدين اما بالمجادلة كالمتكلمين او بالموعظة الخطبا الاسلام

**تحقیق شریف** امت مرحومہ کے واسطے رسول اللہ ﷺ کی پیروی بہت خوب ہے۔ اصحاب خلافت ظاہری کو حدیں جاری کرنے اور اسباب جہاد تیار کرنا اور حدود وولایت نگاہ رکھنے اور ایلچیوں کو اجازت دینے اور فراہم کرنا صدقات کا اور خراج کا اور اس کو اس کے مستحقوں پر تفریق کرنا اور قضا یا فیصل کرنے اور یتیموں کا غور کرنا اور مسلمانوں کے اوقات اور ستون کی حفاظت اور مسجدوں کی خبر گیری اور علیٰ ہٰذا القیاس جو ان امور میں مشغول ہو، اس کو ہم خلیفہ ظاہری کہتے ہیں اس کے واسطے پیروی رسول اللہ ﷺ کی بہت اچھی ہے جو طریقہ رسول اللہ ﷺ کا ہے اس باب میں اور اس کی تفصیل کتب حدیث میں مذکور ہے اور جو اصحاب خلافت باطنی ہیں یعنی شرائع تعلیم کرتے ہیں اور قرآن شریف اور حدیث شریف اور اچھی باتیں بتاتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور جن کے کلام سے دین میں نصرت حاصل ہوتی ہے، یا تو مجادلہ سے جیسے

www.maktabah.org

او بصحبتهم كمشايخ الصوفية والذين يقيمون الصلوٰة والحج والذين يدلّون علىٰ طريق اكتساب الاحسان والمرغبون فى التمسک والزهد والقائمون بهٰذا الامر هم الذين نسمّيهم ههنا بالخلفاء الباطنين لهم اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم فيما سن من هٰذا الباب بالتفصيل المذكور فى كتب الحديث فهٰذه المقدمة بكليتها مجمع عليها ولذٰلک ترى الفقهاء ياخذون بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم فى اشباه هٰذه المظان ويتمسكون بها ذٰلک ولما اصّلنا هذا الاصل فلنا ان نفرع عليه الاخذ بالبيعة وقد ذكرنا هٰذه المسئلة فى القول الجميل فى بيان سواء السبيل ولنا ان يفرع عليه بعث الدعاة والرسول فان رسول الله صلى الله عليه وسلم يبعث فى الاقطار والقبائل من يدعوهم الى الايمان بالله ورسوله ويبلغهم الشرائع كما بعث ابا موسىٰ رضى الله عنه الى الاشعريين واباذر رضى الله عنه الى غفار واسلم وعمرو بن مرة رضى الله عنه الى جهينة وعامرًا الحضرمى رضى الله عنه الىٰ بنى عبدالقيس وصعب بن عمير رضى الله عنه الى اهل المدينة ولم يفوض اليهم شيئا من امور الخلافة الظاهر انما كان شانهم دعوة

متکلمین نصیحت سے یا جیسے واعظین یا صحبت سے جیسے مشائخ صوفیہ اور جو قائم کرتے ہیں نماز اور حج ادا کرتے ہیں اور جو لوگ رہنمائی کرتے ہیں احسان کے طریق حاصل کرنے کے اور ترغیب دیتے ہیں عبادت اور زہد کی ان لوگوں کو ہم کہتے ہیں خلیفہ باطنی۔ ان کے واسطے پیروی اچھی ہے رسول اللہ ﷺ کی جو فرمادیا ہے آپ نے اس باب میں جس کی تفصیل مذکور ہے کتب حدیث میں۔ پس اس مقدمہ کل پر اجماع ہے اور اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ فقہا اخذ کرتے ہیں سنت رسول اللہ ﷺ اور سند لیتے ہیں سنت رسول اللہ ﷺ سے اس میں اور جب ہم نے اس کو اصل قرار یا تو ہمارے واسطے جائز ہے کہ ہم اس پر بیعت لینے کا مسئلہ متفرع کریں اور اس مسئلہ کو ہم نے قول الجمیل فی سواء السبیل میں ذکر کردیا ہے۔ ثواب ہمارے واسطے ان جیسے امور میں ہے کہ ہم تفریع کریں اس پر بھیجنا داعیوں اور نائبوں کا کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھیجتے تھے اطراف میں اور قبائل میں ایسے لوگ جو داعی ہوں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کی طرف اور ان کو احکام شرعی پہنچائیں۔ چنانچہ آپ نے بھیجا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو قبیلہ اشعری میں اور ابوذر رضی اللہ عنہ کو غفار اور اسلم میں اور عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ کو طرف جہینہ کے اور عامر حضرمی رضی اللہ عنہ کو طرف بنی عبدالقیس کے اور مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کو طرف اہل مدینہ کے اور ان کو کچھ تفویض نہ کیا امور خلافت ظاہر میں سے۔

www.maktabah.org

الناس الی الاسلام وتعلیم القرآن وسنن وفرق بین الخلیفة الظاهر والخلیفة الباطن من حیث ان تعدد اهل الباطن لا یقضی الیٰ تحاصم ونزاع دون الخلافة الظاهر وفرق بین الخلیفة وبین الداعی والرسول فان الخلیفة ینبغی ان یکون عالمًا وسیع العلم وسیع الکلام والداعی ینبغی ان یکتب له عهد یعمل علیه لیس له وراء ذٰلک ویرجع فما اشکل الی الخلیفة واکثر سنن الدعاة والرسول تؤخذ من بعث النبی صلی اللہ علیه وسلم ایاهم الی قوامهم قبل الهجرة فتدبر.

**مشهد آخر** وجدت روحی تضاعفت وعظمت وسبغت واتسعت فتاملت فی هذه الوجدان ففطنت بانه شیء یجده العارف وسره حلول اسرار الحضرات الٰهیة المنعقدة فی الملأ الاعلیٰ بروحه ونزول برکات الاسماء الٰهیة المنعقدة فی المدارک الجمیلة اوّلا والمنفسرة بآیات متلوة منزلة علیٰ قلب رسول مجتبیٰ او اسماء مشهورة صار التعبیر بها عن الحق بحسب صدور تلک الآثار منه جبلة مجبولة وطبیعة ودیدنا فی الناس ثانیا فحلول تلک الحضرات والبرکات

پس ان کا یہ کام تھا کہ لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں اور تعلیم کریں قرآن شریف اور سنت اور فرق خلیفہ ظاہری اور باطنی میں یہ ہے تعدد اہل باطن سے نزاع باہمی نہیں ہوتا۔ ان کی آپس میں خصومت نہیں ہوتی بخلاف اہل ظاہر کے اور فرق درمیان خلیفہ اور داعی کے اور ایلچی کے یہ ہے کہ خلیفہ تو چاہیے عالم وسیع العلم وسیع الکلام اور داعی کو لکھ دیا جائے ایک دستور العمل اس پر عمل کرے۔ اس کے سوا جو مشکل بات ہو تو خلیفہ سے رجوع کرے اور اکثر طریقے داعیوں اور ایلچیوں کے اخذ کیے جاتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے داعی اور ایلچی بھیجنے سے طرف قوموں کی ہجرت سے پہلے پس غور کرو۔

**مشہد آخر** میں نے اپنی روح کو پایا کہ وہ دوچند اور عظیم اور فراخ اور وسیع ہوگئی، تو میں نے اس بات کو سوچا تو دریافت ہوا کہ عارف اس شے کو پاتا ہے اور اس کا راز یہ ہے کہ حضرات الٰہیہ کے اسرار جو منعقد ملاء اعلیٰ میں عارف کی روح میں حلول کرتے ہیں اور نزول ہوتا ہے برکات اسماء الٰہی کا جو منعقد ہیں مدارک جمیلہ میں اولاً اور منفسر ہیں ساتھ آیات متلوہ منزلہ اوپر قلب رسول مجتبیٰ ﷺ یا اسمائے مشہورہ جن کو تعبیر کرتے ہیں حق سے موافق صدور ان آثار کے اس سے از روئے سرشت وجبلت کے اور طبیعت لوگوں کی اور عادات کے ثانیاً پس حلول ان حضرات کا اور برکات کا عارف لوگوں کی روح میں پیدا کرتا ہے وسعت وفراخی اور قوت۔ پس نہ دیکھے گا تو کسی کو کہ وہ ایسے

www.maktabah.org

بروحه يورث فيها سعة وقوة فلن ترى احدا يحدف فى مثل هذا الرجل الا امتلأ منه رعبا وتعظيما وظهر من سبحات وجهه كرم ذات وظهرت البركات فى فراسته وهمته فهذا سر هذا الوجدان واصله.

**مشهد آخر** رايت حضرة نسبتها من الطبيعة الكلية نسبة قوة الارادة والعزم المقرونين بالتحريك من طبيعة فرد من افراد الانسان فكما ان خيال الانسان يتمثل فيه لذة جلب نفع او دفع ضرّ ثم يصطفى الخيال خلاصة هذه الصورة فيلقيها فى تلك القوة فتنبعث القوة فيحصل العزم فيحصل تحريك العضلات الى الفعل المطلوب فكذلك النفس القوية المتجردة يتمثل عندها همة ظهور واقعة فى الناسوت فتصطفى خلاصة تلك الصورة المطلوبة فتحملها مع معرفتها بربها الى تلك الحضرة فينبعث القضاء من قلب الطبيعة الكلية وتحصل صورة الواقعة فى المثال ثم اذا جاء وقت حدوث الواقعة فى الناسوت احدثها الله كما خلقها فى المثال وفطنت ان تاثير الهية بالوجه الذى ذكرنا هو كمال الانسان وانه معد لصيرورة النفس جارحة من جوارح الحق فى البرزخ.

شخص کو غور سے دیکھے اور اس کے رعب میں نہ آ جائے اور اس کی عظمت سے اور تعظیم سے پیش نہ آئے اور ظاہر ہوتا ہے اس کے جلالت چہرہ سے اس کی ذات کا کرم اور اس کی فراست وہمت میں برکتیں۔ پس یہ اس وجدان کا سر اور اس کی اصل ہے۔

**مشهد آخر** یعنی دیکھی ایسی درگاہ کہ اس کی نسبت طبیعت کلیہ سے ایسی ہے جیسے نسبت قوت ارادہ وعزم کی در حالیہ مقرون ہوں حرکت طبیعت سے کسی فرد کے افراد انسان میں سے تو جس طرح انسان کے خیال میں لذت نفع حاصل کرنے کی یا ضرر دفع کرنے کی متمثل ہوتی ہے پس خیال خلاصہ اس صورت کا چھانٹ لیتا ہے اور اس قوت میں اس کو ڈال دیتا ہے تو وہ قوت برانگیختہ ہوتی ہے تو عزم حاصل ہوتا ہے۔ پھر عضلات کو حرکت حاصل ہوتی ہے طرف مطلوب کے۔ اسی طرح نفس قوی مجرد کے نزدیک متمثل ہوتی ہے ہمت ظہور واقعہ کے بیچ عالم ناسوت کے اور نکال لیتی ہے خلاصہ اس صورت مطلوبہ کا اور اٹھا لے جاتی ہے اپنے رب کی معرفت کے ساتھ اس درگاہ میں پھر برانگیختہ ہوتا ہے حکم طبیعت کلیہ کے قلب سے اور عالم مثال میں صورت واقع آتی ہے۔ پھر جس وقت عالم ناسوت میں اس واقعہ کے پیدا ہونے کا وقت آتا ہے، اللہ اس کو پیدا کر دیتا ہے جیسے پیدا کیا تھا عالم مثال میں، تو میں نے دریافت کیا کہ ہمت کی تاثیر اس وجہ سے جو ہم نے بیان کی، یہی انسان کا کمال ہے اور وہ معد ہے اس بات کی نفس جارحہ ہو جائے حق کے جوارح سے عالم برزخ میں۔

www.maktabah.org

**تحقیق شریف** قد ینکشف علی العارف ان القضاء تعلق حتما بایجاد الواقعة الفلانیة علیٰ نحو کذا وکذا وان القدر فی ذلک مبرم ثم یدعو اللہ ھذا العارف بجھد ھمته ویلحّ فی الدعاء حتیٰ ینقلب القضاء قضاء بایجادھا علیٰ نحو آخر فیوجد حسب الھمت وذالک کما روی عن سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنه فی قصة تاجر من اصحاب حماد الرباس وکما وقع لسیدی الوالد رضی اللہ عنه فی قصة مرزا ھدایت اللہ وغیرھا وفیه من الاشکال ما لا یخفی والحق عندی انه یکون علیٰ وجھین احدھما ان بعض الاسباب العالیة اقتضیٰ ھذا الامر اقتضاء متاکدًا وکل اقتضاء فانما فیه شیء واحد ولیس فیه احتمال نقیضه وانما فیه صورة الواقعة کاملة وافرة من غیر انقباض یرد علیھا بسبب آخر فانکشف علیه ھذا الاقتضاء المتاکد بصورته وھیئته ورای منبع القدر المبرم من کرة ھذا الاقتضاء ولم یره صراحا فظن انه القدر المبرم ثم ان ھمته صارت سببًا من الاسباب المعدة لنزول القضاء فعند مزاحمتھا تلک الاسباب کانت حکمة اللہ ان یقبض امرا عما کان علیه ویبسط امرا عما کان علیه

**تحقیق شریف** کبھی منکشف ہوتا ہے عارف کو کہ قضا ضرور متعلق ہے فلاں واقعہ کے ایجاد کرنے میں اس طرح اور اس طرح اور اس میں تقدیر مبرم ہے۔ پھر وہ عارف دعا کرتا ہے اپنی کوشش ہمت سے اور دعا میں الحاح کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ قضا منقلب ہوجاتی ہے ایجاد میں دوسری طرح پر اور پاتا ہے اس کو حسب ارادہ۔ چنانچہ روایت ہے حضرت سیدی عبدالقادر جیلانی ﷜ سے بیان میں ایک سوداگر کی جو حضرت حماد رباس کے اصحاب میں سے تھا اور جیسا کہ واقع ہوا جناب والد ﷜ سے بیچ قصہ مرزا ہدایت اللہ وغیرہ کے اور اس میں جو اشکال ہے، وہ مخفی نہیں ہے اور حق میرے نزدیک یوں ہے کہ یہ امر دو وجہوں پر ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ بعضے اسباب عالیہ مقتضی ہوتے ہیں اس امر کے از روئے اقتضائے متاکد کے اور بیشک ہر اقتضاء میں ایک شے واحد ہے۔ اس کے نقیض کا احتمال اس میں نہیں ہے اور بیشک اس میں صورت واقعہ کی کامل اور وافر ہے بغیر کسی انقباض کے جو اس پر وارد ہو کسی اور سبب سے تو منکشف ہوتا ہے عارف پر یہ اقتضائی متاکد اپنی صورت اور ہیئت پر اور دیکھتا ہے منبع قدر مبرم کا روزن سے اس اقتضاء کے اور اس کو نہیں دیکھتا صریحاً پس گمان کرتا ہے کہ قدر مبرم ہے۔ پھر اس کی ہمت بہت ہوجاتی ہے اسباب معدہ میں سے واسطے نزول قضا کے، پس وقت مزاحمت ہونے ان اسباب کے اس ہمت سے اللہ کی حکمت ایک امر قبض کرلیتی ہے اور دوسرا امر بسط کردیتی ہے تو مراد

www.maktabah.org

فیظهر المراد والثانی ان الله سبحانه یخلق صورة تلک الواقعة فی عالم المثال من اجزاء القوی الروحانیة قبل ان یخلقها من الاجزاء الجسمانیة ثم ینزلها الی الدنیا فتصیر متحدة بالواقعة الناسوتیة وهذا معنیٰ انزال الانعام وانزال المیزان والحدید وانزال البلاء فعیالجها الدعاء فهٰذا الصورة المخلوقة فی عالم المثال ربما یلحفها المحو قال عز من قائل یمحوا الله ما یشاء ویثبت وعنده ام الکتاب والمحو هو الذی سمی رد قضائی قوله صلی الله علیه وسلم لا یرد القضاء الا الدعاء فیکشف علی العارف وجود تلک الواقعة ویعبر عن ذٰلک بالقضاء المبرم ثم تصادمه الهمة فتحوله عن متن طبیعة والله اعلم.

**تحقیق شریف ایضا** قد یعد الله سبحانه لواحد من اهل الله موعودا ثم لا یظهر الامر علی ما وعد مع کون الهام حقا فیشکل هٰذا علیٰ کثیر من الناس تکلم المشایع فی دفع الاشکال فقالوا ربما یکون اللطف بهٰذا العبد ان یوعد بوعد هینی یرغب فیه وینتظر الیه ثم لا یوفی بالوعد ویترقی من حب النعمة الی حب المنعم ومن حب الافعال الی حب الذات

ظاہر ہوتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ پیدا کرتا ہے صورت اس واقعہ کی عالم مثال میں اجزائے قوائے روحانیہ سے پہلے اس سے کہ اس صورت واقعہ کو پیدا کرے اجزائے جسمانیہ سے، پھر اسے دنیا کی طرف نازل کرتا ہے تو متحد ہوجاتی ہے وہ صورت واقعہ ناسوتیہ سے اور یہ معنیٰ ہیں نازل کرنے انعام اور میزان اور حدید کے اور نازل کرنے بلا کے پس معالجہ کرتی ہے اس کا دعا پھر یہ صورت مخلوقہ عالم مثال کبھی محو ہوجاتی ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: یمحوا الله ما یشاء ویثبت وعنده ام الکتاب اور محو وہ شے ہے جس کا نام رد قضا ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ اس کے پاس اصل کتاب ہے۔ لا یرد القضاء الا الدعاء. پس کشف ہوتا ہے عارف پر وجود پر اس واقعہ کا اور تعبیر کرتا ہے اس کو قضائے مبرم، پھر مصادم ہوتی ہے اس کو ہمت تو پھر دیتی ہے اس کی طبیعت کے متن سے واللہ اعلم۔

**تحقیق شریف** کبھی وعدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ سبحانہ کسی اہل اللہ سے، پھر نہیں ظاہر کرتا اس امر کو اس وعدہ پر باوجود یہ کہ الہام حق ہے تو مشکل ہوتی ہے یہ بات اکثر لوگوں پر۔ اس اشکال کے دفع کرنے میں مشائخ نے کلام کیا ہے تو کہا ہے مشائخ نے کہ اکثر اوقات لطف الٰہی اس بندہ پر ہوتا ہے کہ ایک اچھا وعدہ کرتا ہے جس سے اسے رغبت ہے، اس کا انتظار کرتا ہے۔ پھر وہ وعدہ وفا نہیں ہوتا تو یہ بندہ محبت نعمت سے ترقی کرکے منعم کی محبت کرتا ہے اور افعال کی حب

www.maktabah.org

والصفات يريدون ان ترك الوفاء بالوعد ليس نقيصة يجب تنز الله سبحانه عنه بالاطلاق بل ربما يكون ضنا وغرور او تدليساً فيكون من باب النقيصة والله منزه عن هذا القسم وربما يكون لطفا بالعبد وسببا لترقى وتقريبا له فيكون من صفات الكمال ولهذا نظائر منها تقديم كلمة او تاخيرها من محلها لضرورة رعاية الفاصلة وكذلك التكلم بالمجاز لضرورة فقد كلمة مثلها من الحقيقة فى العذوبة او مثل ذلك فان اخذنا ذلك بمعنى الاضطرار وعدم القدرة وكان نقيصة وان اخذناه بمعنى نزول القرآن على لغة قريش وكان من لغتهم التقديم والتاخير لرعاية الفاصلة والتجوز لعذوبة فانزل وفق لغتهم من غير اضطرار له الىٰ ذلك ولكن لطفا بهم ليكون الكتاب بلغتهم التى يعرفونها فيتدبروه حق تدبره كان من صفات الكمال فهذا قولهم وهذا توجيهه وتحريرا لكنا نقول هذا وجدان حق انكشف لهم ثم رجعوا بعد ذلك الىٰ رؤيتهم واستقبلهم علومهم التى خزنتها صدورهم فتحت منها تاويل وجدانهم ونزل اطمينان قلوبهم بالوجدان اطمينانا بهذا التاويل المنحوت

سے جب ذات وصفات کرتا ہے، مشائخ نے ارادہ کیا اس امر سے یہ وعدہ وفا نہ کرنا نقص نہیں ہے۔ واجب ہے اللہ تعالیٰ کی اس سے تنزیہ مطلق بلکہ بسا اوقات وعدہ وفا نہ کرنا بخل وغرور اور تدلیس ہوتا ہے تو یہ نقص ہوا اور اللہ تعالیٰ نقصان سے پاک ہے اور کبھی ہوتا ہے بندہ پر لطف اور اس کی ترقی کا سبب اور ترقی کے تقریب تو یہ صفت ہوئی کمال کی اور اس کے واسطے نظیریں ہیں اور نظیروں میں سے ہے تقدیم کلمہ کی یا تاخیر اس کے اُس کے محل سے واسطے ضرورت رعایۃ فاصلہ کی اور اسی طرح کلام کرنا مجازاً بسبب ضرورت نہ ہونے کلمہ کے مثل اس کی حقیقی غروبت میں یا مانند اس کے تو اگر ہم اس کو اضطرار اور عدم قدرت جانیں تو نقصان ہے اور اگر ہم سمجھیں کہ قرآن شریف لغت قریش میں نازل ہوا ہے اور ان کی لغت میں تقدیم وتاخیر ہوتی ہے واسطے رعایت فاصلہ کے اور تجوز عذوبت کے یہ ان کی لغت میں نازل ہوا ہے اضطرار کے سبب نہیں، بلکہ ان پر لطف کر کے کہ کتاب ان کی لغت میں ہے جسے وہ جانتے ہیں تو وہ آپس میں تدبیر کریں جس قدر تدبر چاہیے تو صفات کمال ہی بس ہے یہ قول ان کا اور یہ ہے توجیہ اور تحریر اس کی۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ وجدان حق ہے منکشف ہوا ان کو۔ پھر رجوع ہوئے وہ بعد اس کے طرف رویۃ کے تو روبرو آئے ان کے وہ علوم جن کا خزانہ ان کے سینے ہیں۔ کھل گئی ان سے تاویل ان کے وجدان کی اور ان کے قلوب کو اطمینان حاصل ہوگیا اطمینان سے۔ اس

www.maktabah.org

من حيث لا يشعرون وكثيرا ما يتفق ذلك وهذا بعينه نظير مسئلتنا هذه فكما ان الوعد حق والموعود قد لا يظهر كذلك التعليم حق وفيه تاويل منحوت فتدبر والحق الصراح ان الالهام ضرب من تجلى الحقائق للعبد على ما هى عليه لما اسدل بينه وبين حالة التجلى الصراح حجاب وضاق بينه وبينها الجوّ الاقدر حلقة بين الابهام والمسبحة انقلب التجلى خطابا والهاما وخاطرا وهاتفا علىٰ الاختلاف استعداد القوى الدراكة والاسباب الحاكمة فى الوقت واذا كان ذلك كذلك فسبب عدم وقوع الموعود امران احدهما ان ينكشف له اقتضاء سيد من سادات الملاء الاعلىٰ مما لو خلىٰ الامر مع هذا الاقتضاء فقط لوجب فى حكمة الله ان يجيب دعائه ويوفر له اقتضائه لكن هنالك اقتضاء آخر مثله او اكد منه يجب فى حكمة الله عند اجتماعهما واصطكاكهما فى القوة التى هى فى قلب الطبيعة الكلية بمنزلة قوة الارادة والعزم المقرونين بتحريك العضلات ان يقضى بنحو آخر ويوجد فى المثال صورة اخرى فهذا العبد بما لا يصل الى صميم القوة العازمة التى هى فى قلب الطبيعة الكلية

تاویل تراشی ہوئی اس جائے سے کہ ان کو خبر نہیں اور ایسا اکثر اتفاق ہوا ہے اور بعینہ ہمارے اس مسئلہ کی نظیر ہے۔ پس جیسا کہ وعدہ حق ہے اور موعود کبھی نہیں ظاہر ہوتا۔ اسی طرح تعلیم حق ہے اور اس میں تاویل تراشیدہ ہے۔ فتدبر پس سوچو اور حق صریح یہ ہے کہ الہام ایک قسم ہے تجلی حقائق کے واسطے بندہ کے علی ما ہی علیہ جس وقت چھوڑ دیا جاتا ہے درمیان بندہ کے اور درمیان تجلی صریح کے حجاب اور تنگ ہوتا ہے درمیان بندہ اور حالت تجلی کے جو مگر قدر کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے حلقہ کے تو ہوجاتی ہے تجلی خطاب والہام اور خاطر وہاف حسب اختلاف استعداد قوت دراکہ اور اسباب حاکمہ فی الوقت کے اور جب ہوا وہ امر اس طرح تو سبب عدم وقوع موعود کی دو باتیں ہیں کہ ان دونوں میں سے ایک تو یہ کہ منکشف ہو بندہ پر اقتضا کسی سردار کا سادات ملاء اعلیٰ سے اس حیثیت سے کہ اگر جمع ہو امر ساتھ اس اقتضا کے فقط تو ضرور ہے اللہ کی حکمت میں یہ قبول ہو دعا اس کی اور زیادہ کیا جائے اس کے واسطے اس کا اقتضا لیکن وہاں ایک اور اقتضا ہے اس کے مانند یا اس سے موکد کہ وجاب ہے اللہ کی حکمت میں۔ جب وہ دونوں اقتضا جمع ہوں اور ایک دوسرے سے مقابلہ کریں قوت میں وہ قوت کہ طبیعت کلیہ کے قلب میں ہے بمنزلہ قوت ارادہ عزم مقرونین کے عضلات کی تحریک کو تو حکم ہو دوسری طرح اور پائی جائے مثال میں دوسری صورت تو پس یہ بندہ بسا اوقات نہیں پہنچتا اس صمیم قوت عازمہ کو جو طبیعت کلیہ

www.maktabah.org

اتخيل انها في مركز العرش وان المركز
لذلك صار مآوىٰ العناصر والمواليد
حتى يقصى اليها بلا واسطة وياخذ عنها
شفاها بل يصل الى خلاصة سيد وصفاوه
همت وينظر من تلك الكوة الى القوة
العازمة فيختلط لون المرآة بالمرائي في
الحدقة ويقصر علمه عن احاطة الاسباب
والوصول الى حميم هذه الحقيقة فلا
يعرف الاهذاء الاقتضاء وحكمه ادهمة
هذا السيد جامعة لهٰذه الاحكام مانعة
للاحكام المضادة لها فيسرى الجميع
والمنع فيه من حيث لا يدرى ثم يناقب هذا
الانكشاف خطابا لاسباب مما ذكرنا ومما
طوينا ذكره وليس هذا اخبارا شفاهيا حتىٰ
يكون صادقا البتة وثانيهما ان ينكشف له
امر مجمل ويتحول هذا الانكشاف
الاجمالي الهاما مجملا فيتبادر اليه العلوم
المخزونة في صدره فنشرحه شرحا من
حيث لا يدرى وكما انها شرح الانكشاف
الاجمالي في المنام فيصير رؤيا يحتاج الى
التعبير فكذٰلك هذا المختلط من الهام
اجمالي وشرح وتفسير منحوت من العلوم
المخزونة يحتاج الى التعبير ولا عبرة
حينئذ بالثلج والاطمينان لانه في احقيقة
ثلج بالامر الاجمالي من حيث هو محفوظ

کے قلب میں ہے اور بیشک میں خیال کرتا ہوں کہ وہ
مرکز عرش میں ہے اور تحقیق مرکز واسطے اس کے ہوگیا
ہے ٹھکانا عناصر وموالید کا تاکہ اضافہ ہوسکے طرف بلا
واسطے اور مواخذہ کرے اس سے طرف اس کے بلکہ
پہنچے طرف خلاصہ سید اور صفاہمت کو اور دیکھے اس
روزن سے قوت عازمہ کوتا مختلط ہوجائے رنگ
مرآت اور مرئی کا آنکھ میں اور قاصر ہو اس کا علم
احاطہ اسباب سے اور پہنچنے سے نہ کو اس حقیقت کے تو
نہ پہچانے وہ بندہ مگر یہ اقتضا اور اس کا حکم اس واسطے
کہ ہمت اس سید کی جامع ہے ان احکام کی اور مانع
ہے اس کے احکام متضاد کو۔ پس سرایت کرتی ہے جمع
اور منع اس میں اس حیثیت سے کہ معلوم نہ ہو۔ پھر
مقلب ہوجاتا ہے انکشاف خطاب سے ساتھ ان
اسباب کے جو ہم نے ذکر کیے اور جس کا ذکر نہیں کیا
اور نہیں ہوتی یہ خبر دینی سامنے اور روبرو کے تاکہ سچی
ہو ضرور اور دوسری بات دونوں باتوں میں سے یہ ہے
کہ اس شخص کو ایک امر منکشف ہو۔ مجمل اور محول
ہوجائے یہ انکشاف اجمالی الہام مجمل کی طرف۔ پس
مبادرت کریں اس کی طرف اس کے سینہ کے علوم اور
اس کی شرح کریں اس حیثیت سے کہ دریافت نہ ہو
اور جیسا کہ اس کے علوم شرح کرتے ہیں انکشاف
اجمالی کے سونے میں اور وہ ہوجاتا ہے ایسا خواب کہ
محتاج تعبیر کا ہو اسی طرح مخلط الہام اجمالی اور شرح
اور تفسیر تراشیدہ علوم مخزونہ سے محتاج تعبیر کا ہوتا ہے
اور اس وقت کچھ اعتبار نہیں ٹھنڈک اور اطمینان کا اس

www.maktabah.org

فی هذا الشرح وربما تبادروا اليه هاجس نفس واستعجال طبيعة وتسويل شيطان فقصير نظره عن التميز فبقي الامر عنده غير مبين وبالجملة فمن رآى هذه الصورة المختلطة قال وعد ولم يوجد الموعود ومن رآى كل شيء متميزا من غيره قال الوعد اجمالي وقد وفي به ولو في نشاة دون نشاة وشبح دون شبح والصورة منحوتة اما بما هو تفسير له محتاج الى التعبير ولم يعبر حق التعبير واما يخلط تلوث به الصدق ولم يبق على صرافته وبالجملة فالوجهان جميعا انما يعتريان المتوسطين اما اهل الكمال فهم بمعزل من ذلك اللهم الا المحتاج الى التعبير ولكنهم لبحرهم في احكام النشآت لا يعما عليهم الامر والله اعلم.

**تحقيق وتمثيل** اعلم ان الارادة هي مرقى علل صدور الخلايق ولكن للارادة علة تصدر منها وهي اقتضاء الذات لها واستلزامها اياها لا يشك في ذلك احد لان الارادة ليست واجبة بذاتها لكنها واجبة بذات الواجب بقي ههنا شيء مشكل جدا هل تعلق الارادة بهذا دون ضده من جهة خصوصية هذا وتعينه واجب بذات الارادة لا يرقى لذلك

واسطے کہ فی الحقیقت یہ دل کی تسلی ہے ایک امر اجمالی سے اس حیثیت سے کہ وہ محفوظ اس شرح میں اور کبھی اس کی طرف متبادر ہوتے ہیں خطرات نفس اور استعجال طبیعت اور دھوکہ شیطان تو آدمی کی نظر قاصر ہوتی ہے تمیز سے تو وہ امر اس کے نزدیک غیر مبین رہتا ہے۔ الغرض جو دیکھے اس صورت مختلط کو وہ کہے گا کہ وعدہ کیا اور موعود نہ ملا اور جو شخص دیکھے ہر شے کو متمیز دوسرے سے، وہ کہے گا وہ اجمالی ہے اور وہ وفا ہوا اگرچہ عالم میں ہوا اور کسی قالب میں ہوا اور صورت تراشیدہ یا ساتھ اس شے کے کہ وہ اس کی تفسیر ہے محتاج تعبیر کی تھی اور تعبیر نہ پائی جیسی چاہیے تھی اور یا مخلوط ہوگئی اس سے جس سے آلودہ ہوا صدق اور اپنی صرافت پر نہ رہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ دونوں وجہیں عاری رکھتی ہیں متوسطین کو مگر اہل کمال اس سے علیحدہ ہیں مگر یوں کہا جائے کہ محتاج تعبیر ہیں، لیکن ان پر اپنے مخبر کے سبب احکام عالم میں امر چھپا نہیں رہتا، واللہ اعلم۔

**تحقیق وتمثیل** جاننا چاہیے کہ تحقیق ارادہ ہے ظہور خلائق کی علتوں کا ندرباں ہے لیکن ارادہ کا ایک محل ہے علت، جہاں سے وہ صادر ہوتا ہے اور وہ کیا ہے ذات کا مقتضی ہونا اس ارادہ کے واسطے اور مستلزم ہونا اس ارادے۔ اس امر میں کسی کو شک نہیں اس واسطے کہ ارادہ بذات خود تو واجب نہیں ہے لیکن وہ ارادہ واجب ہوتا ہے واجب الوجود کے واجب کردینے سے۔ باقی رہی یہاں ایک بات بہت مشکل وہ یہ کہ آیا تعلق ارادہ کا ساتھ اس کے ہے نہ اس کی

www.maktabah.org

وجوب الى الذات الواجبة او يرقى وجوبها من هذه الجهة ايضا الى الذات الواجبة كما يرقى وجوب الارادة نفسها اليها فاستتر هذا السر على اكثر الناس والحق ان الفاقد لوجوب ذاته ووجوده من جذر ذاته فاقد لكل كمال يحدث له بعد وجوده ووجوبه باعتبار ذاته انما تلبسه بذلك الكمال من الذى تلبسه بالوجوب منه فليس تعلق الارادة الاحذو انبساط الاستعدادات التاثيرية المسماة بالاسماء والاستعدادات التاثيرية المسماة بالاعيان من جهة اقتضاء الذات واستلزامها وانبساط تينك القبلتين له حصر يمنع الزيادة والنقص ناشى من جهة الذات ولنضرب لذلك مثلا اليس ان المحاسب اذا تعلقت ارادته بالواحد فشق منه واحدا وواحدا بتثنية النظر فحدث اثنان وشق منه واحدا وواحدا وواحدا بتثليث النظر فحدثن ثلثة وبالجملة اذا تعلقت ارادته بضم مشتق الى مشتق قدر ما يسعه علمه فحدث مراتب الاحاد والعشرات والمآت والالوف ثم جمع بعضها ببعض بقدر ما يسعه فرض العقل جائت امور غير متناهية فى انفسها محصورة بالافاضة الى الواحد فانها يشتق منه.

ضد سے بسبب اس کی خصوصیت کے اور تعین اس کی واجب ہے ساتھ ذات ارادہ کے نہیں مرتفع ہوتا واسطے اس کے وجوب طرف ذات واجب کے یا مرتفع ہوتا ہے وجوب کا اس جہت سے بھی طرف ذات واجب کے یا جیسی مرتفع ہوتا ہے وجوب نفس ارادہ کا طرف ذات واجب کے۔ پس یہ راز اکثر لوگوں پر پوشیدہ رہا اور حق بات یہ ہے کہ جو فاقد ہے واسطے وجوب ذات اس کی کے اور اس کے وجود کی اصل اس کی ذات سے وہ فاقد ہے واسطے ہر کمال کے جو پیدا ہو واسطے اس کے بعد اس کے وجود امر وجوب کے باعتبار اس کی ذات کے جزاین نیست کہ اس کو آراستہ کرتا ہے اس کمال سے وہ جو آراستہ کرتا ہے اس کو ساتھ وجوب کے اس سے تو پس نہیں ہے تعلق ارادہ کا مگر مقابل فراخی استعدادوں تاثیریہ کے جن کا نام اسما ہے اور استعدادوں تاثیریہ کے جن کا نام اعیان ہے بسبب اقتضاء ذات اور اس کے مستلزم ہونے کی اور فراخیاں دونوں استعدادوں تاثیریہ کے واسطے اس کے ایک حصر ہے کہ منع کرتا ہے زیادتی کو اور نقصان کو، جو ظاہر ہو جہت ذات سے اور ہم ایک مثل اس کی بیان کریں، کیا یہ بات نہیں ہے کہ محاسب کا جب ارادہ متعلق ہو واحد سے تو پیدا ہوگا اس سے واحد دوسرے نظر سے تو وہ حادث ہوئے دو اور پھر نکالا اس سے ایک اور ایک ایک تیسرے نظر سے تو حادث ہوئے تین عرض اور جس وقت متعلق ہو ارادہ اس کا ایک مشتق کو دوسرے مشتق سے ضم کرنے کا بقدر

www.maktabah.org

دون غير ومتميزا بعض المراتب من بعض من جهة نحو الاشتقاق فاخذ علة ظهور هذه الصور العددية المتكثرة تعلق الارادة بظهور كمال المحاسب ومنشاتعين تلك المراتب بالترتيب والانحصار والانضباط بحيث لا يزيد ولا ينقص هو الطبيعة العددية المحفوظة قبل الارادة كان الارادة حكاية لطبيعتها ومنصة لظهور احكامها فنسبته الجعل والايجاد الى الماهياتكنسبة تاثير المحاسب فى الاعداد من جهة ظهور صورتها بعد ما لم يكن ونسبة الماهيات ولوازمها الى مفيضها قبل الجعل كنسبة مراتب الاعداد الى الواحد وتقدم بعضها على بعض ولزوم خواص تلك المراتب لها من قبل الطبيعة العددية فقط

فهذا معنىٰ قولهم الماهيات غير مجعولة والجعل والايجاد هو الظهور والفيض المقدس وارتباط الماهيات بمفيضها كارتباط المراتب العددية بالواحد وتعينها بخواها كتعين تلك المراتب بخواصها فرضا قبل ان تتعين وجود او هو الفيض الاقدس فكما ان للعدد سلسلة مرتبة بعضها بعد بعض ممتدة من الواحد

وسعت اس کے علم کے تو حادث ہوئی مراتب احاد اور عشرات اور مآت اور الوف کے پھر جمع کیا بعض کو ساتھ بعض کے اور بقدر فزاعقل کے تو ہوں گے امور غیر متناہی بذات خود محضور نسبت کرنے طرف واحد کے، کیونکہ وہ مشتق ہوئی ہیں اس سے نہ اس کے سوا سے اور متمیز ہیں بعضے مراتب بعض سے جہت طریق اشتقاق سے تو اس وقت ہوگی علت ظہور ان صور عددیہ متکثرہ کے تعلق ارادہ کا ساتھ ظہور کمال محاسب کے اور منشاء تعین ان مراتب کا ساتھ ترتیب وانحصار وانضباط کے اس حیثیت سے کہ نہ زیادہ ہو نہ کم وہ طبیعت عددیہ ہے جو محفوظ ہے ارادہ سے پہلے گویا کہ ارادہ حکایت ہے واسطے اس کی طبیعت کے اور منصۂ ہے اس کے ظہور احکام کا تو پس نسبت جعلی اور ایجاد کی طرف ماہیات کے ایسی ہے جیسے نسبت تاثیر محاسب کے بیچ اعداد کے جہت ظہور ان کی صورتوں کے بعد اس کے نہ تھی اور نسبت ماہیات اور ان کے لوازم کے طرف ان کے مفیض کے جعل سے پہلے ایسے ہے جیسے نسبت اعداد کی طرف واحد کے اور تقدم ان کے بعض کا بعض سے اور لزوم خواص ان مراتب کا طبیعت عددیہ کے قبیل سے ہے فقط۔ پس یہ معنیٰ ہیں

ان کے قول کے الماهيات غير مجعوله اور جعل وایجاد وظہور اور فیض مقدس ہے اور ارتباط ماہیات کا اپنے مفیض سے ایسا ہے جیسے ارتباط مراتب عددیہ کا ساتھ واحد کے اور تعین ماہیات کا ساتھ خواص اپنے کے ایسا ہے جیسے تعین ان مراتب کا اپنے خواص سے

www.maktabah.org

الى ما لا يتناهى كامنة فى الواحد من جهة الفرض والتقدير لا من جهة التقرر بالفعل وكذلك للطبيعة الكلية بما فى حيزها من اركان ومواليد سلسلة مرتبة بعضها بعض بعض معلومة الحواص والمراتب كما قال عن من قائل حكايت عن تلك الحقائق وما منا الاله مقام معلوم منفسرة الى الانواع انفسارا حاصرا لا يزيد ولا ينقص ولا يمكن ذلك ابدا ثم تنفسر تلك الانواع الى الافراد بضربها فى الاتصالات الفلكية والارضية وملاحظات الوضع السابق المعد الموضع اللاحق الى غير النهاية ممتدة هذا السلسلة من ماهية الماهيات وحقيقة الحقائق الىٰ ما لا يتناهى كامنة فى حقيقة الحقائق والبسط الاشياء من جهة الفرض والامكان لا من جهة التقرر بالفعل ثم ارتبط بحقيقة الحقائق الخارج وظهر فيه صورة حقيق الحقائق وارتباط الخارج بحقيقة الحقائق كمثل ارتباط اللوازم بالماهيات فصدر من هذا التجلى بالارادة والاختيار طبيعة كلية واحدة هى كشخص واحد صدر منه بواسطتها الاركان والعناصر ثم حصلٰ من امتزاج القيلتين المواليد وادرك هذا الشخص لواحد ربه الفرد الصمد فى

فرضاً پہلے اس سے کہ متعین ہو وجود اور وہ فیض اقدس ہے۔ بس جیسے واسطے عدد کے ہے سلسلہ ترتیب وار بعض بعد بعض کے کہ ممتد ہے واحد طرف سے نامتناہی کے پوشیدہ ہے بیچ واحد کے جہت فرض سے نہ جہت تقرر بالفعل سے اسی طرح ہے واسطے طبیعت کلیہ کے ساتھ اس شے کے جو اس کے حیز میں ہے ارکان وموالید سلسلہ مرتبہ بعض بعد بعض کے معلوم الخواص والمراتب چنانچہ اللہ تعالیٰ از روئے حکایت ان حقائق کو بیان فرماتا ہے: وما من الا له مقام معلوم کہ منفسر ہے طرف انواع کے انفسار حاصر ایسا کہ نہ زیادہ نہ کم اور نہ ممکن ہوا ابد تک پھر منفسر ہوتی ہیں وہ نوعیں طرف افراد کے جب ان کو ضرب کریں اتصالات فلکیہ وارضیہ میں اور ملاحظہ کریں وضع سابق کا واسطے وضع لاحق کے تا غیر نہایت ممتد ہے یہ سلسلہ ماہیت الماہیات سے اور حقیقت الحقائق سے طرف لانہایت کے کہ پنہاں ہے حقیقت الحقائق میں اور ابسط اشیاء ہے باعتبار فرض وامکان کے نہ باعتبار جہت قریر بالفعل کے۔ پھر مرتبط ہوا ساتھ حقیقت الحقائق خارج کے اور اس میں ظاہر ہوئی صورت حقیقت الحقائق کی اور ارتباط خارج کا حقیقت الحقائق سے ایسا ہے جیسے ارتباط لوازم کا ساتھ ماہیت کے۔ پس صادر ہوئی اس تجلی بالارادہ والاختیار سے طبیعت کلیہ واحدہ کہ وہ مانند ایک شخص واحد کے ہے کہ جس سے صادر ہوئے اس کے واسطے سے ارکان وعناصر۔ پھر حاصل ہوئے امتزاج عناصر وارکان سے

www.maktabah.org

خیاله فحصلت صورة علمية هى كيفية علمية باعتبار ونفس المعلوم باعتبار ونفس العلم باعتبار وهذا اول تجلى فى الطبيعة الكلية ثم نزلت فى المدارك المقيدة فصارت حضرات منها حظيرة القدس وغيرها.

**مشهد آخر** من الاخلاق الانسان خلق يسمى بالسمت الصالح حقيقة ينفظ النفس الناطقة باعمالها واخلاقها التى هى فيها بينه وبين الله وبينه وبين سائر الناس واهتدائها لنظام صالح فيها يرضاه الله من عبده فاذا شاء الله بعبد خيرا فقهه بتلك الاعمال والاخلاق وهداه لنظام صالح فيها تفقيها مفاضا من حصره الرحمة من غير فكر وروية منه وهذه الافاضة انما تكون بركة منفوخة فى خلق السمت الصالح وهذا هو معنىٰ قوله عن من قائل واوحينا اليهم فعل الخيرات واقام الصلوٰة- وهذه الصورة ايجاد الفعل ويتبع هذا الايجاد ايجاد علم بتلك الاعمال والاخلاق ونظامها المحبوب ولا يتكمل احد من عباد الله الا بهاتين الهدايتين لكن كثير من

مواليد اور ادراک کیا اس شخص واحد نے اپنے رب کو فرد صمد اپنے خیال میں تو حاصل ہوئی صورت علمیہ کہ وہ کیفی علمیہ ہے ایک اعتبار سے اور نفس معلوم ہے ایک اعتبار سے اور نفس علم ہے ایک اعتبار سے اور یہ پہلے تجلی ہے طبیعت کلیہ میں، پھر نازل ہوئے مدارک مقیدہ تو ہو گئے حضرات انہی سے حظیرہ قدس وغیرہ۔

**مشهد آخر** اخلاق انسان میں سے ایک خلق ہے۔ اس کا نام سمت صالح ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ منفظ ہے نفس ناطہ کا اپنے اعمال اور اخلاق کا جو اس میں اور اللہ تعالیٰ میں ہیں یا وہ اعمال واخلاق درمیان اس کے اور لوگوں کے ہیں اور ان کا ہدایت پانا ہے واسطے نظام صالح کے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوا اپنے بندہ سے تو جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی بہتری چاہتا ہے تو اس کو سمجھ دیتا ہے ان اعمال واخلاق کی اور ہدایت کرتا ہے اس کو ان کے نظام صالح کی۔ وہ سمجھ افاضہ ہوتی ہے درگاہ رحمت سے بے فکر وروییت کے اس سے اور یہ افاضہ تحقیق ایک برکت ہوتی ہے نفخ کی گئی خلق سمت صالح میں اور یہ معنیٰ ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے: واوحینا الیهم فعل الخیرات واقام الصلوٰة اور یہ صورت ہے ایجاد فعل کی اور تابع ہوتا ہے اس ایجاد کے ایجاد علم ان اعمال واخلاق اور ان کے نظام محبوب کے ساتھ اور اللہ کے بندوں میں سے کوئی کامل نہیں ہوتا مگر ساتھ ان دو ہدایتوں کے لیکن بہت سے افراد انسان ہیں کہ مستوجب ایجاد مشافہ کے نہیں درگاہ رحمت

www.maktabah.org

افـراد الانسـان لا يسـتـوجبـون الايجـاد الـشـفـاهـى مـن حـضـرة الرحمة بغير واسطة فكان الخير حينئذ ان تتوجه الـرحـمـة الـى كـامل من البشر يستحق بجبلتان ينسلخ من احكام الفرد الخاص ويبقى بامة من الناس بحسب امزجتهم وما يليق بها من الاعمال والاخلاق وكيفية ترقيهم من الطبيعة الىٰ ما قدر لهم من القربة ويستوجب ايضا بفطرته ان يجذب من حيز الطبيعة الى حيز القدس فتنصبغ هنالك نفسه بلون الا بجائين ويحيط بهما تحققا وتبينا فاذا توجهت الى كامل هذا نعته ضمته اليها وعظته فانطبع فيه السر المراد وتستبح هنالك هذا السر الاجمالى بصورة بقائه باحكام تلك الامة فيسرى عنه وقد وعىٰ علما ثم يرد الى حيز الفكر والروية فيتكلم كما وعىٰ وهذه حقيقة نزول الشرائع على الانبياء وحيا ونزول الطرق على الاولياء كشفا والهاما فيسمع منه هذا المحتاج الى الواسطة كلامًا دالا علىٰ النظام المراد فتبادر اليه فطرته فياخذ منها خلق

سے بغیر واسطے کے تو اس وقت بہتری یوں ہوتی ہے کہ رحمت متوجہ ہوتی ہے کسی کامل بشر کی طرف جو استحقاق رکھتا ہو اپنی جبلت کے سبب اس امر کا کہ نکل آئے احکام فرد خاص سے اور وہ رہ جائے گروہ مردم میں ان کے مزاج کے موافق اور ان کے مزاک کے موافق اعمال واخلاق کے اور ان کی ترقی کی طبیعت کے لائق جو ان کے واسطے تقدیر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی قربت سے اور نیز مستوجب ہو اس امر کا اپنی فطرت کے سبب کہ جذب کرے حیز طبیعت سے طرف حیز قدس کے اور وہاں منصبغ ہو سکا نفس ساتھ لون وحی کے اور احاطہ کرلے ان دونوں ہدایتوں کا از روئے تحقیق اور تبیین کے۔ پس جس وقت متوجہ ہو رحمت طرف اس کامل کی جس کی یہ صفت ہو وہ رحمت اس سے مل جائے اور اس کو ڈھانک لے تو اس میں منطبع ہوجائے یہ سر مراد اور قالب ہوجائے یہ سر اجمالی اپنی بقا کی صورت میں ساتھ احکام ان لوگوں کے۔ پس سرایت کرے اس سے در حالیہ کہ وہ طرف علم ہے پھر وارد ہو حیز ذکر میں اور رویت میں پھر کلام کرے جیسا کہ اس کو حاصل ہوا ہے اور یہی حقیقت نزول شرائع کی نبیوں پر از روئے وحی اور نزول طریقہ اوپر اولیاء کے از روئے کشف اور الہام کے تو محتاج واسطہ کا سنتا ہے اس سے ایسا کلام جو دلالت کرتا ہے اوپر نظام مراد کے۔ پس متبادر ہوتی ہے اس کامل کی طرف اس کی فطرت اس سے اور اخذ کرتی ہے خلق سمت صالح اور خلق حکمت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جس

www.maktabah.org

السمت الصالح وخلق الحكمة بتوفيق الله مما يناسب خويصة نفسه ويدع امر العامة فيتمثل بين عينيه النظام المراد ويكون حكما فصلا في جميع اموره فيفوز بالسعادة ويكون ممن هدى الىٰ صراط مستقيم وكان سيدنا عمر رضى الله تعالىٰ عنه ممن استوجب عقله بعد معرفة ما يناسب بخويصة نفسه ان يعرف اشياء من حالة الامة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم منبها له على هذه الحالة لقد كان فيمن قبلكم محدثون الحديث وقال لو كان بعدى نبى لكان عمر هذا وقد آتانى ربى من هذا الباب نصيبا ففهمنى مشارب الناس فى قربتهم من ربهم فمن تلك الحضرة ان الناس لا يعتد بقربته حتىٰ يعرف نور الطهارة ويعرف نقده ويعرف الحجاب المسدل بينه وبين هذا النور من الطبيعة ويعرف كيفية قصر الطبيعة والالتجاء الىٰ مباشرة امور علاجه وهيئات نفسانية تعيد اليه ما فقد يجرب كل ذلك من نفسه ويحيط بنفسه من هذه الجهة علما وحتىٰ يعرف لذة المناجات فى السجدة ويعرف كيف رقت روحه وصفت فى تلك الحالة وارتفع بينها وبين الله الحجاب فصارت

قدر کہ اس کے خواص نفس کے مناسب ہے اور چھوڑ دیتا ہے امر عامہ کو۔ پس متمثل ہوجاتا ہے اس کی آنکھوں کے سامنے نظام مراد اور ہوجاتا ہے حکم فیصل سب امور میں تو وہ فائز ہوتا ہے سعادت کو اور ہوجاتا ہے ان میں سے جنہوں نے صراط مستقیم کی ہدایت پائی ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان میں سے تھے جن کی عقل مستوجب ہوئی بعد معرفت کے اس شے کے جو مناسب تھا ان کے خواص نفس کو کہ پہچانیں اکثر چیزیں امت کے حال کی۔ پس فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کی آگاہی کے واسطے ان کو: لقد كان فيمن قبلكم محدثون الخ اور فرمایا: لو كان بعد نبى لكان عمر. وہ یہ ہے اور بیشک مجھ کو دیا اللہ تعالیٰ نے اس میں سے حصہ۔ پس سمجھا دیے مجھے لوگوں کے مشرب اللہ کے قرب میں ان کی تو اس درگاہ سے یہ بات بھی ہے کہ انسان نہیں قابل ہوتا اس قربت کے جب تک نہ پہچانے نور طہارت کو اور اس کے فقدان کو اور جب تک نہ پہچانے طبیعت کے پردے پڑی ہوئے کو درمیان اپنے اور اس نور کے اور پہچانے طبیعت کے غلبہ کو اور اس کے علاج کو اور ہیئت نفسانیہ کو جو اعادہ کرتی ہے اس شے کی طرف وہ شے جو گم ہوگئی ہے تجربہ کرے اس کو اپنے نفس سے اور احاطہ کرے اپنے نفس کا اس سے از روئے علم کے اور یہاں تک کہ پہچانے لذت مناجات کے سجدے میں اور پہچانے کہ کیونکر اس کی روح کو رقت ہوئی اور صاف ہوئی اس حالت میں اور اٹھ گیا حجاب

www.maktabah.org

مشافهة بالمناجاة كانه رأى العين ويعرف كيف يغان على قلبه بعد ذلك وكيف يدفع ذلك بالالتجاء الى كلمات تخشيعة وهيئات بدنيه ونفسانية تعيد اليه ما فقده وحتى يعرف اليقين اى انجماع الخاطر الى الله الاعتماد عليه ويعرف ما يتفرع على هذه الخل من الحاح فى الدعاء الخير الدنيا والآخرة ونعوذ من الفتن من جهة المعرفة ان اعماله واخلاقه واعمال غيره واخلاقه ومصائب الزمان كلها ليست بيده انما هى بيد الله يفعل ما يشاء ويعرف ما يهدى اليه هذه الخلة من الاستخارة فى كل ما يرد عليه والفزع الى الدعاء والتعوذ اضطرارا من جهة معرفة ويعرف ان ما اعده الله فى الدنيا والآخرة فيما يرجع الى القربة والجنة خير من اللذات الفانية الجسمانية وحتى يعلم حجاب الطبيعة وكيف يغلب عليه هذا الحجاب وكيف يفسد عليه نوره واطمينانه ثم كيف يعالج بقهر الطبيعة ويعرف حجاب الرسم وسوء المعرفة فمن عرف هذه الامور من نفسه ولو بقدر خويصة نفسه فهو الذى يعتد بقربته وهو

جو اس روح کے اور اللہ کے درمیان تھا تو ہوگیا مشافہ بسبب مناجات کے جیسا آنکھوں سے دیکھا اور پہچانے اس امر کو کہ کیونکہ پردہ پڑتا ہے اس کے قلب پر بعد اس کے اور کیونکر دفع ہوجاتا ہے ساتھ التجا کے خشوع سے اور ہیبت بدنی اور نفسانی پر لاتی ہے اس شے کو جو گم ہوگئی تھی اور یہاں تک کہ پہچانے یقین کو یعنی جمع خاطری کو اللہ کی طرف اور اعتماد اللہ پر کرے اور پہچانے کہ متفرع ہوتا ہے اس خلت پر تضرع بیچ دعا کے واسطے بہتری دنیا اور آخرت کے اور پناہ مانگے فتنوں سے اس امر کی معرفت سے کہ اعمال واخلاق اس کے اور اعمال واخلاق اس کے سوا کے اور مصائب زمانی کے اس کے ساتھ ہیں۔ نہیں سب اللہ کے ہاتھ ہیں، جو خدا چاہتا ہے سو کرتا ہے اور پہچانے کہ یہ خلت اسے کیا ہدایت کرتی ہے استخارہ سے ہر شے سے جو اس پر وارد ہو اور بیقراری سے طرف دعا کے اور پناہ مانگنی مضطرب ہوکر جہت معرفت سے اور پہچانے کہ کیا اللہ نے اس کے واسطے مہیا کیا ہے دنیا وآخرت میں اس چیز میں جس سے رجوع ہو طرف قربت کے اور جنت بہتر ہے لذات فانیہ جسمانیہ سے اور یہاں تک کہ جان لے حجاب طبیعت کا اور وہ کیونکر اس پر غالب آجاتا ہے اور کیونکر اس کے نور کو فاسد کردیتا ہے اور اطمینان کو پھر کیونکر علاج کیا جائے غلبہ طبیعت کا اور پہچانے حجاب رسم وسوء معرفت کا۔ پس جس شخص نے ان امور کو اپنے نفس سے پہچان لیا بقدر حوصلہ اپنے نفس کے تو وہ شخص

www.maktabah.org

الذی دخل فی قلبه بشاشته الایمان فعلیک ان تکون طبیب نفسک وایاک ان تاخذ هذه العلوم ظهریا.

**مشهد آخر** اطلعنی الحق سبحانه علی حقیقة الروح انما هی ما یموت الانسان بانفکاکه عن البدن وما به الحس والحرکة والحیوة ولها طبقات ولطائف اقربها الی البدن جسم هوائی یتکونٌ فی القلب ثم ینتشر فی البدن ویحمل القوی الدراکة والطبیعة ثم حقیقة مثالیة وهی التی انعقدت قبل ظهور تکوینه فی الناسوت ومنها اخذ المیثاق ثم حقیقة روحیة وهی حصة من الصورة الانسانیة مکتنفة بعوارض مشخصة من قوی الافلاک والعناصر مقتضیة لاحکام خاصة ثم صورة انسانیة مع قطع النظر عن المشخصات ثم صورة حیوانیة ثم صورة نامویة ثم صورة جسمیة ثم حصة من الطبیعة الکلیة ثم انبساط حکم باطن الوجود علی لوح الخارج فمن قال ان الروح جسم لطیف حل فی البدن کحلول النار فی الفحم فهو صادق ومن قال انها مجرد فهو صادق ومن قال انها قدیمة فهو صادق ومن قال انها حادثة فهو صادق لکل وجهة هو مولیها لکن لا یخفی ان الاقتصار قصور.

مقرب ہے اور اس کے قلب میں ایمان کی بشاشت داخل ہوئی۔ پس اپنے پر لازم سمجھ لے کہ تو اپنے نفس کا طبیب ہو اور خبردار! ان علوم کو پس پشت نہ کیجو۔

**مشهد آخر** اطلاع دی مجھے اللہ سبحانہ نے روح کی حقیقت پر کہ بیشک روح وہ شے ہے کہ اس کے بدن سے جدا ہونے سے انسان مر جاتا ہے اور اسی سے حس وحرکت وحیات ہے اور اس کے طبقے اور لطائف ہیں۔ اقرب بدن میں اس کا جسم ہوا ہے کہ جس کا مقالمہ قلب میں ہے۔ پھر وہ منتشر ہوتا ہے بدن میں اور اٹھاتا ہے قوت دراکہ اور طبیعت کو۔ پھر ایک حقیقت مثالیہ ہے اور وہ وہ ہے کہ منعقد ہوتی ہے عالم ناسوت میں ظاہر ہونے سے پہلے اور اسی سے لیا گیا ہے میثاق پھر ایک حقیقت روحیہ ہے وہ ایک حصہ ہے صورت انسانیت کا۔ ایسی صورت انسانی کی مکتنف ہے عوارض مشخصہ سے جو قوائے افلاک وعناصر سے متقضی ہیں واسطے احکام اس کے۔ پھر صورت انسانیہ ہے قطع نظر مشخصات سے، پھر صورت حیوانیہ ہے، پھر صورت نامویہ ہے، پھر صورت جسمیہ ہے، پھر حصہ ہے طبیعت کلیہ سے، پھر انبساط ہے حکم باطن الوجود کا لوح خارج پر تو جو شخص کہے کہ روح جسم لطیف ہے حلول کئے ہوئے بدن میں جیسا حلول آگ کا کوئلے میں تو وہ سچ کہتا ہے اور جو کہے کہ روح مجرد ہے وہ بھی سچا ہے اور جو شخص کہے کہ روح قدیم ہے وہ بھی صادق ہے اور جو شخص کہے کہ روح حادث ہے وہ بھی صادق ہے لکل وجه هو مولیها، لیکن یہ امر پوشیدہ تر ہے کہ اقتصار قصور ہے۔

www.maktabah.org

**تحقیق** قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوة مستجابة فتعجل کل نبی دعوته وانی اختبأت دعوتی شفاعة لامتی ان قلت کل نبی له دعوات مستجابة وکذلک لنبینا صلی اللہ علیه وسلم دعوات کثیرة مستجابة کما وقع فی الاستسقاء وفی مواضع لا نحصی فالی ای دعوة اشار فی هذا الحدیث او یعلم من السباق انها دعوة واحدة لکل نبی قلت هذه الدعوة لیست دعوة رغبة خاصة فی شیء من المطالب بل کلما بعث اللہ تعالیٰ رسولا لطفا بعباده ورحمة لهم فلا یخلو حال العباد من امرین اما ان یطیعوه فیفیض ذلک فی حقهم افاضة برکات علیهم او یعصوه فینقلب ذلک اللطف مقتا وسخطا وغضبا وفی کل من الحالین یلهم النبی الهام نفث فی الروع ان یدعو لهم او علیهم فتلک دعوة واحدة لکل نبی ناشیة من اللطف الذی منه کانت بعثته واما نبینا صلی اللہ علیه وسلم فقد استشعر من نفسه ان اللہ تعالیٰ لم یقصد فی بعثته اللطف بهم فی الدنیا فقط بل اراده مع ذلک ان یکون معه الرحمة عامة یوم المعاد وقد ذکرنا انه صلی اللہ علیه وسلم شهید فی الآخرة والشهادة من خواصه فنفث فی روعه علیه الصلوٰة

**تحقیق** قال النبی صلی اللہ علیه وسلم لکل نبی دعوة مستجابة فتجعل کل نبی دعوته وانی اختبات دعوتی شفاعة لامتی. اگر تم کہو کہ ہر نبی کے واسطے بہت دعائیں مقبول ہیں اور اسی طرح ہمارے نبی ﷺ کے واسطے بہت دعائیں مقبول ہیں جیسا کہ واقع ہوئیں استسقاء اور بیشمار موقعوں میں تو کون سی دعا کی طرف اشارہ ہے اس حدیث شریف میں؟ کیونکہ اس کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دعا ہے واسطے ہر نبی کے تو میں بتاؤں تم کو کہ یہ خاص کسی مطلب کے رغبت کی دعا نہیں ہے۔ بلکہ جب بھیجا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی اپنے بندوں پر لطف اور رحمت کے واسطے تو بندوں کا حال دو امر سے خالی نہیں۔ یا اس نبی کے مطیع ہوئے تو یہ ان کے حق میں افاضہ برکات کا ہوا یا نہ ایمان لائے اس پر تو وہ مہربانی ورحمت قہر وعذاب ہوگیا ان پر اور دونوں صورتوں میں نبی کے دل میں یہ بات ڈالی جاتی ہے کہ ان کے واسطے دعائے خیر کرے یا دعائے بد کرے تو وہ دعا واحد ہے واسطے ہر نبی کے جو اللہ تعالیٰ کے لطف سے پیدا ہوتی ہے جس کے واسطے اسے بھیجا تھا۔ لیکن جو ہمارے نبی ﷺ نے جان لیا اپنے نفس سے اس امر کو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ارادہ کیا ان کے بھیجنے سے فقط دنیا میں ان پر مہربانی کرنے کا بلکہ ارادہ کیا اس کے ساتھ قیامت کے دن عام رحمت کرنے کا اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ شہید ہیں آخرت میں اور شہادت آپ کے

www.maktabah.org

والسلام ان یختبیء تلک الدعوة التی انما تنشأ من اللطف الذی هو منشاء النبوة لیوم المعاد فتدبر فی هذا السر حق التدبر.

**مشهد آخر وتحقیقات** فاض علی قلبی علوم الخلق والایجاد عمومًا والخلق فی النشاة الخیالیة خصوصًا وانه یمکن اجتماع النقیضین والضدین فی نفس الامر لکن بان یکون احد النقیضین فی حضرة ولیس فیها الاجزم بان هذا هکذا او یکون آخر فی حضرة ولیس فیها لا الجزم بان هذا لیس هکذا ونحن نبین لک من هذه العلوم ما تیسر بیانه الخلق جمع اجزاء مختلفة وافاضة صورة مناسبة علیٰ هذه الاجزاء حتی تصیر شیئا واحدا والخلق یکون تارة لما هو من العناصر فتجتمع اجزاء العناصر ویفاض علیها صورة تناسب الصورة العنصریة فی الکیفیات والکمیات وسائر الاعراض فیصیر المخلوق انسانا او فرسا وتارة لما هو من الصور الخیالیة فتجتمع خیالات کانت متشتتة فی الخیال او تکونت فیه من الخیال الصور الواقعة فی الخیال من خارج فیفاض علیها صورة تناسب الصور الخیالیة فی التجرد من وجه والتلطخ بالمادة من وجه وکل خلق فی ای نشاة

خواص سے ہے۔ پس ان کے قلب میں الہام کیا گیا کہ وہ اس دعا کو رکھ چھوڑیں واسطے قیامت کے تو خوب غور کرلو اس کو جو غور کرنے کا حق ہے۔

**مشهد آخر وتحقیقات** افاضہ ہوئے میرے دل پر خلق وایجاد کے علوم عموماً اور خلق کے علوم عالم خیالیہ میں خصوصاً اور یہ کہ اجتماع نقیضین اور اجتماع ضدین نفس الامر میں لیکن اس طرح سے کہ احد النقیضین ایک درگاہ میں ہو اور اس میں نہ ہو مگر یہ یقین کہ یوں اور یوں ہی ہے یا دوسری نقیض ہو دوسری درگاہ میں اور اس میں نہ ہو مگر یہ امر کہ یوں نہیں ہے اور ہم بیان کرتے ہیں تم سے یہ علوم جس قدر ان کا بیان آسان ہے خلق جمع کرنا اجزاء مختلفہ کا اور افاضہ ہے صورت مناسبہ کا ان اجزا پر یہاں تک کہ وہ اجزاء ہوجائیں ایک شے واحد اور خلق کبھی ہوتی ہے عناصر سے تو جمع ہوجاتے ہیں اجزاء عناصر اور افاضہ ہوتی ہے ان کو وہ صورت جو مناسب عنصریت کے ہے کیفیت اور کمیت میں اور سب عرضوں میں تو وہ مخلوق انسان ہوجاتا ہے یا فرس اور کبھی خلق ہوتی ہے صور خیالیہ سے تو جمع ہوجاتی ہیں خیالات کہ تھی پراگندہ ومنتشر خیال میں یا تنگ تھے خیال میں حلول کردیے صورت واقعہ کے بیچ خیال کے خارج سے تو افاضہ ہوتی ہے ان پر وہ صورت جو مناسب ہے صور خیالیہ کو بیچ تجرد کے ایک وجہ سے اور آلودہ ہونے سے افادہ کے ساتھ ایک وجہ سے اور ہر خلق کسی عالم میں ہو اس عالم کے خارج سے اس عالم میں داخل نہیں ہوتی اس واسطے کہ یہ امر محال

www.maktabah.org

كان فانه لا يدخل فى تلك النشاة شيء من خارج تلك النشاة لان ذلك محال لا يقبله العقل ضرورة نعم نشاة تعد لنشأة اخرى وموجود فى نشأة يعد لموجود فى نشأة اخرى وذلك لانتظامهما جميعا فى الطبيعة الكلية وسريانها فى النشآت على السواء فينبغى ان تجرد نظرك الى النشاة الخيالية فهنالك بناء وهدم واحياء واماتة وتقريبات ولله هنالك كل يوم هو فى شان فربما يتعلق الارادة الالٰهية بتكوين شخص خيالى فيبعث له تقريب ويجمع له اجزاء خيالية ومن عجيب الاسرار خلق النسب بعد ما لم يكن فيكون الرجل شريفا فى نفس الامر ويكون ليس بشريف فى نفس الامر فى زمان واحد وذلك انه بما لم يكن الرجل شريفا فى الاصل ولكنه ولد فى زمان تقتضى الاتصالات الفلكية يومئذ نباهة نسبه وارى ان ذلك بنوع امتزاج زحل مع الشمس والمشترى بحيث يكون الزحل مراة ونور الشمس والمشترى منعكسا فيه فحينئذ يكون والله اعلم فى هذا المولود براعة النسب والنباهة من اجله ويكون ذلك الاتصال بحيث يحفظ فى صورة المفاضة حكم هذا اتصال كما يحفظ فى المولودات

ہے، اس کو عقل قبول نہیں کرتی۔ ضرور ہاں یہ بات ہے کہ ایک عالم معد ہے واسطے دوسرے عالم کے موجود ہے ایک عالم میں کہ معد ہو واسطے دوسرے عالم کے اور یہ امر ہے بسبب اس کی انتظام کی طبیعت کلیہ میں اور سرایت کرنی طبیعت کلیہ کی سب عالم میں برابر ہے پس چاہیے کہ تیری نظر مجرد ہو عالم خیالیہ میں کہ وہاں بناتا ہے اور بگاڑتا ہے، زندہ کرتا ہے اور مار ڈالتا ہے اور تقریبات ہے اور اللہ کے لئے وہاں ہر نرالا دن ہے تو بسا اوقات ارادہ الٰہیہ متعلق ہوتا ہے واسطے پیدا کرنے ایک شخص خیالی کے تو برانگیختہ ہوتی ہے واسطے اس کے تقریب اور اس کے واسطے اجزاء خیالیہ جمع ہوتے ہیں اور عجائب اسرار سے ایک خلق نسب ہے بعد اس کے کہ نہ تھا پس ہوتا ہے ایک مرد اصل میں شریف اور شریف نہیں ہوتا نفس الامر میں ایک زمانہ میں اور یہ امر اس لئے ہے کہ اکثر اوقات ایک مرد اصل میں شریف نہیں ہوتا لیکن وہ پیدا ہوا ایسے زمانہ میں کہ اتصالات فلکیہ مقتضی ہیں اس کی بزرگی نسب کو اور میری رائے میں یہ ایک نوع امتزاج ہے زحل کا شمس سے اور مشتری سے اس حیثیت سے کہ زحل آئینہ ہو نور شمس اور مشتری کا اس میں منعکس ہو اس وقت ہوگی اور خدا خوب جانتا ہے اس مولود بچہ میں بزرگی نسب دنیا کے اس کے سبب اور ہوئے وہ اتصالات ایسی حیثیت سے کہ محفوظ ہو اس کی صورت مفاضہ میں حکم اس اتصال کا جیسے محفوظ ہوتی ہے بچوں میں شکل والدین اور نشان والدین کے اور اس مرد میں شرافت موروثی نہیں ہے تو حکم کیا جاتا ہے

www.maktabah.org

اشکال الوالدین ویخاطیطهما وهذا الرجل لیس له شرف موروث فیضی اولا فی الملاء الاعلیٰ بصیرورته شریفا ثم لا یزال فیهم ینمو هذا المعنیٰ کما یربی الانسان فلوة فینموا حتیٰ یترشح منه الهامات الی الملاء السافل ومنه همم من بنی آدم غیر الکمل بلغ الانسان اشده وجاء اتصال یستدعیٰ ظهور نسبه ونباهة امره فحینئذ یتنزل هذا السر فی الارض فیخرج من حفظ الناس او من بین بطون الاوراق وجه یدل علی کونه شریفا وان کان مخالفا لما فی نفس الامر ولکن یقع هنالک شبهة فتنقادلها خیالات بنی آدم فیجتمعون علی نسبته شریفا وتعظیمه من جهة الشرافة واذا کان هذا الانسان من اهل الصلاح فربما یری فی بعض مناماته انه شریف فتطمئن نفسه بذلک وکل من حفظ الامر الاول وفکر انه لیس بشریف لم یقبل منه قوله بل احاطه به انکارا الملاء السافل. وکان کالذی بسبب الشریف بانه لیس شریف وهذا کله فی الخارج شبح وتمثال لتلون نفسه بلون النباهة النسبیة ولکل نباهة نسبیة فی الخارج نسب تستند الیه اما الی امام فی الدین او ملک فی الدنیا فیتعین هذا الاستناد بحکم الوقت ویصیر

پہلے ملاء اعلیٰ میں اس کے شریف ہوجانے کا۔ پھر اس میں ہمیشہ یہ بات بڑھتی جاتی ہے جیسا تربیت کرتا ہے انسان اپنے بچہ کو، پھر وہ بڑا ہوجاتا ہے ایسا کہ اس سے مترشح ہوتے ہیں الہام طرف ملاء سافل کے اور انھی عجائب اسرار سے ہے تو یا بنی آدم کے سوا کاملین کے تو جس وقت پہنچتا ہے انسان اپنی جوانی کو اور آتا ہے وہ اتصال جو مستعدی ہے اس کے ظہور نسب اور نباہت شرافت کا تو نزول کرتا ہے یہ سرزمین میں تو نکلتی ہے حفاظت سے لوگوں کے یا بطون اوراق سے ایسی کوئی وجہ کہ دلالت کرے اس کے شریف ہونے پر اگرچہ وہ مخالف نفس الامر میں ہو لیکن واقع ہوتی ہے وہاں شباہت کہ خیالات بنی آدم کے مطیع ہوتے ہیں اور اس پر جمع ہوجاتے ہیں کہ اس کو شریف کہیں اور بوجہ شرافت سے اس کی تعظیم کریں اور جس وقت ہوتا ہے یہ انسان اہل صلاح میں سے تو اکثر اوقات دیکھتا ہے خواب میں کہ وہ شریف ہے تو اس کو اطمینان ہوجاتا ہے اس سے اور جس کی حفاظت کے امر اول نے اور ذکر کیا گیا کہ وہ شریف نہیں ہے اس کے قول کا اعتبار نہیں ہوتا اور اس کو احاطہ کرتا ہے انکار ملاء سافل کا اور ہوجاتا ہے ایسا جیسے شریف نہیں ہے اور یہ سب باتیں خارج میں ایک کالبد ہیں اور تمثال ہیں واسطے رنگے جانے اس کے نفس کے شرافت نسبیہ کے رنگ سے اور واسطے شرافت نسبیہ کے خارج ہیں۔ نسب ہے کہ مستند ہوتا ہے اس کی طرف یا یہ کہ امام ہو دین میں یا بادشاہ ہو دنیا میں پس متعین ہوتی ہے یہ استناد بمقتضائے وقت اور ہوجاتا

www.maktabah.org

الامر کانہ غیر مؤتنف وقس علیہ اماتۃ الشرف فیبعث اللہ تقریبات عجیبہ ینسبون لھا شرف ھذا الانسان ویفقد من نفسہ لون النباھۃ النسبیۃ ویجتمع الناس علی انہ لیس بشریف ویکتب ذلک فی الملاء السافل وکل من قال انہ شریف انکر علیہ کالذی نسب غیر الشریف الی الشرف ولیس مقصودنا انہ اجتمع النقیضان من قبل انہ شریف من وجہ لیس بشریف من وجہ اذ لیس ھذا من التناقض فی شیء بل ھنالک حضرتان حضرۃ فیھا انہ شریف من کل وجہ وحضرۃ فیھا انہ لیس بشریف من کل وجہ فللخبرین مطابق فی تلک الحضرات ومن ھذا الباب ان خلافۃ الخلیفۃ الجائر خلافۃ فی حضرۃ ولیست خلافۃ فی حضرۃ ومن ھذا الباب تقارب الزمان اذا قربت القیامۃ فیکون السنۃ کالشھر والشھر کالجمعۃ والجمعۃ کالیوم وذلک الانعقاد صورۃ الفناء والعدم فی الملاء الاعلیٰ فیفاض لون ذلک فی الناسوت فیخیل الیھم انہ امتداد وانہ لیس ھنالک امتداد ویختل المقائیس فلا یقدر انسان ان یصنع فی یوم کان یصنعہ من قبل فی یوم وذلک التاثیر ھذا السر

ہے امر گویا سرے سے تھا ہی نہیں اور قیاس کرلے اس پر شرف جاتے رہنے کو کہ اللہ موجود کردیتا ہے ایسے تقریبات عجیبہ کہ ان کے سبب لوگ بھول جاتے ہیں اس انسان کا شرف اور گم ہوجاتا ہے اس کے نفس سے رنگ شرافت نسبیہ کا اور سب لوگ اس پر مجتمع ہوجاتے ہیں کہ وہ شریف نہیں اور لکھی جاتی ہے یہ بات ملاء سافل میں اور جو کوئی اسے شریف کہتا ہے منکر ہوتے ہیں اس سے گویا اس نے غیر شریف کو شریف کی طرف منسوب کیا اور ہمارا مقصود اس سے یہ نہیں کہ اجتماع نقیضین سے اس قبیل سے کہ ایک وجہ سے شریف ہے اور ایک وجہ سے شریف نہیں ہے اس لئے کہ ایک شے میں تناقض نہیں ہے بلکہ یہاں دو درگاہیں ہیں کہ ایک میں ہر وجہ سے شریف ہے اور دوسری میں ہر وجہ سے شریف نہیں۔ واسطے دونوں خبروں کے مطابق ہے ان درگاہوں میں اور اسی باب سے ہے خلافت خلیفہ ظالم کی کہ ایک درگاہ میں خلافت ہے اور دوسری میں خلافت نہیں ہے اور اسی باب سے ہے تقارب زمانہ کا جس وقت قیامت قریب ہوگی کہ ہوگا ایک برس مانند ایک مہینے کے اور ہوگا ایک مہینہ مانند ایک جمعہ کے اور ہوگا ایک جمعہ مانند ایک روز کے اور یہ امر ہوگا واسطے منعقد ہونے صورت فنا اور عدم کے ملاء اعلیٰ میں تو افاضہ ہوگا اس کا رنگ عالم ناسوت میں۔ پس ان کے خیال میں آئے گا کہ امن ہے اور وہاں امتداد نہ ہوگا اور قیاسوں میں خلل آجائے گا۔ کوئی انسان قادر نہیں ہونے کا کہ ایک دن میں وہ کام کرلے جو پہلے ایک

www.maktabah.org

المفاض من الملاء الاعلیٰ بمنزلة تاثير وهم الانسان فی ذلق رجله من جذع بين جدارين ولم يكن لتزلق لو كان هذا الجذع موضوعا فی الارض والاجتماع النقيضين صور كثيرة لا يحيط بها كلامنا فی هذه الساعة والله اعلم.

**مشهد آخر** افيض علی اسرار من المبدع والمعاد فمن اسرار المعاد سر اللباس اهل الجهنم سرابيل من قطران واللباس اهل الجنة السندس والحرير وغيرهما من الالبسة الفاخرة وكذا سر سواد وجوه اهل النار ونضارة اهل الجنة وما يشاكل ما ذكرنا وبيان ذلك يتوقف علیٰ مقدمتين احديهما ان بين النفس اعنی التی بها الحس والحيوة فی الانسان وبخروجها يموت وبين البدت امتزاجا اكيدا لا سيما فی لكثر بنی آدم ممن يتبادر الیٰ فهمه ان الروح وصف للبدن وانها حيوة او انها فی البدن كالنار فی الفحم ولهذا الامتزاج الاكيد يتمثل اوصاف النفس بصورة اوصاف البدن فی المنامات وثانيهما ان بعض الحضرات فی عالم الناسوت يتمثل هنالك معنیٰ بصورة شیء كتمثله بها فی عالم الخيال المقيد

روز میں کرلیتا تھا اور یہ امر ہوگا بسبب تاثیر اس راز کے جو افاضہ ہوا ہے ملاء اعلیٰ سے بمنزلہ تاثیر وہم ازان کے لغزش میں اس کے پاؤں کے اس تنہ درخت سے جو درمیان دو دیواروں کے ہو۔ اگر یہی تنہ درخت زمین پر رکھا ہوتا تو ہرگز لغزش نہ ہوتی اس کے پاؤں کو اور واسطے اجتماع نقیضین کے بہت صورتیں ہیں کہ ہمارا کلام ان کو احادہ نہیں کرسکتا اس وقت، واللہ اعلم۔

**مشہد آخر** افاضہ ہوئے مجھ پر اسرار معاد کے اور معاد کے اسرار میں سے ہے پہنانا اہل جہنم کو کرتے روغن قطران کے اور اہل جنت کو پہنانا سندس وحریر کا اور اس کے سوا اور لباس فاخرہ کا اور اسی طرح اہل جہنم کے منہ سیاہ ہونے اور اہل جنت کے تروتازہ ہونے اور سوا اس کے ایسی ہی شکلیں جو ہم نے بیان کیں اور اس کا بیان دو مقدموں پر موقوف ہے۔ ایک ان دو میں سے یہ ہے کہ نفس کے درمیان جس سے میری مراد وہ شے ہے جس سے حس وحیات ہے انسان میں اور جس کے نکلنے سے مرجاتا ہے اور بدن کے درمیان بڑا مضبوط امتزاج ہے خصوصاً بنی آدم میں جن کی فہم میں متبادر ہوتا ہے کہ روح ایک وصف ہے بدن کا اور وہ ہی حیات ہے یا یہ کہ روح بدن میں ایسے ہے جیسے کوئلے میں آگ سو اس امتزاج کے واسطے متمثل ہوتے ہیں اوصاف نفس کے بصورت اوصاف بدن کے بیچ سونے کے اور دوسرا ان دونوں مقدموں سے یہ ہے کہ بعض حضرات عالم ناسوت میں متمثل ہوتے ہیں معنیٰ بصورت ایک شے کے

www.maktabah.org

كقصة سيدنا داؤد عليه السلام وما تمثلت له الملائكة متخاصمين فى النعاج حزو معاملته مع بعض الناس فى الازواج وبعض تمهيد المقدمتين نقول صبغ الكفر علىٰ نفوسهم هو الذى يصير سرابيل من قطران وسوادا فى الوجه بسبب تاثير اللعنة الالٰهية وصبغ الايمان علىٰ نفوسهم هو الذى يصير سندسا ونضارة فى الوجه بسبب عناية الله بهم رايت ذٰلك رؤية روحانية ومن اسرار المبداء ان رايت الوجود المنبسط متلاشيا فى الحق من جهتين جهة صدوره من الذات الالٰهية وجهة ظهور تجلى الٰهى فيه بحيث احاطه بمجامعه فمن نطق بان الوجود المنبسط هو الله فهٰذا مغراه لكن النظر الدقيق يحكم ان الذات الواجبة صدر منها الشيون بما هى فى المبداع الاول ثم صدر الوجود المنبسط وهو الفعلية والخارج ثم ظهر هنالك فى الخارج شان بعد شان على الترتيب مكنون.

مانند تمثل ان کے عالم خیال مقید میں جیسا قصہ سیدنا داؤد علیہ السلام کا اور متمثل ہونا ملائکہ متخاصمین کا بیچ بھیڑوں کے مقابلہ ان کے معاملہ کے بعض آدمیوں سے ازواج میں اور بعد تمہید دونوں مقدموں کے ہم کہتے ہیں کہ کفر کا رنگ کافروں کی نفوس پر وہی کرتے روغن قطران کے ہوجائیں گے اور روسیاہی بسبب تاثیر لعنت الٰہی کے اور ایمان کا رنگ اہل جنت کے نفوس پر وہی لطیف ریشمی کپڑے ہوجائیں گے اور تروتازگی ان کے چہروں کی بسبب عنایت الٰہی کے ہوگی۔ میں نے دیکھا رویت روحانیہ میں اور اسرار مبداء سے یہ ہے کہ میں نے دیکھا وجود منبسط کو متلاشی حق میں دو جہتوں سے۔ ایک جہت اس کے صادر ہونے کی ذات الٰہی سے اور ایک جہت اس میں ظہور تجلی الٰہی کی ایسی حیثیت سے کہ سب جامع کو احاطہ کرلیا ہے تو جو ناطق ہوا اس بات سے کہ وجود منبسط وہ اللہ ہے تو یہی اس کی غفلت گاہ ہے لیکن نظر دقیق حکم کرتی ہے کہ ذات واجب سے صادر ہوئے شیون ساتھ اس شے کے جو مبداء اول میں ہے۔ پھر صادر ہوا وجود منبسط اور وہ فعلیت اور خارج ہے۔ پھر ظاہر ہوئی خارج میں ایک شان کے بعد شان اوپر اس ترتیب کے۔

**مشهد آخر** فاض على اسرار عجيبة فى طريق ظهور الكرامات اعلم ان الكرامات لا تنبعث الا من قوة فى النفس الناطقة فاذا عدت من الملاء الاعلىٰ والصقت همتها بالقوة العازمة من

**مشہد آخر** مجھ پر افاضہ ہوئے طریق ظہور کرامات کے اسرار عجیبہ۔ جاننا چاہیے کہ کرامات نہیں برانگیختہ ہوتیں مگر اس قوت سے جو نفس ناطقہ میں ہے۔ پس جس وقت سازگار ہوتی ہے ملاء اعلیٰ سے اور اس کی ہمت ملاصق ہوتی ہے شخص اکبر کی قوت

www.maktabah.org

الشخص الاكبر صارت بمنزلة الاستحسان بالنسبة الىٰ تلك العازمة فتنقلب الصورة المطلوبة هنالك عرفا خاتما والاولياء هنالك حدان احدهما حد يكون هنالك ادنىٰ خطرة وادنىٰ استحسان متصلا بالعازمة وثانيها حد يكون هنالك الهمة القوية المنبعثة من صلب النفس المستمرة على النفس فى اوقات كثيرة هى المتصلة بها وبين الطرفين مراتب كثيرة وللاوقات والاحوال والاسباب خواص ثم الاولياء فى ذلك على قسمين منهم من يكون همته النفس متمثلة عنده ويرى الآثار وتصدر منها ومنهم من يكون همته غير متمثلة بل مضمحلة فى خاطر او خيال او لفظ فلا يجد لذلك بالا ويصادف وقتا بتدبير الحق ورحمة به فيصد ومنها آثار والاول اكثر فى الهند وخراسان وما يليها والثانى اكثر فى الحجاز واليمن وما يليها ثم الاولياء اوقات منها ما يكون فيه الارادة الصرفة من غير مزاحمة استبعاد او مخالفة سنة الله انجع فى المقصود فاذا اخطر فى قلبه فاطر استبعاد او مخالفة سنة الله لنكحت كما ترى عند عروض الحياء والخجل وهذا سر قوله صلى الله عليه

عازمہ سے تو ہوجاتی ہے بمنزلہ استحسان کے بہ نسبت اس قوت عازمہ کے تو منقلب ہوجاتی ہے صورت مطلوبہ وہاں عذم قطعی سے اولیاء کے یہاں دو حدیں ہیں ان دو میں سے ایک حد ادنیٰ خطرہ اور ادنیٰ استحسان ہے متصل ساتھ عازمہ کے اور دوسری حد بیان ہمت یہاں قویہ منبعثہ ہے صلب نفس سے کہ وہ مستمرہ ہے نفس پر اوقات کثیرہ میں جو اس سے متصل ہے اور درمیان دونوں طرفوں کے بہت سے مراتب ہیں اور اوقات واحوال واسباب کے واسطے خواص ہیں۔ پھر اولیاء اس میں دو قسم ہیں: ایک وہ ہیں کہ ان کی ہمت نفس ان کے نزدیک متمثل ہے اور وہ دیکھتے ہیں کہ آثار اس سے صادر ہوتے ہیں اور ایک وہ ہیں جن کی ہمت غیر متمثل ہوتی ہے۔ بلکہ مضمحل ہوتی ہے خاطر یا خیال میں یا لفظ میں تو وہ نہیں پاتی اس کے واسطے توجہ اور مائل ہوتی ہے کسی وقت ساتھ تدبیر حق کے اور اس کی رحمت کے تو صادر ہوتی ہیں ان سے آثار اور اول قسم کے اولیاء اکثر ہند وخراسان اور ان کے قرب میں ہیں اور دوسری قسم کے ہیں حجاز ویمن اور اس کے نواحی میں پھر اولیاء کے واسطے وقت ہیں ان میں سے وہ ہے کہ جس میں ارادہ صرفہ ہو کہ اس کو مزاحم نہ ہو بعید جاننا یا مخالف سمجھنا سنت اللہ کا کہ مقصود میں سریع التاثیر ہو کیونکہ جب خطرہ آیا اس کے دل میں استبعاد کا یا مخالف عادت اللہ کا تو قلب رک جاتا ہے جیسے حیا کے آجانے سے اور شرمندہ ہونے سے اور یہ سر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا واسطے

www.maktabah.org

وسلم لابی رافع لما طلب منه الذراع فی المرة الثالثة فقال یا رسول الله انما للشاة ذراعان اما انک لو سکت لنا ولیتنی ذراعا قد راعا ما سکت ومنها ما لا تزید فیه المخالفة والاستبعاد وانکار القوم الاشدة فی العزیمة کما تری عند المنافسة ومعارکة الابطال ومحاربة الاقران ثم الاولیاء فی انبعاث الداعیة علی طبقتین منهم من یکون الداعیة فیه منبعثة من الهام الحق تعالیٰ وذلک ان ارادة نظام الخیر تنفخ فی همته دواعی وذالک اما ان یکون داعیة حادثة لاسباب مقتضیة لها کقصة خضر واما ان یکون داعیة مستمرة کارادة اقامة الامة العوجا العمیاء ببعثة سیدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فانها مستمرة لانزال سرجة من شراجها متصلة بقلبه المقدس فیصیر ارادة لافاعیل خاصة واوضاع جریئة لحسب اقتضاء المقام والوقت وهذه هی الطبقة العلیا المختصة بالکمال المطلق فیصیر اشرافا واستجابة دعاء وتکثیر طعام وشراب بحسب المقتضیات والمعدات ساعتئذ وقس علی ذلک شرجة العلم منجسة من الناموس المنعقد فی الملاء الاعلیٰ ارادة للخیر باهل الارض

ابورافع کے جب اس سے طلب کیا ذراع تیسری مرتبہ اور انہوں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! بکرے کے ذراع دو ہی تو ہوتے ہیں تو آپ نے فرمایا تھا اگر تم خاموش رہتے تو ذراع کے بعد ذراع بہت سے لاکر دیتے جب تک خاموش رہتے اور ان میں سے ہے کہ جس میں مخالفت اور استبعاد اور انکار قوم سخت نہ ہو عزیمت میں جیسے تم دیکھتے ہو جنگ وجدال اور معرکوں میں دلیروں اور پہلوانوں کے اور لڑائیوں میں اقران کے پھر اولیاء داعیہ کے منبعث ہونے میں دو طبقے ہیں۔ ایک وہ طبقہ ہے جس میں داعیہ منبعث ہوتا ہے الہام حق سے اور یہ اس لئے کہ ارادہ نظام خیر کا نفخ کرتا ہے اس کی ہمت میں داعیہ اور ہوتا ہے یہ یا تو داعیہ حادث بسبب اس کے اقتضا کے جیسا قصہ خضر علیہ السلام کا اور یا ہوتا ہے داعیہ مستمرہ جیسے ارادہ سیدھا کرنے کا امت بڑے اندھے کے ساتھ بعثت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بیشک وہ مستمرہ ہے ہمیشہ۔ کوئی گوشہ اس کے گوشوں سے متصل ہے ان کے قلب مقدس سے پس ہوتا ہے ارادہ فعلوں خاص اور اوضاع جزئیہ کا موافق اقتضاء وقت اور مقام کے اور یہ طبقہ اعلیٰ ہے مختص ساتھ کمال مطلق کے پس ہوتا ہے اشراف اور قبولیت دعا اور زیادتی طعام وآب موافق مقتضیات اور معدات کے اس ساعت اور اس پر قیاس کرلو چشمہ علم کا جو جاری ہے ناموس سے اور جو منعقد ہے ملاء اعلیٰ میں اہل زمین کے خیر کے ارادہ سے پس وہ متصل ہے ان کے قلب

www.maktabah.org

فهى متصلة بقلبه المقدس دائما الا انه بتصور بصور شىء بحسب الاوقات والاوضاع وهيات النفس فيخرج بصورة النفث والروع مرة وتمثل الملك اخرىٰ وافاضة بركة فى الروية تارة ومناما اخرىٰ ومنهم من يكون الداعية السلفية هى الباعثة فيه وليس ذٰلك من مقامات الكمل اللهم الا اتماما لمعنىٰ الجامعية واليه الاشارة فى مقالتهم المشهورة ان العارف لا همة له ثم ان الولى اذا بلغ هذا المبلغ من القوة العازمة خلع عليه خلعة الطيبة فى مشهد سويداء القلب من الشخص الاكبر فصار ملاذا للناس وما بالهم وجامعا لشملهم ولست ارىٰ وجوب تفرد شخص بهٰذا الامر بل ربما يصل اليه اثنان وثلٰثة وفوق ذٰلك ايضا والحضرة مع كل واحد كانه المتفرد بها مثل ذٰلك مثل الانسان كل فرد من البشر منفرد به من غير مزاحمة وان كانوا الوفا ومن زعم انفراد شخص بذٰلك فاما يشير الى سر غير ما اشرت اليه ويعرج على هذا الانفراد الذى وكدته ويحمله علىٰ غير يحمله والحمد لله الذى سقانى كاسا دهاقا من كل هٰذه القامات التى اشرت اليها.

مقدس سے ہمیشہ لیکن اس کی صورتیں متفرق ہیں بحسب اوقات واوضاع کے اور ہیئت نفس کے اور کبھی خارج ہوتا ہے بصورت امام قلب کے اور کبھی متمثل ہوتا ہے فرشتہ اور کبھی خواب میں افاضہ برکت کا اور کبھی قیام میں اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ داعیہ سفلیہ باعث ہوتا ہے اور یہ مقامات کاملین سے نہیں ہے۔ انہیں یوں کہا جائے کہ واسطے تمام کرنے معنیٰ جامعیت کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ان کے اس قول مشہورہ میں کہ ان العارف لاہمۃ کہ پھر جب ولی پہنچتا ہے قوت عازمہ کی اس حد کو تو پہنایا جاتا ہے اس کو خلعت قطبیت کا مشہد میں سویداء قلب کے شخص اکبر کی طرف تب ہوجاتا ہے وہ لوگوں کے واسطے پناہ کی جائے اور لوگوں کا مرجع اور جامع ان کے تفرقوں کا اور میری رائے میں نہیں ہے واجب ہونا واسطے ایک شخص کے اس مرتبہ کا بلکہ اکثر اوقات اس کے رتبے کو پہنچتے ہیں دو اور تین اور اس کے سوا بھی اور حضرت ہر واحد کے ساتھ ایسی ہوتی ہے گویا کہ وہ اس میں متفرد ہے مثال اس کی ایسی ہے جیسے انسان کہ ہر فرد بشر منفرد ہے انسان ہونے میں بغیر مزاحمت کے۔ اگرچہ ہیں ہزاروں اور جس شخص نے گمان کیا منفرد ہونا اس رتبہ کا اشارہ کرتا ہے اس سر کی طرف جو غیر ہے اور جس کی طرف میں نے اشارہ کیا یا وہ سیدھا نچلے اس انفراد ہیں اور اس کو حمل کیا کرتے ہیں غیر محل پر اور الحمدللہ کہ ان سب مقاموں سے جو میں نے بیان کیے ہیں، مجھ کو جام لبریز پلایا ہے۔

www.maktabah.org

**مشهد آخر** رايتنى فى المنام قائم الزمان اعنى بذلك ان الله اذا اراد شيئا من نظام الخير جعلنى كالجارحة لاتمام مراده ورأيت ان ملك الكفار قد استولى علىٰ بلاد المسلمين ونهب اموالهم وسبا ذرياتهم واظهر فى بلدة اجمير شعائر الكفر وابطل شعائر الاسلام والعياذ بالله فغضب الله تعالىٰ علي اهل الارض غضبا شديدا ورأيت صورة هذا الغضب متمثلة فى الملاء الاعلىٰ ثم ترشح الغضب الىٰ فرايتنى غضبانا من جهة نفث من تلك الحضرة فى نفسى لا من جهة ما يرجع الىٰ هذا العالم وانا ساعتئذ فى جم غفير من الناس منهم الروم ومنهم الازابكة ومنهم العرب بعضهم ركبان الابل وبعضهم فرسان وبعضهم مشاة علىٰ اقدمهم واقرب ما رايت شبها بهؤلاء الحجاج يوم عرفة ورايتهم غضبوا بغضبى وسالونى ماذا حكم الله فى هذه الساعة قلت فك كل نظام قالوا الىٰ متىٰ قلت الى ان ترونى قد سكت غضبى فجعلوا يتقاتلون بينهم ويضربون وجوه ابلهم فقتل منهم كثير وانكسرت رؤس ابلهم وشفاهها ثم انى فقدمت الىٰ بلدة اخوبها واقتل اهلها فتبعونى فى ذلك

**مشهد آخر** میں نے دیکھا خواب میں کہ قائم الزمان ہوں اس سے میری مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ارادہ کیا کسی شے کا نظام خیر سے تو مجھ کو کہ مانند اعضا کے واسطے اتمام اپنی مراد کے اور میں نے دیکھا کہ کفر کا بادشاہ غالب آ گیا مسلمانوں کے شہروں پر اور ان کا مال لوٹ لیا اور ان کی ذریات کو غلام بنالیا اور شہر اجمیر میں علامات کفر ظاہر کیے اور علامات اسلام کھود یے العیاذ باللہ اور خدا کا بڑا غضب ہے اہل زمین پر اور میں نے دیکھی اس غضب کی صورت متمثل ملاء اعلیٰ میں۔ پھر مترشح ہوا غضب میری طرف تو میں البتہ غضبناک ہوا بسبب ڈرے جانے کے اس درگاہ سے میرے نفس میں نہ اس جہت سے کہ وہ رجوع ہے طرف اس عالم کے اور میں اس وقت لوگوں کے جم غفیر میں ہوں کہ ان میں روم اور ازبک اور عرب سب بعضے اونٹوں پر سوار ہیں اور بعضے گھوڑوں پر اور بعضے پیادہ ہیں اور قریب اس کے جو میں نے دیکھا مشابہ ان کے ہیں حاجی لوگ دن عرفہ کے اور میں نے دیکھا کہ وہ سب غضبناک ہیں میرے غضبناک ہونے سے اور مجھ سے کہتے ہیں کہ کیا حکم ہے اللہ کا اس وقت؟ میں نے کہا ہر انتظام کو دور کرنے کا۔ انہوں نے کہا کب تک؟ میں نے کہا کہ جب تک کہ تم دیکھو میرا غضب ساکت ہوگیا۔ پھر وہ آپس میں قتال کرنے لگے اور اونٹوں کے منہ پر مارنے لگے تو قتل ہوئے ان میں سے بہت اور ان کے بہت اونٹوں کے سر ٹوٹے۔ پھر بڑھا آگے ایک شہر کی طرف جو اس کے ویران کرنے اور اس کے لوگوں کو قتل کرنے کے لئے اور انہوں نے

www.maktabah.org

وکذلک خوبنا بلدة بعدة بلدة حتی وصلنا الاجمیر وقتلنا ھنالک الکفار واستخلصناھا منھم وسبینا ملک الکفار ثم رایت ملک الکاف یماشی مع ملک الاسلام فی نفر من المسلمین فامر ملک الاسلام فی اثناء ذٰلک بذبحه فبطش به القوم وصرعوہ وذبحوہ بسکین فلما رأیت الدم یخرج من اوداجه متدفقا قلت الآن نزلت الرحمة ورأیت الرحمة والسکینة شملة من باشر القتال من المسلمین وصاروا مرحومین فقام الی رجل وسالنی عن المسلمین اقتتلوا فیما بینھم فتوقفت عن الجواب ولم اصرح رأیت ذٰلک لیلة الجمعة الحادیة والعشرین من ذی القعدة سنة ۱۱۴۴ ھ.

پیروی اور تابعداری کی میری اس امر میں اور اسی طرح خراب کیا ہم نے ایک شہر کے بعد ایک شہر یہاں تک کہ ہم پہنچے اجمیر اور وہاں کفار کو قتل کیا اور ان سے چھڑایا ہم نے اس کو اور غلام بنالیا ہم نے کفار کے بادشاہ کو۔ پھر میں نے دیکھا کہ بادشاہ کفار جارہا ہے بادشاہ اسلام کے ساتھ مسلمانوں کے گروہ میں پھر حکم دیا بادشاہ اسلام نے اسی اثناء میں اس کے ذبح کرنے کا تو پکڑ لیا اس کو لوگوں نے اور گرادیا اس کو اور ذبح کر ڈالا چھرے سے۔ پھر جب دیکھا میں نے کہ خون اچھل رہا ہے اس کی رگوں سے، میں نے کہا اب رحمت نازل ہوئی اور میں نے رحمت وسکینہ کو دیکھا کہ شامل ہوئے ان مسلمانوں سے جنہوں نے جہاد کیا اور وہ ہوگئے رحمت کیے گئے۔ پھر کھڑا ہوا ایک مرید اور مجھ سے سوال کیا اور مسلمانوں کا جنہوں نے آپس میں قتال کیا تو میں نے توقف کیا جواب میں اور نہ بیان کیا۔ یہ میں نے دیکھا شب جمعہ کو اکیسویں ماہ ذیقعد ۱۱۴۴ھ کو۔

**مشھد آخر** لا شبھة فی ان حقیقة الحقائق وحدة لا کثرة فیھا وانه لابد لھا من تنزلات لتظھر الکثرات وتتعین المراتب باحکامھا وخواصھا وان حرکتھا من صرافة وحدتھا الیٰ آخر المراتب تدریجیة وان لاغیة لھا الانفس ظھور کمال تلک الوحدة وان لھا عند حرکتھا لنفسھا الیٰ مراتب الکثرات حب مقدس اعلیٰ من

**مشہد آخر** اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ حقیقت بالحقائق وحدت ہے۔ اس میں کثرت نہیں ہے اور اس کے واسطے تنزلات ضرور ہیں کہ کثرت ظاہر ہو اور اس کے احکام وخواص کے مراتب متعین ہوں اور اس وحدت کی حرکت اس کی صرافت وحدت سے آخر مراتب تک تدریجہ ہے اور اس کی کچھ نہایت نہیں مگر نفس ظہور کمال اس وحدت کا اور اس مدت کے واسطے وقت اس کے حرکت لنفسہا کے طرف مراتب کثرات کے حسب مقدس اعلیٰ ہے جسے ارادہ

www.maktabah.org

الارادة الاختيارية التي يقول بها قوم والايجاب الطبيعي الذي يقول به آخرون وان هذا الحب بسيط في اول امره ثم انه يتسع دائرتها شيئا فشيئا بازاء اتساع الكثرة اذ لكل مرتبة خاصة حب خاص كان سببا لبروزها وانه في بساطته الاولى لم يكن خاليا عن جميع المحبات التي ظهرت من بعد لٰكنها كانت مندمجة فظهرت وكامنت فبرزت فهٰذه اصول لا ينبغي ان يشك فيها من له ادنىٰ بال ولنا بعد هٰذه مشهد آخر فشاهدنا ان اندماج جميع المراتب في تلك البساطة ليس على حد واحد بل هنالك حب خاص مندمج في ذٰلك الحب البسيط هو بمنزلة الظاهر البازر الموجود بالفعل وحب آخر هو كالشيء بالقوة القريبة او البعيدة وهذا الحب الظاهر منه حب يتعلق بظهور نشأة كلية اولا وبالذات وليس هنالك ذكر لافراد تلك النشأة ثم اذا جاء وقت ظهور افراد تلك النشأة صار حب ظهور الافراد بتفاصيلها بازرا ظاهرا ومنه حب يتعلق بظهور فرد من نشأة يكون فردا متشخصا في المثال وفردا منتشرا يصدق على كثيرين علىٰ

اختیار کہتی ہے یہ ایک قوم اور اسے ایجاب طبیعی کہتے ہیں اور یہ حب بسیط ہے اپنے اول امر میں پھر اس کا دائرہ وسیع ہوتا گیا آہستہ آہستہ مقابلہ وسعت کثرت کے اس واسطے کہ ہر مرتبہ کے واسطے ایک خاصہ ہے حب خاص کا کہ وہ سبب ہے اس کا بروز ظہور کا اور تحقیق بساطت اولیٰ میں نہیں خالی ان جمیع محبات سے جو بعد میں ظاہر ہوئیں لیکن وہ اس میں مندمج ہیں۔ پھر ظاہر ہوگئیں اور پوشیدہ پھر ظاہر ہوگئیں۔ پس یہ ایسے اصول ہیں کہ اس میں کچھ شک نہ کرنا چاہیے جس شخص کو ادنیٰ بھی سمجھ ہو اور ہمارے واسطے اس کے ایک اور مشہد ہے کہ مشاہدہ کیا ہے ہم نے یہ کہ اندماج جمیع مراتب کا اس بساطت میں حد واحد پر نہیں ہے بلکہ یہاں حب خاص ہے مندمج اس حب بسیط میں وہ بمنزلہ ظاہر بارز موجود بالفعل کے ہے اور ایک حب دوسری ہے وہ مانند قوت قریبہ یا بعیدہ کے ہے اور یہ حب ظاہر اس سے ایسی حب ہے کہ متعلق ظہور نشاء کلیہ کے اولا اور بالذات اور یہاں اس منشاء کے افراد کا کچھ ذکر نہیں پھر جب آیا وقت ظہور افراد اس نشاء کا ہوئی حب ظہور افراد اپنی تفصیلوں سمیت بارز ظاہر اور اس سے ہے جو علاقہ رکھتی ہے ظہور فرد سے اس نشاء سے کہ ہوئے فرد تشخص فی المثال اور ایک فرد منتشر کہ صادق آئی کثیرین پر علیٰ سبیل البدل عالم ناسوت میں اس طرح کہ ہوئے قائم اس مرکز میں ایک شخص پھر بعد اس کے دوسرا شخص اور اسی طرح اور پھر حب متعلق ظہور فرد کے ساتھ اس معنیٰ کے یا یہ کہ قصد کیا جائے

www.maktabah.org

سبیل البدل فی الناسوت بان یکون القائم فی ذلک المرکز شخص ثم من بعده شخص آخر وھلم جراثم الحب المتعلق بظھور فرد بھٰذا المعنیٰ اما ان یقصد به ظھور تدبیر الٰھی متعلق بتلک النشأۃ اولا وکذٰلک اذا تعلق الحب بظھور نشأۃ کلیۃ ثم انفسر ذٰلک الحب عند ظھورھا الیٰ افراد واشخاص فاما ان ینفسر بقصد ظھور تدبیری الٰھی ولا یکون المقصود الانفس وجود ھذا النوع من الکمال شاھدنا ذٰلک وشاھدنا ان النشأۃ الانسانیۃ لیست تابعۃ للنشأۃ الحیوانیۃ فقط بل بازائھا حب خاص ظھر فی اول الامر وکذٰلک النشأۃ الحیوانیۃ لیست تابعۃ لنشأۃ النامویه وشاھدنا ان الحب المتعلق بظھور فرد اذا کان فی اول الامر یکون ھذا المراد فردا جامعا لجمیع النشأۃ الھیۃ والکونیۃ فان کان قصدیۃ تدبیر نشأۃ فھو الفرد النبی کالحقیقۃ النبویۃ التی کانت متمثلۃ فی عالم المثال وھو النبی بالاصالۃ وما زال فی عالم الناسوت یظھر لھا مثال بعد مثال حتیٰ وجد سیدنا محمد صلی اللہ علیه وسلم فکملت باحکام تلک المرتبۃ وان لم یقصد به تدبیر نشأۃ بل

اس سے تدبیر الٰہی کے ظہور کا جو متعلق ہے ساتھ اس نشاء کے یا نہ ہو اور مانند اس کے جب متعلق ہوئے حب ساتھ ظہور نشاء کلیہ کے پھر منفسر ہوئی یہ حب اپنے ظہور کے وقت طرف افراد اور اشخاص کے پھر یا یہ کہ منفسر ہوئے ساتھ قصد ظہور تدبیر الٰہی کے یا نہ ہو مقصود مگر نفس وجود اس نوع کا کمال سے یہ ہم نے مشاہدہ کیا اور ہم نے مشاہدہ کیا کہ نشاء انسانیہ تابع نہیں نشاء حیوانیہ کے فقط بلکہ اس کے مقابل حب خاص ہے کہ اول امر میں ظاہر ہوئی اور اسی طرح نشاء حیوانیہ تابع نہیں نشاء نامویۂ کے اور ہم نے مشاہدہ کیا کہ حب متعلق ظہور فرد کے اگر ہے اول امر میں تو ہوگی یہ مراد جامع جمیع نشائت الٰہیہ کے اور کونیہ کے پس اگر ہے اس سے قصد تدبیر نشاء کا تو وہ فرد نبی ہے مانند حقیقت نبویہ کے جو متمثل تھے عالم مثال میں اور وہی نبی بالاصالت ہے اور ہمیشہ عالم ناسوت میں اس کی مثال ظہر ہوتی ہے ایک کے بعد دوسرے کے یہاں تک کہ پائے گئے سیدنا محمد ﷺ پس پورے ہوگئے ان سے احکام اس مرتبہ کے اور اگر قصد نہ کی جائے اس سے تدبیر نشاء کی بلکہ قصد کیا جائے نفس تحقیق اس وجہ کا کمال سے تو وہ ایسا فرد ہے کہ نبی نہیں اور جس وقت متعلق ہوئے حب ظہور نشاء کلیہ کے پھر جب آیا وقت ظہور اس کے افراد کا متعلق ہوئی حب ثانی ظہور فرد کے۔ پس اگر قصد کیا جائے اس سے تدبیر نشاء کا تو وہ ایک نبی ہے انبیاء میں سے اور نہیں وہ فرد جامع اور جو یہ قصد نہ کیا جائے اس وقت بلکہ

www.maktabah.org

انما قصد نفس تحقق هٰذا الوجه من الكمال فهو الفرد الذى ليس بتبعىّ واذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم لما جاء وقت ظهور افرادها تعلق الحب ثانيا بظهور فرد فان كان قصد به حينئذ تدبير نشأة فهو نبى من الانبياء وليس فى الفرد الجامع وان لم يقصد به حينئذ ذٰلک بل محض ظهور كمالات تغلب فيها القوى الٰهية علىٰ القوى الكونية فهو الولى الفانى الباقى وربما لا يتعلق الحب فى اول الامر ولا عند ظهور افراد النشأة الكلية بظهور فرد بل انما يتعلق عند ظهور افراد في الناسوت وحينئذ ان كان قصد به تدبير ملته فهو وارث الانبياء او غير ذٰلک فهو وارث الملاء الاعلیٰ او لم يقصد الا كونه راشدا فقط فهو وارث الاولياء فهٰذه معرفة عامضة عض عليه بنواجذک ثم اعلم ان للفرد احكاما لا توجد لغيره منها انه ليس له مستقر من اول ما سافرت النقطة الحبية الیٰ ان تعود لما منه سافرت انما كل نشأة له مستودع وسيره فيها اسرع من سير السهم اذا نفذ من القوس حتیٰ يبلغ الیٰ منتهاه فلا يتعلق بذيله شیء من قذر الشأة بخلاف غيره اللهم الا ما كان فى حكمة الله ان النشأة

محض ظہور کمالات کا کہ جن میں غالب ہو قوائے الہیہ قوائے کونیہ پر تو وہ ولی فانی باقی ہے اور بسا اوقات حب اول امر میں متعلق نہیں ہوتے اور نہ وقت ظہور افراد انشاء کلیہ کے ساتھ ظہور فرد کی بلکہ وہ حب متعلق ہے وقت ظہور افراد کے بیچ عالم ناسوت کے اور اس وقت اگر اس سے قصد کیا جائے تدبیر ملت تو وہ وارث الانبیاء ہے یا اس کے سوا پس وہ وارث ملاء اعلیٰ کا ہے یا نہ قصد کیا جائے مگر اس کا راشد ہونا فقط تو وارث اولیاء ہے پس یہ معرفت بہت عامض ہے، اس کو خوب مضبوط ڈاڑھوں سے پکڑو پھر یہ جان کہ فرد کے واسطے احکام ہیں اس کے غیر میں نہیں پائے جاتے بعض ان میں سے یہ ہے کہ اس کے واسطے کوئی قیام گاہ نہیں اول سے جب سے سفر کیا نقطہ حبیہ نے جب تک کہ وہ عود کرے واسطے اس شے کے جس کے واسطے سفر کیا تھا۔ بیشک ہر نشاء کے لئے پناہ گاہ ہے اور سیر اس کے بیچ اس کے تیز تر ہے تیر سے جس قوت سے وہ نکلے کمان سے یہاں تک کہ پہنچے اپنی منتہا کو پس اس کے دامن میں کوئی شئے نجاست وآلودگی نشات سے نہیں لگتی بخلاف اس کے غیر کے الہی مگر یہ بات ہے کہ اللہ کی حکمت میں ہو کہ نشاۃ متاخر مدد چاہے نشاۃ متقدم سے از روئے ضرورت کے اور بعض ان میں سے یہ ہے کہ اس کو نصیب ہوتی ہے محبت ذاتیہ اور اس کی حقیقت ہے نقطہ حبیہ عود کرنے والا طرف اس شے کے جس سے یہ سیر ہے علماً یا حالاً یا نشاۃ اور اس کے غیر کے واسطے اس میں نصب نہیں

www.maktabah.org

المتاخرة تستمد من النشأة المتقدمة ضرورة ومنها انه يرزق المحبة الذاتية وحقيقتها النقطة الحبية عائدة الىٰ ومنه هٰذا السير علما او حالا او نشأة واما غيره فليس له فى هذا القسم نصيب ومنها انه لا يكون السبب الحقيقى لانتقال الفرد من نشأة الىٰ نشأة الا لمحبة الذاتية تفصيل ذٰلك ان الفرد اذا ورد فى مستودع فلابد ان يلفت زمانا الا احكام تلك النشأة فيصل الىٰ ذروة سنامها ويقتعد غاربها ويظهر منه ما لا يظهر من غيره ثم بعد ذٰلك لابد ان ينفض تلك النشأة عن نفسه كالجنين يخرج من بطن امه وينفض عنه النشأة الجنينة فاذا حان النفض تذكر النقطة الحبية فيه مقر الغرو حين البساطة وتشتاق اليه اشد الاشتياق فهيمانها لنفسها هى المحبة الذاتية ومن خاصيتها ان ينقطع عنه عروق تلك النشأة فيموت وينفك نسمة عن جسد الكثيف الاوصى واذا حان انفكاك روحه عن نسمته الهوائية عاد اليه ذٰلك الهيمان ولنفض واذا حان انفقاء رحه عاد اليه ايضا وهلم جراحتى تصيل النقطة الىٰ حيزها وموضع بساطتها ومقر عنها اما

ہے اور بعض ان میں سے یہ ہے کہ نہیں ہوتا سبب حقیقی واسطے انتقال فرد کے ایک نشاء سے دوسرے نشاء کی طرف مگر محبت ذاتیہ اس کی تفصیل یہ ہے کہ تحقیق فرد جب وارد ہوتا ہے مستودع میں تو ضرور ہے اس کو کہ التفات کرے ایک زمانہ اس نشاء کے احکام کی طرف پس واصل ہو سکے اعلیٰ بلندی کو اور ٹھہرے وہاں اور اس سے وہ باتیں ظاہر ہوں جو اس کے غیر سے نہ ظاہر ہوں پھر بعد اس کے ضرور ہے کہ یہ نشاء اس کو اپنے میں سے نکال دے جیسے بچہ ماں کے شکم میں سے نکلتا ہے اور دور ہو جاتا ہے اس سے نشاء بچہ پن کا تو جب وقت ہو دور ہو جانے کا تو یاد دلائے نقطہ کو اور مشتاق ہو اس کا نہایت شوق سے پس اس کا جوش اس کے نفس کے واسطے وہ ہے محبت ذاتیہ اور اس کے خاصیتوں سے ہے کہ اس سے منقطع ہو جائیں عروق اس نشاء کے پس وہ مر جائے اور رہا ہو جائے اس کی روح اس کے جسم کثیف سے خالی اور جب وقت ہو اس کی روح کے انفکاک کا نسمہ ہوائیہ سے عود کرے اس کی طرف وہ سرگشتگی محبت اور بے تعلقی اور جب وقت ہو داخل ہونے کا اس کی روح کا تو بھی اس کی طرف عود کرے اور اسی طرح عود ہوتی چلی جائیں جب تک نقطہ اپنے حیز کو اور اپنی جان بساطت کو اور اپنی قرار گاہ عزت کو لیکن ٹھہرنا نہایت میں نشاء جسدیہ کے پس نبیوں میں تو ظاہر ہے اور ان کے سوا میں پس منصب وراثت انبیاء کے ہیں جیسے مجددیت اور قطبیت اور ان کے آثار و احکام کا ظہور اور پہنچنا حقیقت کو ہر

www.maktabah.org

اقتعاد غارب النشأة الجسدية ففى الانبياء ظاهر واما فى غيرهم فمناصب وراثة الانبياء كالمجددية والقطبية فظهور آثارها واحكامها والبلوغ الىٰ حقيقة كل علم وحال والجمع بين واصفات كل مقام حصل لكل انسان مذ خلق الخلق وظهور رقائق منه وتعين كل رقيقة بما يناسبها ووفور آثار كل رقيقة بحيث لا يشغله شان عن شان واما اقتعاد غارب النشأة النسمية فمنه ان يكون معدا الوصول علوم النسم المقيدة باجسادها الى التدلى الاعظم الممتلى منه الطبيعة الكلية وان يكون جارحة فى افاضة الصور الخارجية والوقائع الكونية وان شئت الحق فليس للفتد حال ولا مقام ولا منصب انما كل شىء له بلسان رقيقة وعلىٰ حال تدلى لٰكنه العالم باسره لا يغشاه حال ولا منصب انما الاحوال والمناصب فيه فعلى هٰذا ينبغى ان يحمل كل كلام من الفرد مما يشعر بقيامه بالتدبيرات العالية والمناصب الشامخة وقد نبهناک علىٰ جماع كلامه وملاک امره ان كنت لقنا وفيه عشر رقائق ظاهرة بارزة ولكل رقيقة حكم واثر خاص لابد ان يظهر تلک الآثار منه وليس له ان

علم حال کے اور جمع درمیان صفا کیوں ہر مقام کے حاصل ہے واسطے ہر انسان کے جیسے پیدا ہوئی ہے خلقت اور ظاہر ہونا اس سے رقایق کا اور متعین ہونا ہر رقیقہ اس شے سے جو اس کے مناسب ہے کہ زیادتی آثار ہر رقیقہ کی اس حیثیت سے نہ روکے اس کو ایک حال دوسرے حال سے اور لیکن ٹھہرنا بلندی پر نشاءِ نسمیہ کا پس اس سے ہے یہ کہ معد ہو واسطے وصول علوم نسمیہ مقیدہ باجسام کے طرف تدلی اعظم کے جس سے پُر ہے طبیعت کلیہ اور یہ کہ اعضا ہو جاوے وافاضہ میں در خارجیہ کے اور وقائع کونیہ کے اور اگر تو چاہے کوئی بات تو نہیں ہے وسطے فرد کے کوئی حال اور نہ مقام اور نہ منصب تحقیق ہر شے واسطے اس کے ہے ساتھ زبان رقیقہ کے اور اوپر حال تدلی کے لیکن عالم تمام نہیں ڈھانکتا اس کو حال اور نہ منصب جز ایں نیست کہ احوال اور مناصب بیچ اس کے ہیں پس بنا بریں چاہیئے یہ کہ حمل کیا جائے ہر کلام فرد کا اس شے سے جو خبر دی اس کے قیام کے تدبیرات عالیہ ومناصب بلند سے اور ہم آگاہ رہ چکے ہیں تجھ کو جامع کلام اور اصل سے اس کے اگر تو سمجھدار ہے اور اس میں دس رقائق ظاہرہ بارزہ ہیں اور ہر رقیقہ کا اثر وحکم خاص ہے ضرور ہے کہ وہ آثار اس سے ظاہر ہوں اور نہیں روا اس کو کہ روکے اپنے نفس کو ان سے اس واسطے کہ وہ جبلت ہے، سرشت ہوئی ہے اوپر ان کے رقیقہ قمریہ ہے جو مقابل ہے علوم کسبیہ کے یعنی علم حدیث اور برکات طریقوں سے جو منسوب ہیں مشائخ صوفیہ کی طرف اور ایک

www.maktabah.org

یکج نفسه عنها لانها جبلة جبلت علیها رقیقة قمریة لحذو حذوها من العلوم الکسبیة علم الحدیث وبرکات الطریق المنسوبة الیٰ مشائخ الصوفیة ورقیقة عطاردیة یحذوا حذوها من المعلوم الکسبیة التصانیف ورأی خاص فی کل علم یبلغ الیه نظره ابا کان سواء کان معقولا او منقولا رقیقة زهریة یحذوا حذوها الجمال والمحبة لحب کل احد یحبه کل احد من حیث لا یدریان ورقیقة شمسیة یحذوا حذوها الغلبة والظهور علی الکل معنیٰ واستحقاقا وحفظا لجمیع خلق الله تحب الحکم الوحدانی ورقیقة مریخیة یحذوا حذوها من کل کمال التاصل والشدة والرسوخ ولولاها لکان کل شیء مهلهلا ضعیف النسج ورقیقة مشتریة یحذوا حذوها قطبیة وامامة وهدایة وکونه مثابة للناس فیما یتقربون الیٰ ربهم ورقیقة زحلیة یحذوا حذوها من کل رقیقة بقاؤ تاصل وتفود مدی الازمنة وایضا تجرد الی الطبیعة الکلیة ورقیقة من الملاء الاعلیٰ یحذوا حذوها همة محیطة بجمیع ما یلصق به هی شبح لنظر الله عصمة له ورقیقة من الملاء السافل یحذوا حذوها نور یدخل

رقیقہ عطارد یہ ہے وہ مقابل ہے علوم کسبیہ تصانیف ورائے خاص سے ہر علم میں کہ اس کی نظر پہنچی اس میں کوئی علم ہو معقول ہو یا منقول ہو اور ایک رقیقہ زہریہ ہے وہ مقابل ہے جمال ومحبت کے کہ وہ ہر ایک دوست کھتا ہے اس حیثیت سے کہ دونوں کو معلوم نہیں اور ایک رقیقہ شمسیہ ہے وہ مقابل ہے غلبہ اور ظہور سب پر معناً واستحقاقاً وحفظاً ساتھ تمام خلقت اللہ کی تحت ہیں حکم وحدانی کی ہیں اور ایک رقیقہ مریخیہ ہے کہ اس کے مقابل ہے ہر کمال سے تاصل اور سختی ورسوخ اگر وہ نہ ہوتا تو ہر شے ہوتی بودی اور بناوٹ کی کمزور اور ایک رقیقہ ہے مشتریہ یہ مقابل ہے اس کے قطبیت وامامت اور ہدایت اور ہونا اس کا لوگوں کا مرجع جس میں لوگ اللہ کا قرب ڈھونڈھیں اور ایک رقیقہ ہے زحلیہ اس کے مقابل ہے ہر رقیقہ بقا اور تاصل اور نافذ ہونا درازی زمانہ تک اور نیز تجرد طرف طبیعت کلیہ کے اور ایک رقیقہ ملاء اعلیٰ سے اور اس کے مقابل ہے ہمت جو محیط ہے ان سب چیزوں کو اس سے لگی ہوئی ہیں وہ قالب ہے اللہ کی نظر اور اس کی عصمت کا اس کے واسطے اور ایک رقیقہ ہے ملاء سافل کا مقابل ہے اس کے نور جو داخل ہوتا ہے اس کے ہاتھوں اور پاؤں اور آنکھوں میں اور تمام اعضا میں اور ایک رقیقہ ہے تدلی الٰہی کا جو متدلی ہے اللہ کے بندوں کی طرف اس سے دو شعبے نکلتے ہیں ایک شعبہ نور نبوت کا اور ایک شعبہ نور ولایت کا اور بعد اس کے اس کا نفس بالکل نفس قدسیہ پیدا ہوا ہے کہ نہیں روکتی اس کو کوئی شان

www.maktabah.org

فی یدیہ ورجلیہ وعینیہ وجمیع اعضائہ ورقیقۃ من التدلی الالٰھی المتدلیٰ الیٰ عباد اللہ ینشعب منہ شعبتان نور النبوۃ وشعبۃ الولایۃ وبعد ذٰلک کلہ جبلت نفسہ نفسا قدسیۃ لا یشغلھا شان عن شان ولا یاتی علیہ حال من الاحوال الی التجرد الی النقطۃ الکلیۃ الا وھو خبیر بھا الآن وانما الآتی تفصیل لاجمال او شرح نقطۃ بدورۃ ولیس صدور الکرامات من الفرد کصدورھا عن غیرہ فان غیرہ یصدر منہ الآثار والخوارق بغلبۃ حالۃ فیہ حیث تحکمت علیٰ طبقات وجودہ وتسلطت ولم یکن العمدۃ الا ھی اما الفرد فکل جزء منہ مستقل علیٰ شاکلتہ وذٰلک انک قد علمت ان فیہ رقائق کلیۃ جملیۃ وجائت من قبل الاسماء الٰھیۃ ورقائق جائت من قبل نفوس الافلاک وطبایعھا ورقائق جائت من قبل العناصر ورقائق جائت من قبل تصنف الکمال الحاصل لہ اصنافا فلا یتسلط جزء علی جزا آخر قط فلا تنعزل البھیمۃ عن مقتضائھا ابدا بتسلط الملکیۃ علیھا ولا تنعزل الملکیۃ عن مقتضاھا ابدا بتسلط البھیمیۃ علیھا ولا یکون متجرد الشیء من الکمال بحیث

کسی شان سے اور اس پر کوئی حال نہیں آتا احوال سے وقت تجرد کے طرف نقطہ کلیہ کے مگر وہ آگاہ ہوتا ہے اس سے اس آن اور تحقیق آنے والا تفصیل ہے اجمال کی یا شرح ہے نقطہ کے ساتھ دورہ کے اور فرد سے ایسی کراماتیں صادر نہیں ہوتیں جیسے اس کے غیر سے کیونکہ اس کے غیر سے اس حالت کے جو اس میں ہے جب حکم کرتی ہے وہ حالت کے جو اس میں ہے جب حکم کرتی ہے وہ حالت اس کے طبقات وفود پر اور مسلط ہوتی ہے اور نہیں ہوتی عمدہ مگر وہ ہے لیکن فرد کا ہر جز اپنی روش صورت پر مستقل ہوتا ہے اور یہ بات اس لیے ہے کہ تم جان چکے ہو کہ اس میں رقایق کلیہ جملیہ ہیں کہ آئے ہیں اسماء اللہ کی طرف سے اور رقائق ہیں کہ آئے ہیں نفوس افلاک سے اور طبائع افلاک سے اور رقائق ہیں کہ آئیں جانب عناصر سے اور رقایق ہیں کہ آئے ہیں طرح طرح کے کمالوں سے جو اسے حاصل ہیں تو نہیں مسلط ہوتا ایک جز دوسرے جز پر کبھی تو نہیں معزول ہوتی بہیمت کبھی اپنے مقتضا سے ملکیت کے تسلط سے اس پر اور نہ ملکیت اپنی مقتضا سے معزول ہوتی ہے کبھی بہیمت کے تسلط سے اس پر اور کبھی متجر نہیں ہوتا کسی کمال کے واسطے ایسی حیثیت سے کہ دوسرے کمال کا اثر کم ہوجائے بلکہ اس کے نزدیک ہر شے اپنی مقدار سے ہے تو اس سے جو خارق عادت ظاہر ہوتو دو وجہیں ہیں ایک ان دو سے یہ ہے کہ مدبر حق اپنے بندوں کو نفع پہنچانا چاہے دنیا کا یا آخرت کا یا ضرر دفع کرنا چاہے

www.maktabah.org

یمحق اثر کمال آخر بل کل عنده بمقدار فاذا ظهر منه خارق عادة فباحد وجهین احدهما ان یکون المدیر الحق اراده بعباده ایصال نفع دنیوی او اخروی او دفع ضرر کذٰلک او اراد تعذیبهم علیٰ افعالهم فیجری علیٰ یدیه وینسب الخرق الیه وهو فی الحقیقة کالمیت فی ید الغسال لا اختیار له فی ذٰلک وثانیهما ان ترجع هٰذا الفرد الیٰ عقله وحکمته وفراسته فاذا ارای شیئا فیه نفع له او لغیره بسط رقیقه من رقائقة الیٰ ما یناسب هٰذا الشیء فظهر خارق عادة فی الناس مثلاً اراد ان یخبر الناس بما سیاتی من الوقائع فبسط رقیقة من رقائقه وهی القمریة فتلقت علما والقاه الیهم واراد تسخیر قوم فبسط رقیقة من رقائقه وهی الشمسیة فسخرت وهلم جراو من خواص الفرد فی الحیٰوة الدنیا انه یتاتی له ان یعبد ربه بجمیع اخلاقه وجمیع طبائع وذٰلک ان الانسان فی مجری العادة بفعل افعال الشجاعة لداعیة ترجع الیٰ جلب نفع او دفع ضر دینویین فاذا کان العبد فردا انعقد فی املاء الاعلیٰ حکم من احکام الحق فترشح منه اثر الی النفس وانبعث الداعیة وخدمها خلق من

دنیا یا آخرت کا یا ان کے افعال پر عذاب دینا چاہے تو اس فرد کے ہاتھ پر جاری ہوتا ہے اور وہ اس کی طرف خرق عادت منسوب ہوتا ہے درحال یہ کہ وہ فرد مانند مدہ کے ہے غسال کے ہاتھ میں اسے اس میں کچھ اختیار نہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ فرد رجوع ہو اپنی عقل اور حکم وفراست کی طرف پس جب دیکھے کہ کسی شے میں اس کو نفع ہے یا اور دوسرے کو تو اس کے رقایق میں سے کوئی رقیقہ بسط کرے جو مناسب اس شے کے ہو تو ظاہر ہو خارق عادت لوگوں میں مثلاً وہ ارادہ کرے کہ جو وقائع آنے والے ہیں ان کی لوگوں کو خبر کرے تو بسط کرے اس کا رقیقہ جو قمریہ ہے تو علم سے ملاقی ہو اور لوگوں کو وہ علم پہنچائے یا ارادہ کرے وہ فرد کسی قوم کی تسخیر کا تو بسط کرے ایک رقیقہ رقایق میں سے کہ وہ شمسیہ ہے پس تسخیر کرے اور اسی طرح اور جہاں تک خیال کرو اور فرد کے خواص سے ہے کہ وہ زندگی دنیا میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اپنے سب اخلاق اور جمیع طبائع سے اور یہ امر اس لئے ہے کہ عادت میں ہے کہ انسان افعال شجاعت کرتا ہو واسطے ایسے داعیہ کے کہ حصول نفع ہو یا دفع ضرر ہو دنیا کا تو بندہ جب فرد ہوتا ہے تو ملاء اعلیٰ مین جو حکم منعقد ہوتا ہے حق کے احکامون سے اس کا اثر مترشح ہوتا ہے نفس کی طرف تو اٹھتا ہے داعیہ اور اس کی خدمت کرتا ہے کوئی خلق اس کے اخلاق میں تو جاری ہوتے ہیں فعل اور وہ فرد بالکل فانی ہے اپنی مراد سے اللہ کی مراد میں باقی ہے تو یہ معنی ہیں اس کی عبادت کے بجمیع

www.maktabah.org

اخلاقه فجرت الافعال وهو فی کل
ذلک فان عن مراده باق بمراد
الحق فهٰذا معنیٰ عبادته باخلاقه
والانسان له طبائع ولکل طبیعة فنأ وبقاء
وکمال تؤتاه من ربه وافعال یجری
منها بفنائها فی الحق وتجلیات معنویة
حاصلة من ترکیب الکمال بالطبیعة
البشریة بحسب ذٰلک الکوکب کما ان
الطبیعة الزهریة بحسب النسمیة تقتضی
ان یلتذ کل حسن بالجمال الذی خصه
الله تعالیٰ به ویری فی کل لذة وبهجته
انقیادا الی الله واخبانا له فیکون
الحسائس بلذاتها والاشیاء التی یلتذ بها
کلها السنة تذکر الله تعالیٰ فیحصل له
حالة عجیبة یستغرق فیها ویسکر حینا
من الدهر وقس علیٰ ذٰلک کل طبیعة
وان شئت الحق فعبادة لربه فی حقه
جریان منه علی مقتضی طبیعه والله حافظه
واذا اتاه زجر علیٰ فعل فسببه مخالفته فی
ذٰلک المباس البسه الله تعالیٰ ومن
خواصه فی البرزخ انه اذا انتقل عن هٰذا
البدن هام الی الطبیعة العامة التی نهم کل
موجود هیمان النفس الناطقة الیٰ بدنها
الا ان هیمانها هیمان تدبیر وهیمانه
هیمان عشق فحینئذ یسری فی اجزاء

اخلاق کے اور انسان کے واسطے طبائع ہیں اور ہر طبع
کے واسطے فنا وبقا ہے اور ہر طبیعت کو ایک کمال اللہ کی
طرف سے دیا گیا ہے اور افعال ہیں جو اس طبیعت
سے جاری ہوتے ہیں جب اس کو فنا کرے خدا میں
اور تجلیات معنوی ہیں جو ترکیب کمال سے ساتھ طبیعت
بشری کے حاصل ہوتی ہیں موافق اس کوکب کے جیسے
طبیعت زہریہ بحسب نسمیہ مقتضی ہے کہ لذت اٹھائے
حسن سے اس مال کی جس سے اللہ نے اسے خاص کیا
ہے اور دیکھے ہر لذت اور ہر خوشی میں تابعداری اللہ کی
اور فروتنی اس کے آگے پس ہوجائیں سب حواس
ساتھ لذتوں کے اور ہر شے جس سے لذت اٹھاتا ہے
سب کے سب زبانیں واسطے یاد دلانے اللہ تعالیٰ کے
حاصل ہو اس کو ایک عجیب حالت کہ اس میں مستغرق
ہوجائے اور سکر میں آجائے کچھ عرصہ اور اسی پر قیاس
کرلے ہر طبیعت کو اور جو تو سچ پوچھے تو اس کی عبادت
اپنے رب کے لئے اس کے حق میں مقتضائے طبیعت
کا اس کی جاری ہوتا ہے اور اللہ اس کا حافظ ہے اور
جس وقت کسی فعل پر اس کو زجر آئے تو اس کا سبب
اس کی مخالفت اس امر میں بسبب اس لباس کے ہے
جو اسے اللہ نے پہنایا ہے اور اس فرد کے خواص سے
ہے عالم برزخ میں یہ کہ وہ جب انتقال کرے اس
بدن سے ہیمان کرتا ہے طرف طبیعت عامہ کے جو عام
ہے ہر موجود کو جیسا ہیمان نفس ناطقہ کا بدن سے ہے
مگر نفس ناطقہ کا ہیمان ہیمان تدبیر ہے تو اس وقت
سرایت کرتا ہے اپنی ہمت سے اجزائے عالم میں تو حجر

www.maktabah.org

العالم بهمته ففي الحجر حجر وفي الشجر شجر وفي الفلك فلك وفي الملك ملك لا يصده طور عن طور كهيئة الطبيعة المطلقة وحينئذ ربما كان من هذا الفرد آثارا عجيبة وحكام غريبة فمنها انه يعلم بالعلم الحضوري انه القيم بالطبيعة الاولىٰ كما ان النفس يعلم انه قائم وليس بقائم الا الجسد ولا يعلم بهٰذا العلم انه فلان بن فلان بل ربما علم ذٰلك بعلم حصولي كما يعلم ان فلانا الاجنبي ابن فلان ومنها ان هذه الحقيقة ربما صارت معدة لبعض التدبير الكلي فبرز بروزا في بعض المواطن ويكون سببا لافاضة البركات. شعر:

ومن بعد هذا ما فدق وصفاته
وما كتمه اخطى لدى واجمل

**تحقيق** في بيان قول السيد عبدالسلام بن بشيش قدس سره علىٰ مشرب القوم اللهم اجعل الحجاب الاعظم حياة روحي وروحه سر حقيقي وحقيقة جامع عوالمي بتحقيق الحق الاول انتهىٰ. المراد بالحجاب الاعظم ذات النبي صلى الله عليه وسلم كما دل عليه قوله قدس سره فيما سبق وحجابك الاعظم القائم لك

میں حجر ہے اور شجر میں شجر اور فلک میں فلک ہے اور ملک میں ملک ہے نہیں روکتا ہے اس کو ایک طور دوسرے طور سے مانند ہیئت طبیعت مطلقہ کے اور اس وقت اکثر اوقات اس فرد کے آثار عجیبہ اور احکام غریبہ ہوتے ہیں بس ان میں سے یہ ہے کہ جانتا ہے علم حضوری سے کہ وہ طبیعت اولیٰ کو قائم رکھنے والا ہے جیسا کہ نفس جانتا ہے کہ قائم ہے اور وہ قائم نہیں مگر جسد قائم ہے اور اس علم سے نہیں جانتا کہ وہ فلان ابن فلان ہے بلکہ بسا اوقات یہ بات جانتا ہے علم حصولی سے جیسا کہ جانتا ہے کہ وہ اجنبی ابن فلان ہے اور ان میں سے ہے یہ کہ حقیقت کبھی ہوتی ہے معد واسطے بعض تدبیر کلی کی پس ظہور کرتی ہے بعضے مواطن میں اور سبب ہوتی ہے افاضہ برکات کا شعر

ومن بعد هذاما تدق صفاته
وما كتمه اخطى لدى واجمل.

یعنی اس کے بعد اس کی صفتیں ظاہر نہیں کی جاتیں اور میرے نزدیک اس کا چھپانا بہت خوب اور اچھا ہے

**تحقیق** بیان میں قول سید عبدالسلام بشیش قدس سرہ کے وہ قول یہ ہے اللهم اجعل الحجاب حياة روحي وروحه سر حقيقي وحقيقة جامع عوالمي بتحقيق الحق الاول انتهى حجاب اعظم سے مراد ذات نبی ﷺ ہے جیسا کہ دلالت کرتا ہے اس پر ان قدس سرہ کا یہ قول وحجابك الاعظم القائم لك بين يديك جس کا پہلے بیان ہوا اور تحقیق ذات نبی ﷺ کو تعبیر کیا حجاب اعظم سے

www.maktabah.org

بین یدیک وانما عبر عنه بالحجاب الاعظم لان حقیقة علیه الصلوٰة والسلام اول المبدعات واعظمها کما ذکره القوم فی قوله صلی الله علیه وسلم اول ما خلق الله نوری ومنها انشعبت الحقائق فهی الواسطة بینه وبینها وروحه نبی الانبیاء فان ارواحهم انما اخذت العلوم والمعارف بواسطة روحه فکما ان النبی ترجمان الحق فی قومه والواسطة بینه وبینهم فکذٰلک روحه صلی الله علیه وسلم ترجمان الحق فی الارواح والواسطة بینه وبینهما وفی قوله عن من قائل فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید وجئنا بک علیٰ هؤلاء شهیدا اشارة الیٰ هٰذا المعنیٰ بناء علی ان هؤلاء اشارة الی الشهداء وصورته الظاهرة فی الناسوت التی علیها ظهرت المعجزات وبنیت علیٰ لسانها المعارف والاحکام واسطة بین الحق وخلقه وسبب لقربهم منه وظهر مما بینا ان له صلی الله علیه وسلم ثلث نشات کلیة وثلثة اصناف من التوسط بحسب تلک النشات فاولها مرتبة تسمی عند الطائفة بالحقیقة المحمدیة وهی تعین کلی فی الخارج لاحکام السماء الکلیة وثانیها مرتبة عندهم بالروح المحمدی وهی التعین

اس واسطے کہ حقیقت آنحضرت ﷺ کی اول مخلوقات اور اعظم ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے قوم نے بیچ اس فرمانے رسول اللہ ﷺ کے کہ اول جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے اور اس سے منشعب ہوئیں حقیقتیں پس حقیقت ﷺ کے واسطے ہے درمیان اللہ کے اور حقائق کے اور روح مقدس نبی ﷺ نبی الانبیاء ہے کہ بیشک انبیا کی ارواح نے اخذ کئے علوم اور معارف بواسطے ہیں روح مبارک کے پس جس طرح نبی ترجمان حق ہے اپنی قوم میں اور واسطہ ہے اللہ میں اور قوم میں اسی طرح روح مکرم ﷺ کی ترجمان حق ہے ارواح میں اور واسطہ ہے اللہ میں اور ارواح میں اور بیچ اس قول اللہ تعالیٰ کے فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید وجئنا بک علیٰ هولاء شهیدا اشارہ کی طرف اس معنیٰ کے بنا برین کہ ہولاء اشارہ ہے طرف شہدا کے اور ان کی صورت ظاہرہ ناسوت میں جس سے معجزے ظاہر ہوئے اور اس صورت کی زبان سے بیان ہوئے معارف اور احکام واسطہ ہے درمیان حق کے اور اس کی مخلوق کے اور سبب ہے مخلوق کے قرب کا حق سے اور ظاہر ہوا اس سے جو ہم نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کے واسطے تین عالم ہیں کلیہ اور تین قسم کے ہیں توسطات موافق تین نشات کے تو اول وہ مرتبہ ہے جس کو قوم حقیقت محمدیہ کہتی ہے اور وہ ایک تعین کلی ہے خارج میں واسطے احکام اسماء کلیہ کے اور دوسرا ان میں سے مرتبہ ہے جس کا نام ان کے

www.maktabah.org

المجازی للحقیقة المحمدیة عند انفسار الانسان الکلی فی ظاهره وتقیداته وثالثها النشاة الناسوتیة المنوطة بها الکمالات الظاهرة بعد بعثة الی الخلق علی راس اربعین سنة من عمره من اقامة الامة العوجاء وفتح ابصار عمی وآذان صم وقلوب غلف حتیٰ یشهدوا بالوحدانیة ویتهذبوا ویعلموا احکام الله المتعلقة بافعال المکلفین وغیر ذٰلک من المعاف والجلیلة واکمل الاولیاء من کان قلب خاتم الانبیاء صلی الله علیه وسلم فی تلک النشات الثلث لکن الحقائق الجزئیة المستعدة لکمالات المحبة والمحبوبیة وما یضاهیهما لا یتعین الابعد انحیاز الانسان الکلی بحیاله فاول تعینها فی الخارج یضاهی ویسامت التعین الروحی من الحقائق الکلیة فلا یظهر مدد الحقیقة المحمدیة الواصل الی الحقائق الجزئیة الا عند تعینها وتکون الجامعیة میراثا عنها وانعقاد الاستعدادات هنالک میراثا عن الروح المحمدی فیکون مرتبة العطایا واحدة واسرار وجودها متعددة فاذا تمهد هذا فنقول الشیخ قدس سره یتبهل الیٰ ربه تبارک وتعالیٰ بلسان استعداده ان یجعله من وَرثة سیدنا ومولانا

نزدیک روح محمدی ہے اور وہ تعین مجازی ہے حقیقت محمد کے وقت منفسر ہونے انسان کلی کی طرف اپنے مظاہر اور تقیدات کی اور تیسرا ان میں نشاۃ ناسوتیہ ہے جس سے وابستہ ہیں کمالات ظاہری بعد نبی ہونے کے خلقت کی طرف جب عمر مبارک چالیس برس کی ہوئی کہ گمراہوں کو راہ پر لانے اور اندھوں کو بینائی اور بہروں کو کان اور دلوں کو ہدایت بخشنے کے واسطے تاکہ وہ وحدانیت الٰہی پر گواہی دیں اور تہذیب پائیں اور جانیں اللہ کے حکم جو متعلق افعال مکلفین کے تھے اور اس کے سوا او معارف جلیلیہ اور اکمل الاولیا وہ شخص ہے جو قلب خاتم الانبیاء ﷺ پر ہے ان تینوں عالم میں لیکن حقائق جزئیہ مستعدہ واسطے کمالات محبت ومحبوبیت اور جو ان دو کے مانند ہیں نہیں متعین ہوتی مگر بعد حیز از اختیار کرنے انسان کلی کے اس کے مقابل میں پس اول تعین ان حقائق جزئیہ کا خارج میں مشابہ اور ہمروش ہے تعین روحی کے جو حقایق کلیہ سے ہے پس نہیں ظاہر ہوتی مدد حقیقت محمدیہ کے جو واصل ہے طرف حقائق جزیہ کے مگر وقت اس کے تعین کے اور جامعیت کے میراث حقیقت محمدیہ کے اور منعقد ہونا استعداد کا یہاں باعتبار میراث روح محمدیہ سے تو ہوا مرتبہ عطایا کا واحد اور اسرار ان کے وجود کے متعدد جب یہ بات بیان ہولی تو اب ہم کہتے ہیں کہ شیخ قدس سرہ تضرع وزاری کرتا ہے رب تبارک وتعالیٰ سے برزبان اپنی استعداد کے کہ اللہ اس کو کرے وارثوں

www.maktabah.org

محمد صلی الله علیه وسلم بحسب النشات الثلث وكمالاتها المختصة بكل عنها فعبر عن سواله ميراثه من الكمالات الناسوتية وبقوله اللهم اجعل الحجاب الاعظم حيوة روحي اعنى بها الروح المنفوخة في البدن المدبرة له المريدة لحس والحركة وهي في الافراد والجزئية المستعدة لكمالات الجزئية التي اشرنا اليها بازاء الصورة الناسوتية في الافراد الكلية المستعدة للكمالات الجمعية ولا يخفى حسن تشبيه المدد الواصل منه صلى الله عليه وسلم الى روح هذا المستفيد بالحيوة التي هي كمال اول الروح وعبر عن سواله ميراثه من الكمالات الروحية بقوله وروحه سر حقيقي وذلك لان الحقائق الجزئية انما تنشاء من حيث تتعين الارواح الكلية ولا يخفىٰ اما في التعبير عن المدد الواصل منه صلى الله عليه وسلم الىٰ حقيقة هذا المستفيد بالسر الذي يفهم منه الخفاء والمصدرية للاوثار والكمالات وتعين الاستدادات مستمرا دائما علىٰ نمط واحد من الحسن والبراعة وعبر عنه سواله وميراثه بحسب الكمالات التي ورثتها الحقيقة المحمدية وان لم تظهر الا فيما

سی سیدنا ومولانا محمد ﷺ کے بحسب نشاۃ ثلثہ کی اور ان کے کمالات مختصہ کے جو ہر ایک میں ہیں پس تعبیر کیا اپنے سوال سے میراث کو اس کے کمالات ناسوتیہ سے اس قول کے ساتھ اللھم اجعل الحجاب اعظم حیوۃ روحی کہ مراد اس سے روح ہے جو بدن میں پھونکی گئی ہے جو بدن کی مدبر ہے اور اس کی حس وحرکت کے ارادہ کرنے والی ہے اور وہی افراد جزئیہ میں مستعد ہے واسطے کمالات جزئیہ کے جس کا ہم نے اشارہ کیا ہے بمقابل صورت ناسوتیہ کے بیچ افراد کلی کے جو مستعد کمالات جمعیت کے ہے اور کچھ چھپا ہوا نہیں ہے حسن تشبیہ اس مدد کا جو واصل ہے آنحضرت ﷺ سے طرف روح اس مستفید کے ساتھ حیات کے ایسی حیات کہ وہ کمال اول ہے واسطے روح کے اور تعبیر کیا اسنے اپنے سوال سے میراث آنحضرت ﷺ کے کمالات روحیہ سے ساتھ اس قول کے کہ وروحہ سر حقیقی اور یہ اس واسطے حقائق جزئیہ بیشک ظہور کرتے ہیں اس جائے سے کہ جہاں متعین ہوتی ہے ارواح کلیہ اور پوشیدہ نہیں وہ شے کہ بیچ تعبیر مدد کے ہے ایسی مدد جو واصل ہے آنحضرت ﷺ سے طرف حقیقت اس مستفید کے ساتھ اس سر کے جس سے خفا سمجھا جاتا ہے اور مصدریت واسطے آثار وکمالات اور تعین استعداد مستمر ودائم نمط واحد پر حسن وبراعیت ہے اور تعبیر کیا اس سے سوال اس کا میراث اس کی موافق ان کمالات کے جس کی وارث ہوئی ہے حقیقت محمدیہ اگرچہ نہیں

www.maktabah.org

دون تلک المرتبة بقوله وحقيقته جامع عوالمی وذلک لان الاکملية بهذا الوجه تلازم ظهور رقائق كثيرة بازاء النشات الخارجية كل رقيقة اجمال نشاة ومعرفة لاحوالها فالمدد الواصل منه صلی الله علیه وسلم فی هذه المرتبة الیٰ حقيقة المستفيد صورته جمع العوالم بهذا المعنیٰ اجعل ذلک کذلک بتحقيقک والتحقيق جعل الشیء متحققا فی الخارج والمراد منه الفيض المقدس ولا يخفی ما فی وضع المظهر مکان المضمر من الاشعار بان التحقيق صادر منه من جهة كونه حقا ای متحققا بذاته محققا لغيره واول الاشياء فانه وجود الموجودات وماهية الماهيات.

**تحقيق** للعارف وصول الی الذات ووصول الی الاسماء والتجليات سواء قلنا بان الوصول الی الذات علم بها وادراک لها اولا وما يوهم خلاف ما ذكرنا من كلام المتحققين فی هذه المسئلة فمعناه نفی العلم والاحاطة لانفس الوصول وتفصيله ان السالک اذا وصل الی الحقيقة التی يعبر عنها بانا وجردها عما دونها ووقع له التفات الی التحقيق والتقرر والوجود واصل ذلک كله الوجود المطلق وله تنزلات شتیٰ وملابس كثيرة فيعرف فی

ظاہر ہوئی مگر بیچ سوائے اس مرتبہ کے جو اس کا قول ہے وحقیقت جامع عوالم ہے اور یہ امر اس لیے ہے کہ اکملیت ساتھ اس وجہ کے لازم ہوتی ہے ظہور رقایق کثیرہ کے بمقابلہ نشاۃ خارجیہ کے ہر رقیقہ اجمال ہے ایک نشاۃ کا اور اس کے احوال کی معرفت تو مدد جو واصل ہے آنحضرت ﷺ سے اس مرتبہ میں طرف مستفید کے اس کی صورت جمع عوام ہے ساتھ اس معنی کے اجعل ذلک کذلک بتحقیقک اور تحقیق گردانا شئے کا متحقق ہے خارج میں اور مراد اس سے فیض مقدس ہے اور مخفی نہیں وضع مظہر سے مکان مضمر میں کہ اشعار ہے اس بات کا کہ تحقیق صادر ہے اس سے بسبب اس کے ہونے کی حق یعنی متحقق بذاتہ لغیرہ اور اول اشیاء پس بیشک وہ وجود الوجودات وماہیت الماہیات ہے۔

**تحقیق** عارف کو ذات اور اسماء تجلیات تک پہنچنا برابر ہے اس کے جو کہا ہم نے کہ وصول الی الذات علم ذات اور اس کا ادراک ہو یا نہ ہو اور وہ جو وہم ہوتا ہے ہمارے بیان کے خلاف محققین کے کلام سے اس مسئلہ میں تو اس کے معنی ہیں نفی علم کی اور احاطہ کی نہ نفس وصول کی اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ سالک کو جب وصول ہوتا ہے طرف حقیق کے وہ حقیقت جس سے عبارت انا ہے اور وہ حقیقت مجرد کردیتی اپنے ماسوا سے تو واقع ہوتی ہے اس سے التفات طرف تحقیق وتقرر ووجود کے اور اس سب کی اہل وجود مطلق ہے اور اس کی واسطے تنزلات ہیں بہت اور

www.maktabah.org

ضمن هذا الالتفات كل تنزل ولبسة لحاسة ذلك التنزل وتلك اللبسة فلا يدرك المثال الا بالمثال ولا الروح الا بالروح وهكذا يرجع متصاعدا حتىٰ يدرك الحقيقة التى لا حقيقة ورائها بتلك الحقيقة بعينها فهذك وصول وليس هناك علم الا بانا ولا ادراك الا بانا وما احسن قول الشيخ العارف عفيف الدين التلمساني مشير الىٰ هذه النكتة. شعر:

دعوا منكرى فورى بها يتفطروا
بحق لهايتك القلوب انفطارها
وما ذا علىٰ من صار خالا لخذها
اغار ابوها ام تنبه جارها

فالكمل يتحقق لهم الوصول الى الذات بالفعل وكذلك باصول الاسماء والتجليات فناء وبقاء وتحقق لا يجوز ان يكون لهم حالة منتظرة فى ذلك نعم بعد ذلك احكام خاصة بكل نشاة من النشات بعتورها الانسان مرة بعدى مرة وكانه قد احاط بها اجمالا فى دينك الوصولين وما بقى الا التفصيل فترقيات الكمل غير متناهية بهذا المعنىٰ.

**تحقيق** اعلم ان الاول جل مجده يعلم الاشياء بوجهين احدهما الوجه الاجمالى بيانه انه لما علم ذاته علم اقتضاء ذاته

لباس کی ساتھ حاسہ اس تنزل اور اس لباس کے تو نہیں ادارک ہوتی مثال مگر ساتھ مثال کے اور نہ روح مگر ساتھ روح کے اور اسی طرح رجوع کرتا ہے صعود کرتا ہوا یہاں تک کہ دریافت کرتا ہے اس حقیقت کو کہ اس کے پرے کوئی اور حقیقت نہیں ہے ساتھ اس حقیقت کے بعینہا بس وہاں وصول ہے اور علم نہیں وہاں مگر انا کا اور کوئی ادراک نہیں مگر انا کا اور کیا خوب قول ہے شیخ عارف عفیف الدین تلمسانی جو اشارہ کرتے ہیں اس نکتہ کی طرف شعر:

دعوا منكرى نورى بها يتفطروا
بحق لهايتك القلوب انفطارها
وما ذا علىٰ من صار خالا لخذها
اغار ابوها ام تنبه جارها

پس کاملوں کے واسطے وصول محقق ہے طرف ذات کے بالفعل اور اسی طرح ساتھ اصول اسما اور تجلیات کے فنا و بقا و تحققا نہیں جائز یہ کہ ہو ان کے واسطے حالت منتظرہ اس امر میں ہاں اس کے بعد احکام خاص ہیں ہر نشاء کے نشات میں سے کہ برتتا ہے ان کو انسان ایک بعد ایک کے گویا کہ اس نے احاطہ کرلیا ان کا اجمالاً دونوں وصولوں میں اور نہیں باقی رہی مگر تفصیل پس کاملوں کی ترقیات کو انتہا نہیں اس معنی سے۔

**تحقیق** اب جاننا چاہیئے کہ تحقیق اللہ جل مجدہ کو اول علم اشیاء ہے دو وجہوں سے ایک وجہ تو اجمالی ہے اس کا بیان یہ ہے کہ جب اس نے اپنی ذات کو

www.maktabah.org

لنظام الوجود لان العلم بالعلة التامة يكفى فى العلم بالمعلول وهذه الاشياء هنالک موجودة بوجود الهى لا بوجود امكانى لان كل شىء انما تحقق بتحقيق الواجب له وانما وجد بايجاد الواجب اياه فبازاء كل شىء كمال الواجب واقتضاء وهذه الكمالات مبداء صدور هذه الاشياء وكنه حقائقها فكل كمال يقتضى شيئا بخصوصه وكل شىء يحتاج الىٰ كمال بخصوصه كان هذه الكمالات ولاشياء امر واحد غير ان هذه لوازم الواجب واعتبار انه الذاتية بمنزلة العلم والقدرة والحياة وتلک معلومات له صادرة منه وثانيهما الوجه التفصيلى بيانه ان كل موجود فانما هو معلول الواجب وما لا يكون معلولا لا يمكن ان يتحقق وليست حاجة هذه المعلولات اليه تعالىٰ مثل حاجة لبناء الى البناء بل حاجتها واصل تقررها وجوهرها وتحقيقها وتقومها مستمرة ما دامت موجودة وايجاده لها وتحقيقه ايها هو كنه وجودها وتحققها لا غير وانما منشا امتياز الماهيات بعضها من بعض امتياز بعض انحاء الايجاد والتحقيق والتقويم من بعض فهٰذا الارتباط اقوىٰ من ارتباط الصورة محلها يقتضى حضور

جانا تو ذات کی اقتضا کو جانا واسطے نظام وجود کے اس واسطے کہ علت تامہ کا علم کافی ہے معلول کے علم کو اور یہ اشیاء وہیں موجود ہیں ساتھ وجود الٰہی کے نہ ساتھ وجود امکانی کے اس لئے کہ ہر شے متحقق ہوتی ہے بتحقیق واجب لہ کے اور پائی جاتی ہے ساتھ ایجاد واجب کے پس مقابل ہر شے کے کمال ہے واسطے واجب کے اور اقتضا اور یہ کمالات مبدا ہیں ان اشیاء کے صدور کا اور کنہ ہیں ان کے حقایق کا تو ہر کمال مقتضی ہے کسی شے کا بخوصہ اور ہر شے محتاج ہے طرف کسی کمال کی بخصوصہ گویا یہ کمالات اور اشیاء امر واحد ہیں سوا اس کے کہ یہ لوازم واجب سے ہیں اور قدرت اور حیات کے اور یہ معلولات ہیں واسطے اس کے کہ صادر ہوئی ہیں اس سے اور دوسری وجہ ان میں سے وجہ تفصیلی ہے بیان اس کا یہ ہے ہر موجود معلول واجب کا ہے اور جو نہیں ہے معلول نہیں ممکن ہے اس کا تحقق اور نہیں ہے حاجت ان معلولات کی طرف مکان کی بلکہ حاجت معلولات کی اور اصل کی تقرر اور جوہر اور تحقق اور تقوم کی مستمرہ ہے جب تک موجود ہیں اور ایجاد واجب کا ہے واسطے ان کے اور تحقق کرنا اس کا ان کو کنہ ہے ان کے وجود کا اور ان کے تحقق کا نہ کچھ اور جز این نیست کہ منشا امتیاز ماہیات کا بعض سے بعض کو امتیاز ہے بعضے اقسام ایجاد کا اور تحقق اور تقویم بعض سے پس یہ ارتباط بہت قوی ہے ارتباط صورت کا اپنے محل سے مقتضی ہے حضور اشیاء کا واسطے اپنی فاعل کے

www.maktabah.org

الاشیاء لفاعلها فیعلم الاول تعالی الاشیاء بتلک الاشیاء بصورها المرتسمة فی الواجب وهذا علم الواجب لها بوجودها لامکانی سواء فی ذٰلک المادیات والمجردات فالحق انه لا حاجة الی توسیط الجواهر العقلیة المرتسمة فیها صور الاشیاء الا فی المفروضات التی لا تحقق لها الا فی فرض الفارض کانیاب الغور فتدبر الکلام حق التدبیر.

**مشهد آخر** اعلم ان الملل والمذاهب بالحقیقة یقال ملة حقة ومذهب حق وینظر الناظر فی وصف احدهما بذٰلک الیٰ مطابقة الواقع له فتاملنا حقیقة هذا الواقع الذی ان وافقة الشیء کان حقا والا کان باطلا فوجدنا معنیین احدهما جلی والآخر دقیق یری من بعد اما الجلی فان یکون کل مسئلة من الاعتقادیات مطابقة لما علیه المعتقد فی الخارج مثلا یحکم بان الله یسخط ویغضب ویکون الامر کذٰلک وبان الحشر الجسمانی کائن وهو کذٰلک وکل مسئلة مما یحکم فیها بوجوب وحرمة مطابقة لما علیه الامر المنعقد فی الملاء الاعلیٰ مثلا یحکم بان الصلوٰة واجبة ویکون فی الملاء الاعلیٰ نازل مثالی من قضاء مضمونة تحسین من

پس جانتا ہے اول اللہ اشیاء کو ساتھ ان اشیاء کے نہ ان کی صور مرتسمہ فی الواجب سے اور یہ علم واجب کا واسطے ان کے ساتھ ان کے وجود امکانی کے ہے برابر ہے اس میں مادیات اور مجردات پس حق یہ امر ہے کہ کچھ حاجت نہیں وسط میں لانے جواہر عقلیہ کے جو مرتسم ہیں اشیاء کی صورتوں میں مگر مفروضات میں جو متحقق نہیں ہوتے مگر فرض کرنے والے عندیہ میں جیسے دیو کے دانت پس غور کر اس کلام کو جیسا حق ہے اس کے غور کرنے کا۔

**مشهد آخر** جاننا چاہیئے کہ ملتیں اور مذاہب وصف کی جاتیں ہیں ساتھ حقیقت کے کہا کرتے ہیں کہ ملت حقہ اور مذہب حق اور ناظر نظر کرتا ہے وصف میں ایک ان دونوں کے پس ہم نے تامل کیا حقیقت کو اس واقع کی اگر موافق ہو وہ اس شے کے تو حق ہے اور نہیں تو باطل تو ہم نے دو معنی پائے۔ ایک نور ظاہر اور روشن اور دوسرے دقیق و باریک کہ بعد میں معلوم ہوں گے تو ظاہر روشن تو یہ نہیں کہ اگر ہو ہر مسئلہ اعتقادیات سے مطابق واسطے اس شے کے جس پر اعتقاد کیا ہے خارج ہیں مثلاً حکم کیا جائے کہ اللہ خشم کرتا ہے اور غضب ہوتا ہے اور ہے امر یوں ہیں اور یہ کہا جائے کہ حشر جسمانی ہونے والا ہے اور یوں نہیں ہے اور جو مسئلہ ہو وے کہ اس میں حکم وجوب وحرمت وحریت ہو مطابق واسطے اس چیز کے کہ جس پر منعقد ہے امر ملاء اعلیٰ میں۔ مثلاً کہا جائے کہ نماز فرض ہے اور ہو بیچ ملاء اعلیٰ کے نازل امثالی ادائے

www.maktabah.org

تلبس بها وكونها مستلزمة ترقيه تشبث بذيل نسمته في الدنيا والآخرة وتكفير هيآت ظلمانية عن نسمته حاصلة من قبل الاستغراق في الاحكام البهيمية كما يستلزم اكل الزنجبيل تسخين البدن واذالة البرودة عنه فهذا النازل هنالك مطابق للحكم بوجوبها وكل مسئلة فيها توقيت او تحديد مطابقة لقواعد الملة كتوقيت الصلوٰة بالاوقات الخمس وتحديد الزكوٰة بمائتى درهم وبالحول ويكون بحيث يثبت بين الاصل وبين هذه الاشباح وجود تشبيهى فى مدارك الملاء الاعلىٰ فيكون هذا ذاك وذاك هذا بهذا الاعتبار فاذا كانت الملة كذٰلك قيل انها حقة وكذٰلك معنىٰ حقيقة المذهب ان يكون احكامه مطابقة لما قاله رسول الله صلى الله عليه وسلم فى نفس الامر ولما كان عليه القرون المشهود لها بالخير وان كانت المسئلة لا نص فيها ولا رواية فحقيقتها ان تكون محفوفة بقرائن تورث غالب الظن بان النبى صلى الله عليه وسلم لو تكلم فى المسئلة لما نطق بغير هذا القول وان يكون وجه الاستخراج والاستنباط ظاهرا لا يريب فيه المحيط باساليب الكلام

مضمون اس کی تحسین اس شخص کہ جو متلبس ہو اس سے اور اس کا ہونا مستلزم ہو انسان کی ترقی کا چنگل مارنے سے اس کے دامن تسمیہ میں بیچ دنیا وآخرت کے اور تکفیر ہیبت ظلمانیہ کے نسمہ سے کہ وہ ہیبت ظلمانیہ حاصل ہوئی ہے استغراق سے احکام بہیمیہ میں جیسا مستلزم ہے زنجبیل کا کھانا تسخین بدن کو اور دور کرنے برودت کو انسان سے تو یہ نزول وہاں مطابق ہے واسطے علم اس کے فرضیت کے اور جو مسئلہ کہ اس میں توقیت ہو یا تحدید مطابق واسطے قواعد ملت کے جیسے نماز کے پانچ وقت اور زکوٰۃ کو دو سو درہم اور برس بھر گذرنا اور ہوا اس حیثیت سے کہ ثابت ہو درمیان اصل اور درمیان اشباح کے وجود تشبیہی مدارک ملاء اعلیٰ میں تو یہ وہ ہے اور وہ یہ ہے اس اعتبار سے پس جب ہو ملت ایسی تو کہا جائے گا کہ ملت حق ہے اور اسی طرح معنیٰ حقیقت مذاہب کے ہیں کہ ہوئے احکام مطابق واسطے اس چیز کے کہ کہا ہے رسول اللہ ﷺ نے نفس الامر میں اور مطابق ہوں واسطے اس چیز کے اس پر ہیں وہ قرون جن کے واسطے شہادت ہے خیر کی اور اگر ہو مسئلہ ایسا جس میں نہ نص ہو اور نہ روایت تو اس کی حقیقت محتاج قرائن کی ہے جو موروث ہوں غالب ظن کے ساتھ اس طرح کی کہ اگر نبی ﷺ فرماتے اس مسئلہ میں تو یوں ہی فرماتے اور یہ کہ وجہ اس کے استخراج کی اور استنباط کی ظاہر ہو ایسی کہ شک نہ کرے وہ شخص کہ محیط ہو اسالیب کلام کا اور مقاصد شارع کا بیچ شرع احکام کے پس یہ معنیٰ

www.maktabah.org

ومقاصد الشارع فی شرح الاحکام فھذا معنیٰ حقیقة المذاھب واما الدقیق الذی یری من بعد فان یکون الحق علم جمع شمل امة من الامم بان یلھم مصطفی من عباده باقامة ملة من الملل فیصیر خادما لارادة الحق منصبة بظھور تدبیره ووکرا لفیض مدده الغیبی فیقال فیه من اطاع ھٰذا العبد فقد اطاع اللہ ومن عصاه فقد عصی اللہ فصار الرضی مقصورا فی موافقة ھٰذا التدبیر والسخط فی مخالفته ومنافاته واذا کان کذٰلک صار احکام الملة جمیعا حقة والمنظور فی وصفھا بالحقیة حینئذ ظھور التدبیر الالٰھی فی ھٰذا الشبح لا غیر وکذٰلک المذاھب ربما یکون العنایة المتوجھة الیٰ حفظ ملة حقة متوجھة بحسب معدات الیٰ حفظ مذھب خاص بان یکون حفظة المذھب یومئذھم القائمین بالذب عن الملة او یکون شعارھم فی قطر من الاقطار ھو الفارق بین الحق والباطل فحینئذ ینعقد وجود تشبیھی فی الملاء الاعلیٰ والسافل بان ملة ھی ھٰذا المذھب.

ہیں حقیقت مذہب کے اور وہ جو دقیق وباریک معنیٰ ہیں کہ بعد میں معلوم ہوتے ہیں، وہ یہ ہیں کہ ہو اللہ نے جانا کسی امت کے چھوٹی ہوئی کو ملانا اور جمع کرنا اس طرح سے کہ الہام کرے کسی برگزیدہ کو اپنے بندوں میں سے واسطے اقامت کسی ملت کے کہ وہ برگزیدہ خادم ہو ارادۂ حق کا اور منصبہ ہو اس کے ظہور وتدبیر کا اور اشیان ہو اس کے فیض مدد غیبی کا جس کو کہا جائے کہ جس نے اس کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اللہ کے نافرمان کو اور ہو رضا موقوف اس تدبیر کی موافقت پر اور غضب اس کی مخالفت اور منافات پر اور جب امر اس طرح ہو تو ہوں گے احکام ملت کے سب کے سب حق اور اس وقت اس کے حق کہنے میں منظور ظہور تدبیر الٰہی ہے بیچ اس جسم وقالب کے سوا اس کے اور اسی طرح مذہب ہے کہ اکثر اوقات عنایت الٰہی متوجہ ہوتی ہے حفظ ملت حقہ کی متوجہ بحسب معدات کے طرف حفظ مذہب خاص کے اس طرح سے کہ نگہبان مذہب کے اس دن سوتی ہیں قائم واسطے برائی دور کرنے کے یا ان کا شعار ہوتا ہے اطراف کے کسی طرف میں فارق درمیان حق وباطل کے تو اس وقت منعقد ہوتا ہے وجود تشبیہی ملاء اعلیٰ میں یا ملاء سافل میں ساتھ اس طرح کرے کہ ملت یہی مذہب ہے۔

ختم شد ھو

www.maktabah.org

# شاہ ولی اللہ اکیڈمی

## اغراض و مقاصد

① شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اور ان کی مختلف زبانوں میں تراجم کی اشاعت۔

② شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ، افکار اور تعلیمات پر مبنی کتب کا لکھوانا اور ان کی اشاعت کا انتظام کرنا۔

③ ایک معیاری لائبریری قائم کرنا، جس میں اسلامی علوم پر مبنی کتب کو خصوصی طور پر جمع کر کے اجتماعی تحریک پر کام کرنے کیلئے اس اکیڈمی کو علمی مرکز بنانا۔

④ ولی اللہی تحریک سے وابستہ مشہور علماء کی تصانیف کو شایع کرنا اور اس بارے میں اہلِ علم و دانش سے کتب لکھوانا اور ان کی اشاعت کا انتظام کرنا۔

⑤ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو سمجھنے اور سمجھانے کیلئے ایک مرکز بنانا اور اس میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ پر تحقیقاتی کام کرنا۔

⑥ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علم اور فکر کو عام اور آسان کرنے کیلئے رسائل کا جاری رکھنا۔

⑦ ایسے دیگر ادارے جو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے افکار اور فلسفہ کو فروغ دینے والے ہوں، تو ایسے اداروں کی ہر طرح سے مدد کرنا۔

www.maktabah.org